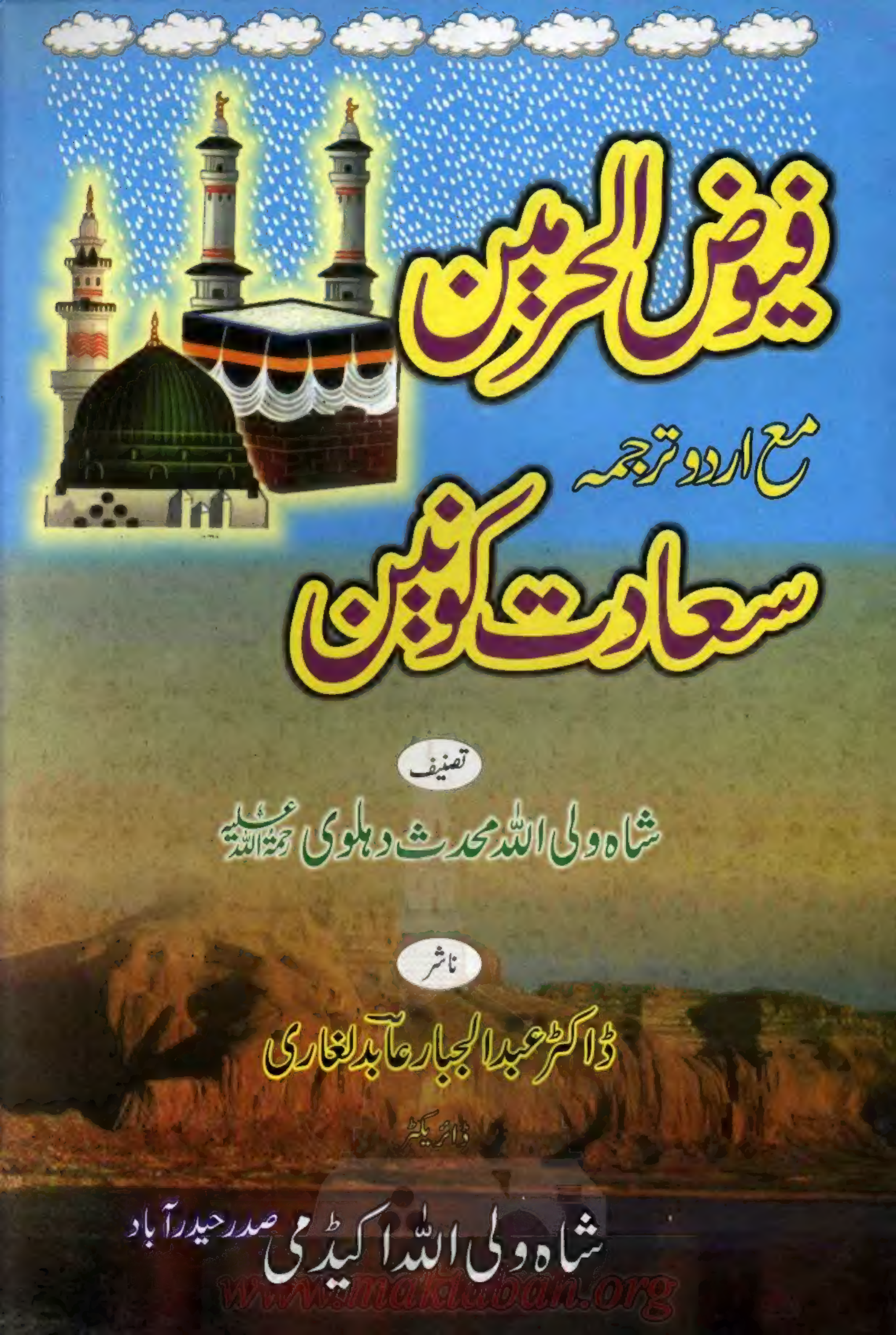
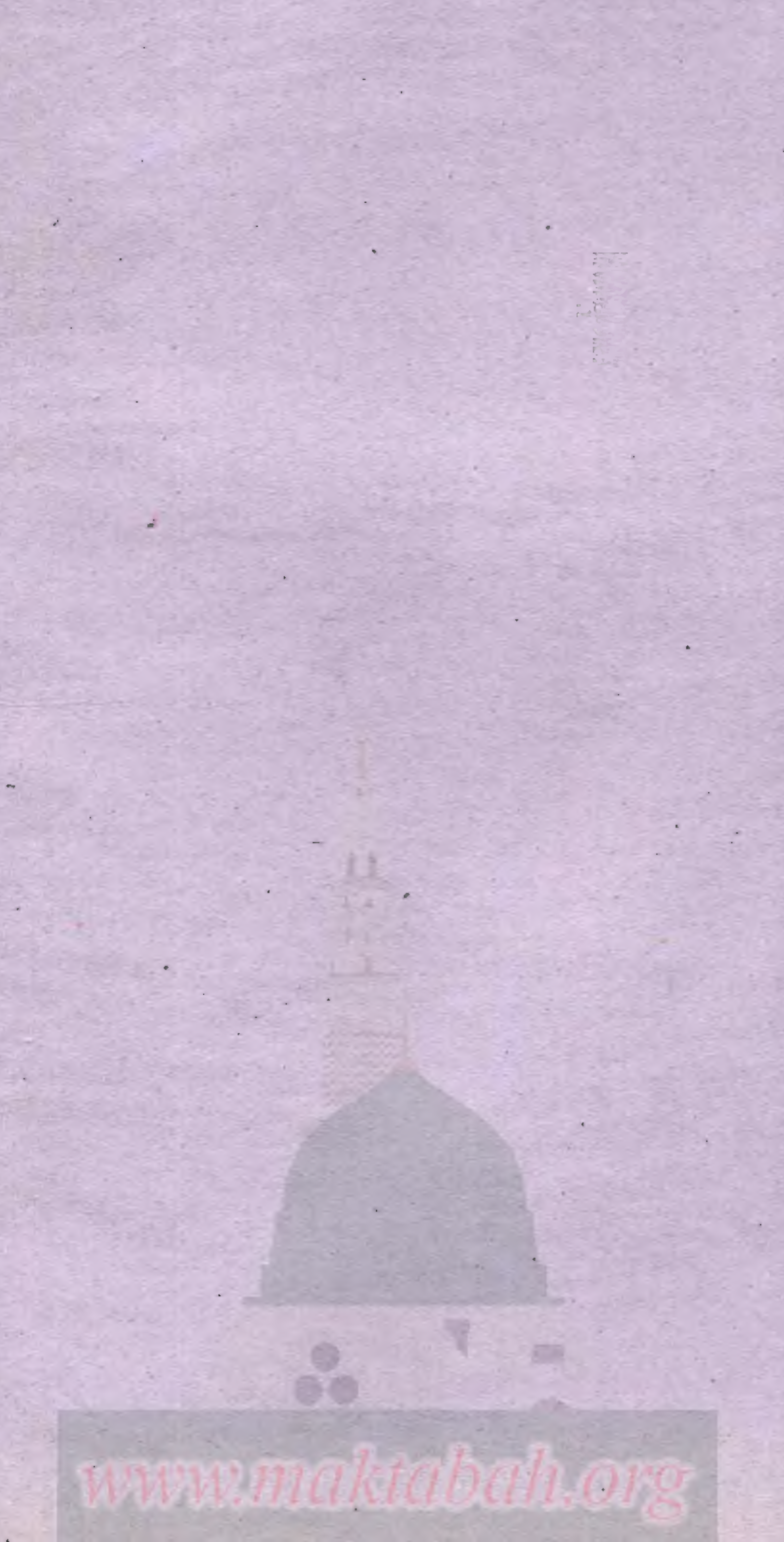
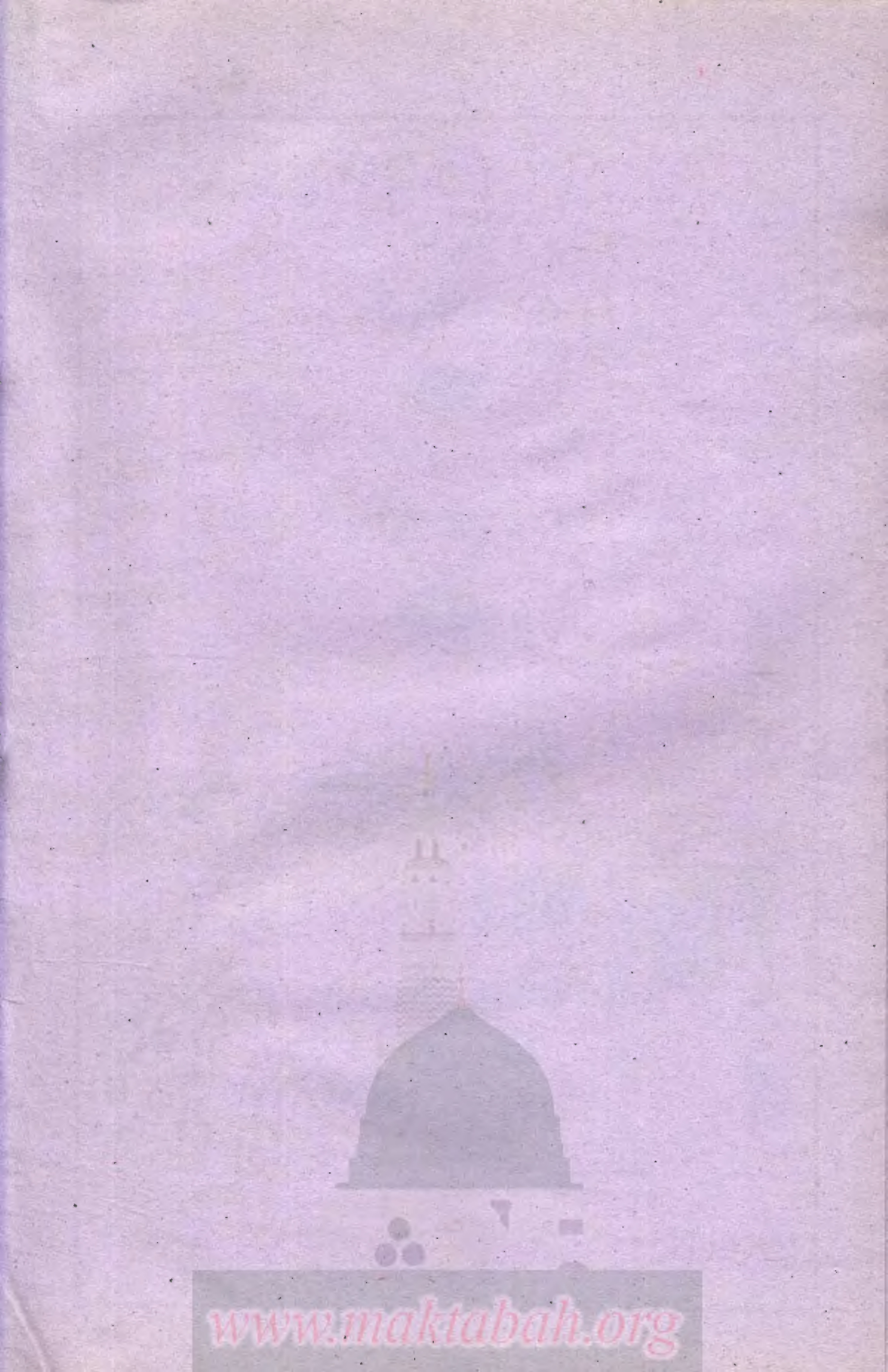
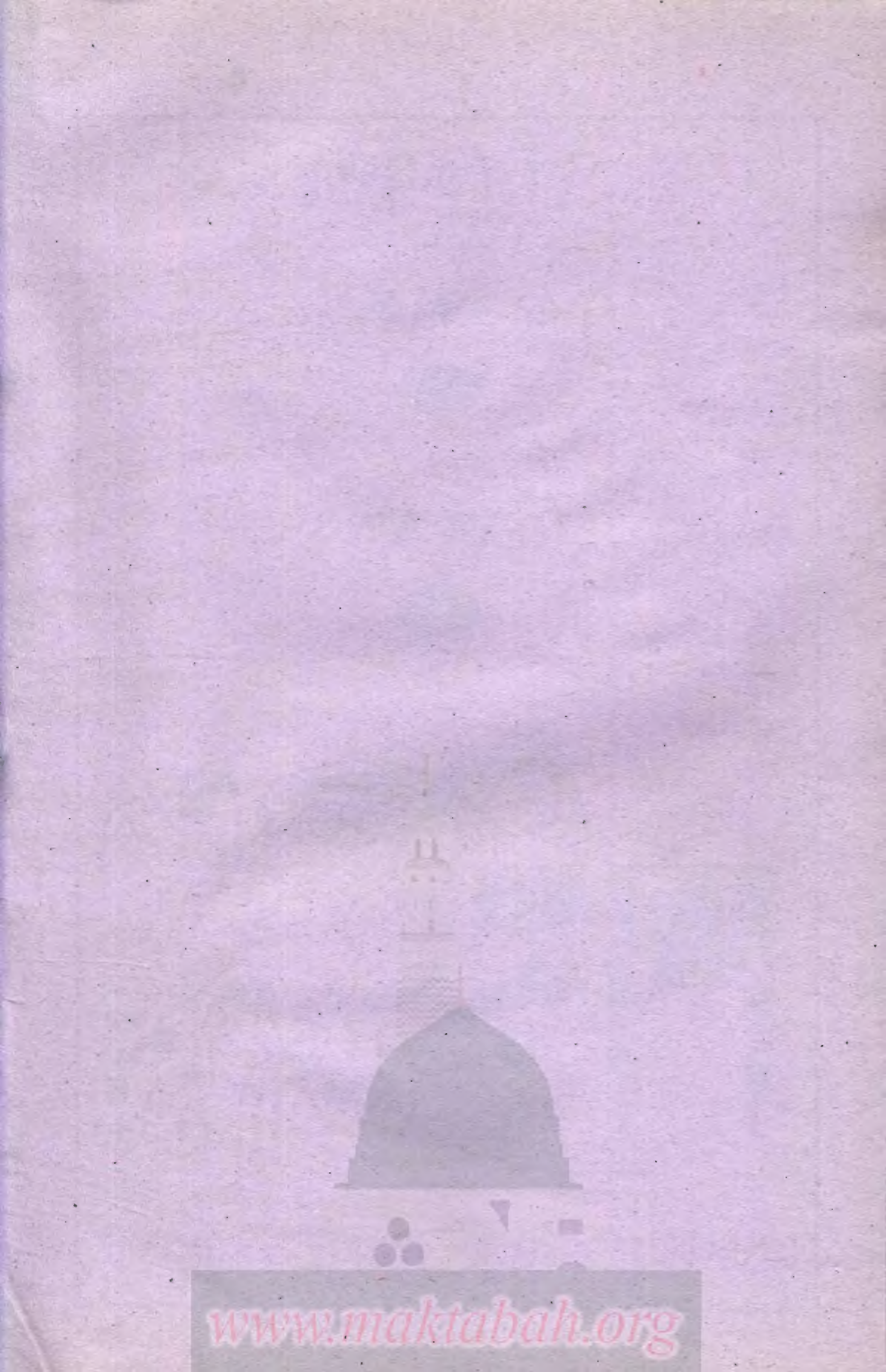

فیوض الحرمین
مع اردو ترجمہ
سعادت کونین
تصنیف
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر
ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری
ڈائریکٹر
شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد


www.maktabah.org




www.maktabah.org

(مخزن "الولی" اپریل ۲۰۰۴ء تا مارچ ۲۰۰۶ء تک کے شماروں کے برابر کی اشاعت)



فیوض الحرمین

مع اردو ترجمہ

سعادتِ کونین



شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ



ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری

ڈائریکٹر

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدر آباد

کتاب کا نام	:	فیوض الحرمین مع اردو ترجمہ سعادت کونین
تصنیف	:	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	:	ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری - موبائل نمبر: 0301-3522934
طبع	:	اوّل
تعداد	:	چار سو
کمپیوٹر لے آؤٹ	:	خلیل احمد بھٹو
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	السندھ کمپیوٹر کمپوزنگ - لطیف آباد نمبر 4/B حیدرآباد 022-3812993
پبلشر	:	نفیس پرنٹنگ پریس - لجپت روڈ حیدرآباد 022-2782345
قیمت	:	120 روپیہ
سال اشاعت	:	اپریل 2007ء

ملنے کا پتہ

① شاہ ولی اللہ اکیڈمی - صدر جامع مسجد حیدرآباد سندھ

پوسٹ بکس نمبر 72 - فون: 022-2787203

② سندھ کے معروف کتب خانے

یہ کتاب ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ اکیڈمی نے نفیس پرنٹنگ پریس لجپت روڈ حیدرآباد سے شائع کی۔

''فیوضِ الحرمین'' کے بارے میں

اک عام مسلمان جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل ہوتا ہے تو اپنے دل میں ہزار' احساسات اور جذبات سمیٹے ہوئے اللہ جل شانہٗ اور رسولِ اکرم ﷺ کا دعاؤں میں ورد کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ اپنے ان بندوں کی جذباتی کیفیت کو بخوبی جانتا ہے، اس لئے ان کے لئے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ بلکہ ان کے پیارے بندوں کے دن اور راتیں کچھ اور ہی انداز سے گذرتی ہیں۔ ان کی آنکھیں، دل اور دماغ بلکہ پورا وجود ایسے ایسے نظارے اور مشاہدے کرتے رہتے ہیں کہ وہ کسی لمحہ بھی اپنے خالق اور اس کے رسول مقبول ﷺ سے غافل رہ نہیں سکتے۔ بس ایسے ہی بندوں کو چنا جاتا ہے جو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول ﷺ کے ناطے وہ اپنے اپنے دور کے خلیفۃ المسلمین کی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔

بلاشبہ حضرت شاہ ولی اللہ ؒ، جس نے اپنے آپ کو اپنے خطوط میں ''فقیر'' کر کے بار بار لکھا ہے، وہ باطن کی بہت سی باتوں کو نہ فقط سمیٹ کر حرمین شریفین سے واپس ہندوستان لوٹے تھے، بلکہ کئی ایک سہانے خوابوں، القا، الہام اور مشاہدات کا امین ''اسم بامسمہ'' بن کر لوٹے تھے۔ واقعی وہ ایسے ''فقیر'' تھے کہ فقر اور غنا کے مابین رہتے ہوئے آنحضرت ﷺ سے کئی بار احکامات حاصل کئے اور اللہ جل شانہٗ کی قدرت ارفعہ سے اپنے قلب پر وارداتیں، الہام اور القا کے مشاہدے حاصل کئے۔ آپ نے کچھ بھی نہیں چھپایا، بلکہ جو جو باتیں ان کو ودیعت کی گئیں، ان کو بلا مبالغہ پیش کر کے عام مسلمانوں کی ہدایت کی اور وقت کے علماء اور فضلا کی رہنمائی کی۔

جس طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسول تھے۔ اسی طرح اولیاء اللہ ہر دور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام اللہ کے احکامات اپنی اپنی امت کو پہنچاتے رہے اور آخری نبی ﷺ نے آخری مکمل دین تا قیامت کے لئے لوگوں کو پہنچایا۔ اسی طرح اولیاء کرام بھی حاصل کردہ مشاہدات اور تجلیات تا قیامت انسانوں کو پہنچاتے رہیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی سارے القا اور مشاہدے لکھ کر ساری انسانیت کی رہنمائی کی ہے۔ اس کتاب میں یا ان کی دوسری کتاب "القاء الرحمٰن" میں بہت کچھ لکھا اور انکشافات ایسے ایسے کئے ہیں کہ لوگ اُس وقت سے لیکر اب تک حیرت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ آپ خود اس کتاب "فیوض الحرمین" میں جو بلاشبہ عام کتابوں سے مختلف ہے، اور جس طرح حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اصل کتاب مشکل تھی تو اس کا اردو ترجمہ بھی آسان نہیں۔ بہرحال جو دل سے پڑھے گا، وہی فیضیاب ہوگا۔

میں شکر گذار ہوں جناب سردار میر منظور احمد خان پنہور صوبائی وزیر اوقاف، عشر، زکوٰۃ اور اقلیتی امور کا، جنہوں نے خاص دلچسپی لیکر اس بندہ ناچیز کو یہ موقعہ فراہم کیا ہے کہ میں شاہ ولی اللہ اکیڈمی کو فعال کروں۔ میں سیکریٹری باز محمد جونیجو صاحب اور دیگر ارکان سیکٹریٹ اور چیف ایڈمنسٹریٹر شہاب الدین چنہ صاحب کے علاوہ دیگر سیکریٹریوں، خصوصاً محترم محمد ہاشم لغاری، جناب عبدالغفار سومرو اور دیگر احباب کا بھی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے دلچسپی لیکر میری حوصلہ افزائی کی، خصوصاً ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کا احسانمند ہوں کہ آپ ہر وقت تلقین کرتے رہتے ہیں کہ کام کرکے دکھانا ہے۔

اللہ جل شانہٗ سے دعا ہے کہ اس ادارے کے فعال کرنے، اہم کتب کی اشاعت اور دیگر خدمات میں میری رہنمائی فرمائے۔ ساتھ یہ بھی دعا ہے کہ پورا محکمہ اوقاف مجھ سے جو امیدیں وابستہ کیا ہوا ہے کہ میں کئی سالوں سے غیر فعال اکیڈمی کو اس کے اصلی اوج پر لے آؤں۔ مجھے دعا کی ہوئی ہے پروفیسر نذیر احمد قاسمی اور ان کے بڑے بھائی سعید احمد قاسمی پسران علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کی، کہ ان کے والدِ محترم کی خدمات کو زندہ و جاوید بنا کر دکھاؤں، جو انہوں نے اس ادارے کی چالیس سال تک اپنے خون پسینے اور علم و فضل سے خدمت کی، وہ یکایک رائگاں نہ ہوجائے۔

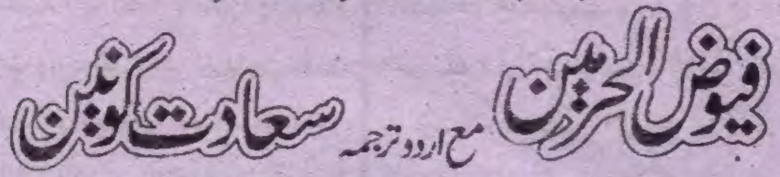
اللہ مجھے اپنے ادارے کا مکمل تعاون نصیب کرے کہ میں اپنے سینے میں سمیٹے ہوئے جذبات کو کتب کی اشاعت اور رسائل کی ترویج پر بخوبی صرف کرسکوں۔

خادم العلم

ڈاکٹر عابد لغاری

16/04/07

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



اللھم انی احمدک واثنی علیک وابوء لک بالتقصیر فالحمد والثناء واستغفرک واستعین بک واعلم انہ لا یغفر الذنوب الا انت ولا یعینی غیرک فی الشدة والرخاء واوجہ وجھی الیک واسلم نفسی لک نسکی وصلاتی ومحیای ومماتی تعالیت عن شراکة الشرکاء واعوذبک من شرور نفسی ومن سیئات اعمال والح علیک فی سوال الھدایة لمحاسن الاخلاق ومکارم الاعمال واعتقد انہ لا یعیننی من ھذہ ولا یھدینی لھذہ الا الذی فطرنی وفطر الارض والسماء واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ افضل الرسل والانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیھم وعلیٰ آلہ واصحابہ ما تعاقب الملوان وما اظلت الخضر واقلت الغبراء اما بعد فیقول العبد الضعیف ولی اللہ بن عبدالرحیم الدھلوی عاملھما اللہ تعالیٰ بلطفہ وتغشاھما برحمتہ من اعظم

الٰہی! میں تیری حمد وثنا کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ تیری حمد وثنا میں قاصر ہوں۔ تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھی سے مدد مانگتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہیں بخشتا اور بغیر تیرے کوئی میری مدد نہیں کرسکتا رنج وراحت میں اور تیری ہی طرف متوجہ ہوں اور تجھی کو اپنے تئیں سونپتا ہوں۔ تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادات اور میری زندگی اور موت تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ کوئی تیرا شریک نہیں اور پناہ چاہتا ہوں تجھ سے اپنے نفس کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اور کمال عجز سے سوال کرتا ہوں کے اچھے اخلاق اور نیک اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے کہ کوئی نہیں برایوں سے بچانے اور بھلایوں کی ہدایت کرنے والا مگر جس نے مجھے پیدا کیا اور زمین وآسمان کو بنایا اور گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ سب رسولوں سے افضل اور سب نبیوں سے بڑھ کر۔ اللہ کا درود ہو ان پر اور ان کے آل واصحاب پر آگے پیچھے رات دن میں اور جب تک آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھائے ہوئے ہے۔ امابعد! گذارش ہے عبد ضعیف ولی

نعم الله تعالىٰ على ان وفقنى لحج بيته
وزيارت نبيه عليه افضل الصلوٰة والسلام
سنة ثلاث واربعين والتى تليها من القرن
الثانى عشر واعظم من هذا النعمة بكثير
ان جعل الحج حج الشهود والمعرفة لا
حج الحجب والنكرة وزيارة زيارة مبصرة
لا زيارة عمياء فتلك نعمة اعظم عندى
من جميع النعم فاحببت ان اضبط اسرار
تلك المشاهدة كما علمنى ربى تبارك
وتعالىٰ وكما استفدته عن روحانية نبينا
صلى الله عليه وسلم تذكرة لى وتبصرة
لاخوانى عسٰى ان يكون ذٰلك اداء لبعض
ما وجب على من شكرها وسميت الرسالة
بفيوض الحرمين حسبنا الله ونعم الوكيل
ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم فمن
تلك المشاهد انى رايت فى المنام جما
غفيرا من اهل الله شطر منهم اهل الاذكار
واليادداشت قد ظهرت علىٰ قلوبهم
الانوار وعلىٰ وجوههم النضارة والجمال
وهم لا يعتقدون وحدة الوجود وشطر
منهم يعتقدون وحدة الوجود ويستغلبون
بنوع من الفكر فى سريان الوجود ظهرت
علىٰ قلوبهم خجالة والحجام فى جنب
الحق القائم بتدبير العالم عمومًا والنفوس
خصوصًا وعلى وجوههم سواد وفحول

اللہ ابن عبدالرحیم دہلوی خدا تعالیٰ دونوں پر مہربانی
فرمائے اور رحمت کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے
سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی
حج بیت اللہ وزیارت رسول اللہ ﷺ کی سنہ ۱۱۴۳
ہجری ایک ہزار ایک سو تینتالیس میں اور اس نعمت
سے بدرجہا بڑی نعمت یہ ملی کہ میرا حج مشاہدہ اور
مغفرت کے ساتھ ہوا نہ حجاب اور نامعلومی کے ساتھ
اور زیارت بھی زیارت آنکھوں والوں کی زیارت نہ
اندھوں کی سی زیارت سو میرے نزدیک سب نعمتوں
سے بڑی یہ نعمت ہے۔ میں نے چاہا کہ میں لکھ لوں
ان مشاہدہ کے اسرار جیسے مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے
معلوم کرائے ہیں اور جس طرح مجھے فائدے پہنچے ہیں
روحانیت رسول اللہ سے ان کو میں نے استفادہ کیا ہے
تاکہ میرے لئے یادگار اور میرے بھائیوں کے واسطے
باعث بصیرت ہو۔ اس سے امید ہے کہ کچھ شکر ادا
ہوجائے اور اس رسالہ کا نام میں نے فیوض الحرمین
رکھا۔ کافی ہے اللہ ہم کو اچھا کارساز ہے ہمارا اور برائی
سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے۔ ان
مشاہدوں میں سے مشاہدہ اول: میں نے خواب میں
ایک جماعت کثیر اہل اللہ کی دیکھی۔ ان میں سے ایک
فرقہ اہل ذکر و یاد داشت کا تھا۔ ان کے دلوں پر انوار
اور چہروں پر تازگی اور خوبصورت ظاہر ہوتی تھی اور وہ
وحدت الوجود کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے اور دوسرا فرقہ
وحدت الوجود والوں کا تھا جو ایک طرح کے فکر سریان
وجود میں مشغول تھے۔ ان کے دلوں پر شرمندگی وخجالت

فاحتج الفريقان قال اهل الاذكار والاوراد الا ترون هذه الانوار والجمال علينا ففخرنا هدى طريقة منكم وقال اهل وحدة الوجود اليس ان اضمحلال الوجودات فى الوجود الحق امر حق مطابق للواقع فعلمنا سرًا جهلتموه فلنا الفضل عليكم فلما كثر التشاجر بينهم حكمونى ورفعوا الىّ مشاجرتهم فقمت بين هؤلاء ثم قلت من العلوم الصادقة ما يتهذب به النفس ومنها ما لا يتهذب به النفس وذلک لان الله تعالىٰ خلق النفوس باستعدادات شتى ولكل نفس مشرب من العلوم الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت واذا لم تستغرق فيه لم تتهذب ولم تصلح فهذه المسئلة وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا ليست هذه مشربكم وانما مشربكم التوجه الى الحقيقة الجامعة بحسب تضرعات الملاء الاعلىٰ اما اصحاب الانوار فانهم وان جهلوا هذه المسئلة لٰكنهم لم يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من الكمال واما اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا فى المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم لما مرجوا افكارهم فى مرعى

اس حق امر ہے کہ عالم کی تدبیر عموماً اور نفسوں کی خصوصاً حق ہے۔ ان کے چہرے سیاہ اور منہ سوکھے ہوئے تھے۔ پس دونوں فرقے بہشتی ہیں۔ اہل ذکر و ورد نے کہا: کیا تم کو ہمارا انوار و جمال نظر نہیں آتا؟ پس ہم تم سے بہت طریقہ ہدایت پر ہیں اور وحدۃ الوجود والوں نے کہا: کیا سب موجودات کی ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق کے مطابق واقع نہیں؟ پس ہمیں وہ راز معلوم ہوگیا جس سے تم جاہل رہے۔ پس ہم کو تم پر فضیلت ہے۔ جب ان میں تنازعہ بڑھ گیا تو انہوں نے مجھ کو منصف بنایا اور اپنا جھگڑا میرے سامنے پیش کیا۔ پھر میں ان دونوں فرقوں میں منصف بنا اور کہا کہ بعض علوم صادق ایسے ہیں جن سے نفس مہذب ہوتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن سے نفس تہذیب نہیں پاتا۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے نفسوں میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا کی ہیں اور علوم حقہ میں سے ہر نفس کا ایک مشرب ہے۔ جو اس میں مستغرق ہوجائے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے اور جو اس میں مستغرق نہ ہو تو مہذب نہیں ہوتا ہے اور نہ اصلاح پاتا ہے۔ سو یہ مسئلہ اگرچہ علوم حقہ میں سے ہے لیکن تم دونوں جماعتوں کا یہ مشرب نہیں اور تمہارا مشرب تو ضرور حقیقت جامعہ کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تضرع فرشتوں کے سو نور والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا اور ان کے نفوس مہذب ہوگئے اور سنور گئے اور جس کمال کے واسطے پیدا ہوئے تھے، اس کو پہنچ گئے لیکن وحدۃ الوجود

السريان ضاع من ايديهم التعظيم والمحبة
والتنزية التى عرفت بها الملأ الاعلى
ربها وورثتها من قوى الافلاک بحکم
الفطرة فامتلاء العالم بمعرفتهم وما
ورثوه منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ
ما خلقت لاجله فانتم ايها القائلون بوحدة
الوجود وسريان الوجود فى العالم نطق
منكم بهذا السر جزء وليس من شانه
هذا العلم واما الجزء الذى مشربه هذا
العلم فانه اخرس فيكم ممسوخ لا
يعلم بهذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم
وهى العناصر الفلكية فاقدة لما يليق
بها من الكمال انما الحرى بهذا السر من
كان ذلک الجزء فيه غضا طريا لم يخلقه
النشاة المتركة ففهموا هذه
المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذا من
الاسرار التى اختصنى ربى بها احكم
بها بينكم فيما اختلفتم فيه والحمد
لله رب العالمين ثم انتبهت.

مشهد آخر رايت ببصر روحى تدليا
هو شىء واحد متصل فى ذاته سارى فى
العالم كله كان العالم ستارة فوق وهو
الداخل فيه وفطنت حينئذ ان هذا التدلى
اذا توجه اليه العارف وابصره ببصر روحه
وفنى فيه قوى تاثره وارشاده وصح له

والے اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے پر مشرب حق کو نہ پہنچے، اس
لئے کہ جب انہوں نے اپنا فکر سریان وجود میں صرف
کیا، تعظیم ومحبت وتنزیہ ہاتھ سے جاتی رہی جس سے
فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث ہوئے اس
کے قوائے افلاک بحکم فطرت۔ پس عالم ان کی معرفت
سے پُر ہوگیا اور جو نہ وارث ہوئے اس کے ان کے
نفس مہذب نہ ہوئے اور نہ وہ اس کو پہنچے جس کے
لئے پیدا ہوئے۔ سوائے وحدت الوجود اور سریان
الوجود فی العالم کے قائلو! ظاہر کردیا تمہارے اس راز کو
اس جزء نے جس کے لائق یہ علم نہیں، لیکن وہ جزء جس
کا مشرب یہ علم ہے۔ پس وہ تم میں گونگا اور مسخ شدہ
ہے اور وہ اس راز کو نہیں جانتا اور تم میں عناصر فلکیہ جو
اجزاء فاطنہ اس کمال کے ہیں، بالکل نہیں اس سر کے
لئے وہ شخص لائق ہے جس میں یہ جزء بہت راسخ ہو اور
اس کو نکما نہ کردیں۔ پس ظہورات گھیر لینے والے ہیں
وہ دونوں فریق سمجھ گئے اور یقین کرلیا۔ پھر میں نے کہا:
اللہ نے مجھ کو خاص کیا ان اسرار سے جس میں تمہارا
اختلاف تھا اس میں میں نے منصفی کردی والحمد للہ رب
العالمین۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

مشهد آخر میں نے اپنی روح کی آنکھ سے
تدلی کو دیکھا کہ وہ ایک شے واحد نفس فی ذاتہ تمام عالم
میں سرایت کی ہوئی ہے۔ گویا عالم اس پر پردہ اور وہ بیچ
میں ہے۔ اس وقت میں نے جانا کہ یہ وہ تدلی ہے کہ
عارف جب تک اس کی طرف متوجہ ہو اور اپنی روح کی
آنکھ سے اس کو دیکھے اور اس میں فنا ہوجائے تو اس

التصرف فى الخلق بالحق وهذا التدلى له
وجهان فواجه يحذوا حذو الوجود
الخارجى وهذا كان لون منطبع فى الواح
النفوس يسمى بالنور والوجه الثانى يحذوا
حذو الوجود الذهبى وهذا يتصادق مع
الذات وهو الاسم والتدلى ولاجله يقال ان
النقشبندية ادرجت النهاية فى البداية ومن
وصل الى الذات بواسطة هذا التدلى لم
يعلم الا الاختيار والارادة وعلم نفسه
مغمورًا فى بحر لاساحل له.

معرفة عظيمة ادراک الحق
المتدلى الىٰ عباده باعظم التدليات ان كان
ببصر الروح فهو من مقامات الكمل وان
كان بعلم الروح فهو مما يشترک فيه
العوام وكذا استماع كلامه ان كان يسمع
الروح فهو من مقامات الكمل وان كانَ
بعلم الروح فهو مما يشترک فيه العوام.

تحقيق شريف اعلم ان للنفس الناطقة
بصرًا وسمعًا ولسانًا غير هذه الجوارح
المحسوسة وتحقيق ذٰلک ان هنالک
لطيفتين احداهما القيومية الالٰهية المتعلقة
بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن
النسمة ولها فى معرفة الاشياء وجهان ان
تفيض عليها صورة مجردة من مبداء
الصور وهو العلم وان تفضى الىٰ شىء من

کے ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اس کا تصرف
خلقت میں حق طور پر صحیح ہوتا ہے اور اس تدلی کی دو
جہتیں ہیں: ایک وجود خارجی کی طرف سو یہ تو ایک لون
منطبع ہے الواح نفوس میں۔ اس کا نام نور ہے اور
دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف ہے۔ یہ ذات کے
ساتھ صادق آتی ہے سو یہ اسم اور تدلی ہے نقشبندیہ۔ یہ
اس لئے کہتے ہیں کہ ہم نے نہایت کو بدایت میں درج
کیا ہے۔ جو شخص اس تدلی کے وسیلہ سے واصل بذات
ہوتا ہے، نہیں جانتا سوا اختیار اور ارادہ کے اور اپنے تئیں
ڈوبا ہوا جانتا ہے ایک دریائے ناپیدا کنار میں۔

معرفہ عظیمہ خدا تعالیٰ کا ادراک جو اپنے
بندوں کی طرف علم تدلیات کے ساتھ متدلی ہے۔
اگر روح کی آنکھ سے ہے تو یہ کاملوں کا مقام ہے اور
روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی شریک ہیں
اور اس طرح اس کا کلام سن لینا اگر روح کے کانوں
سے ہے تو وہ مقام کاملوں کا ہے اور جو روح کے علم
سے ہے تو اس میں عام بھی داخل ہیں۔

تحقیق شریف جاننا چاہیے کہ نفس ناطقہ کے
واسطے ان جوارح محسوسہ کی آنکھ اور کان اور زبان ہے
اس کی تحقیق یوں ہے کہ اس جگہ دو لطیفے ہیں۔ ایک تو
قیومیہ الٰہیہ جو بدن کے متعلق ہے اور اس میں حلول
کے ہوئے ہے روح سے قطع نظر سو معرفت اشیاء میں
اس کی دو جہتیں ہیں: ایک تو یہ مبدأ صور سے کوئی
صورت مجرد اس پر افاضہ ہو۔ یہ تو علم ہے دوسرے یہ
کہ کسی شے کا اشیاء میں سے افاضہ کرے اور اس سے

الاشياء ويتصل به وهذا الاتصال اذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرًا واذا اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعًا واذا اعتبر بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى كلامًا فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عزوجل ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح الافلاك والملاء الاعلىٰ وارواح من مضى من الصالحين وربما ينزل لون من رؤية الروح ربها الىٰ النسمة ومن النسمة الىٰ جارحة البصر فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رأيت ربي بعيني وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب ما اعاده ابن عباس رضي الله عنهما من رؤية النبي صلى الله عليه وسلم ربه ومن هذا الباب كلام موسىٰ عليه الصلوٰة والسلام واتصلت يومًا بروح الشمس ورأيتها وسمعت منها فقلت عجبًا لك ترين الناس استضائوا منك واستفادوا منك الغلبة والظهور علىٰ اطوار شتىٰ ثم انهم ينكرون عليك ويزورون بك وانت لا تنقمين منهم ولا تغضبين عليهم قالت اليس ان تكبرهم وابتهاجهم بانفسهم شعبة من ابتهاجي بنفسي فانا في كل ذلك لا التفت الىٰ صورة التكبر وانما التفت

متصل ہو جائے اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری اعتبار سے کیا جائے تو اس کو بصر کہیں گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار سے کیا جائے تو ان کا نام سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادۃ والاستفادۃ اعتبار کریں گے تو کلام ہے۔ سو اسی جہت سے فرد اپنے پروردگار بزرگ وبرتر کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ باتیں کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتوں سے اور جو نیک لوگ گذر گئے ہوں، ان کی ارواح سے باتیں کر لیتا ہے اور کبھی روح جو اپنے رب کو دیکھتی ہے، اس سے نسمہ پر ایک لون یعنی رنگ نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے جب بصر پر وہ لون ایک ہیئت متصلہ بن جاتا ہے، اس وقت فرد کہنے لگتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اس کا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور اسی قبیل سے ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا اور ایک روز میں نے روح آفتاب سے متصل ہوتے اسے دیکھا اور اس سے سنا۔ میں نے کہا بڑا تعجب ہے کہ جو لوگ تجھ سے روشنی طلب کرتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں، تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے دیکھتے ہیں، پھر تیرے منکر ہیں اور تجھ سے مقابلہ کرتے ہیں اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غصہ ہوتا ہے تو اس نے کہا: کیا ان کا تکبر اور ان کی اپنے نفسوں سے خوشی میری جان کی خوشی کا شعبہ نہیں ہے؟ میں ان سب حالتوں میں صورت تکبر کی طرف کچھ التفات نہیں کرتا

الیٰ حقیقة الابتهاج وانما الکل
ابتهاجی بنفسی فهل یجوز لاحد ان
یغضب علی کمال نفسه وینتقم من نفسه
ثم افضائی الی الشمس فرایتها فیاضا
بالطبع والجبلة وکذا کل فلک ورأیت
ارواح الافلاک ملتئمة ومتوافقة فی
علومها وهممها.

زیادة ایضاح ان شئت ان تکنه حقیقة
هذا الوجدان فاصغ لما القی الیک اعلم
ان علم النفس الناطقة اعنی بها نورًا بسیطًا
هو تقلید القیومیة الجسد واحد وتنزل
الطبیعة الکلیة التی هی النقطة الفعالة فی
الخارج بصورة خاصة بمعلوم ای معلوم
کان انما یکون عندنا باتحاد المدرک
والمدرک ثم دراکها اما ان یکون لنشأة
کلیة تشمل النفس او تشمل جسدها
کالصورة الانسانیة او الحیوانیة او الارض
والماء وسائر العناصر او القوة الشمسیة
والقمریة واما ان یکون لشیء خاص یسم
لهذه النفس الدارکة مثل ادراک نفس
زید نفس عمرو فان کان الاول فصفة
ادراک النفس لتلک الحقیقة ان یتجرد
الیٰ نقطة هی بازاء تلک الحقیقة الشاملة
فی النفس فتبقی بها وتفنی عن غیرها
فینقط هذه النقطة بنفسها ویتجلی لها

اور میری التفات شادمانی کی حقیقت کی طرف ہے اور
یہ سب خوشیاں میرے ہی نفس کی شادمانی ہیں تو پھر کیا
کوئی اپنے کمالِ نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے؟ یا انتقام اس
سے لیتا ہے؟ پھر جب یہ امر ہو چکا، پس میں نے اسے
دیکھا کہ وہ بالطبع اور جبلی فیاض ہے اور اسی طرح تمام
افلاک اور میں نے دیکھا کہ ارواح افلاک متوافق اور
ملے ہوئے ہیں اپنے علموں اور ہمتوں میں۔

زیادہ ایضاح اگر تو چاہے اس وجدان کی
حقیقت دریافت کرنا تو سن جو میں کہوں۔ جان کہ
نفس ناطقہ کا علم جس سے مراد نور بسیط ہے، وہ مقید
ہوتا ہے قیومیہ کا ایک جسم واحد کے لئے اور تنزل
طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج میں کسی
معلوم خاص کی صورت میں گو کوئی معلوم ہو ہمارے
نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے۔ پھر اس کا
ادراک یا واسطے نشاۃ کلیہ کے ہوگا جو نفس کو شامل ہو یا
جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین
اور پانی اور باقی عناصر یا قوت شمسیہ اور قمریہ اور یا
اس کا ادراک کسی ایسی خاص شے کے لئے ہوگا جو
اس نفس دراکہ کی قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو کے
نفس کو ادراک کرنے۔ پس اگر اول ہے تو ادراک
نفس کی صفت کے واسطے ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے
کہ تجرد کرے اس نقطہ کی طرف کہ وہ اس حقیقت
شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہے گی اس
کے ساتھ اور فوتی ہوگی اس کے غیر سے۔ اس وقت
وہ نقطہ بنفسہا بیدا ہوگا اور اس حقیقت کے سبب احکام

جمیع احکام تلک الحقیقة تجلیًا ذوقیًا تحقیقیًا فھٰذا معنیٰ قولنا یتحد المدرک والمدرک فی ھذہ الصورة وان کان الامر الثانی فصفة ادراک النفس لتلک الحقیقة القسمیة لھا ان تجتمع معھا فی حضرة من حضرة الطبیعة الکلیة فتغلب نفس علیٰ نفس اما من جھة الجزء الغالب علیٰ ھذہ النفس والقوة المستتبعة لغیرھا من القوی ومن جھة اکثر القوی علیٰ غیرھا فاذا لم یکن ھذہ القوة منفررة وجمیع تاثیر النفوس بعضھا فی بعض انما یکون بالغلبة والمحبة وکنھھما ان تتجرد نفس الیٰ قوة مودعة فیھا غالبة او مغلوبة وھذا فی الکمل او القوة الغالبة وھذا فی غیرھم وھناک نفس اخریٰ فیھا تلک القوة لکن ظھور احکامھا ھناک اقل واضعف من النفس الاولیٰ فادرکت المؤثرة المؤثرة والمؤثرة المؤثرة بحاسة تلک القوة واشتملت ھذہ بھٰذہ فظھر احکام لم تکن وربما کانت ھذہ القوة فیھا مستتبعة القوی الاخریٰ بحیث انه ضمحلة متلاشیة فیھا فتنعزل عن احکامھا وآثارھا وانما یبقی حکم القوة الغالبة فیقال اثرت ھذہ النفس فی تلک النفس وفادتھا تلک الکیفیة والحق انھا ما

اور یہ تجلی ذوقی تحقیقی طور پر روشن ہوجائیں گے۔ اس صورت میں ہمارا یہ قول کہ مدرک اور مدرک ایک ہوجاتے ہیں، پس یہ معنیٰ مراد ہیں اور اگر ہوگا امر ثانی تو ادراک کی صفت کے واسطے اس حقیقت قسمیہ لہما کی یہ ہوگی کہ اس کے ساتھ جمع ہو کسی حضرت میں حضرات طبعیہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے نفس پر یا اس جزء کی جہت سے جو اس نفس پر غالب ہے اور اس قوت پر جو دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہے یا جہت سے اکثر قوتوں کی اس شرط سے کہ قوت منقطع نہ ہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی دوسرے میں غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کنہ ان دو وجہوں کا یہ ہے کہ نفس میں جو ایک قوت امانت ہے غالب یا مغلوب، نفس اس کی طرف یکسو ہوجائے۔ سو یہ کاملوں میں ہے یا قوت غالبہ یہ غیر کاملوں میں ہے اور یہاں ایک اور نفس ہے جس میں یہ قوت ہے لیکن اس کے احکام کا ظہور یہاں بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے پہلے نفس سے۔ پس ادراک کیا مؤثر نے مؤثر کو اور مؤثر نے مؤثر کو اس قوت کے حس سے اور یہ اس سے مل گئے تو ظاہر ہوئے وہ احکام جو نہ تھے اور کبھی یہ قوت جو اس نفس میں ہے، دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہوتی ہے۔ ایسی کہ مضمحل اور نابود ہوجاتی ہے۔ ان میں تو معزول ہوجاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوت غالبہ باقی رہ جاتی ہے۔ اس وقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس میں اثر کیا اور اس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور

اکتسبھا من خارج بل صرفت عنان توجھا الیٰ جزء منھا وقوۃ مودعۃ فیھا حتیٰ تلاشت احکام سائر القوی والاجزاء فاذن عند الغلبۃ والانتباع من ھٰذہ والمحبۃ والتبعیۃ من تلک لابد من اتحاد النفسین لا مطلقا بل من جھۃ قوۃ وجزء ولا فی جمیع المواطن بل فی موطن من مواطن الطبیعۃ الکلیۃ وھٰذا معنیٰ قولنا یتحد المدرک والمدرَک فی ھٰذہ الصورۃ واذا عرفت ھٰذا فاعلم ان لھٰذہ النفس بالنسبۃ الیٰ تلک حالات واوضاعا احدھا الاتحاد والاستغراق فیھا والذھول عن غیرھا وثانیھا ان ترجع کل نفس الیٰ ملاحظۃ نفیھا مغمورۃ فی معنی الاتحاد فتتلون بافضاء الیھا مع انفکاک ما وشعور انھا لیست ھی من جمیع الوجوہ بل وجہ دون وجہ وھٰذہ الحالۃ تسمی بالرویۃ وثالثھا ان یغلب سائر الاحکام بحیث یغیب حکم ھٰذہ القوۃ وتصیر کالمستتر وحینئذ یظھر لتلک الاحکام صورۃ ضعیفۃ بالنسبۃ الی الاتحاد بالنسبۃ الی الرویۃ فیکون الفضاء ما من جھۃ الغالبۃ وقبول ما من جھۃ المغلوبیۃ فیقال کلمت نفس زید نفس عمرو وسمعت ھٰذہ کلامھا ورابعاً ان تغیب احکام تلک القوۃ

سچ یہ ہے کہ اس نفس نے کچھ خارج سے نہیں حاصل کیا بلکہ اپنے ہی جزء کی طرف توجہ کی ہے اور اپنی ہی اس قوت کی طرف جو اس میں امانت ہے اس قدر کہ سب قوتوں اور اجزاء کے احکام نابود ہوگئے تو اس وقت غلبہ اور استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اس طرف سے ہوئی تو ضرور ہے دونفسوں کان اتحاد سے سو مطلق نہیں بلکہ قوت اور جزء کی جہت سے اور نہ کل جگہ بلکہ طبیعت کلیہ کی کسی جائے میں اور اس کے یہ ہی معنیٰ ہیں جو ہم نے کہا مدرک اور مدرَک ایک ہوجاتے ہیں اس صورت میں اور جب تم نے یہ جان لیا تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اس کے حالات اور اوضاع ہیں۔ اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہوجانا اس میں اور اس کے سوا کو بھول جانا۔ دوسرا یہ کہ نفس رجوع ہو طرف ملاحظہ اس کی فنا کے در حالیکہ مستغرق ہو معنیٰ اتحاد میں پس رنگا جائیگا بسبب مل جانے کے اس سے باوجود کسی قدر جدا ہونے کے اور شعور اس بات کے کہ دو ہی نہیں ہوگیا کل وجہ سے بلکہ کسی وجہ سے اس حال کو رویت کہتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ غالب ہوجائیں سب احکام ایسی طرح کہ غائب ہوجائے اس قوت کا حکم اور یہ قوت چھپ جائے اور اس وقت ظاہر ہوگی ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت اتحاد اور بہ نسبت رویت کے تو افضا ہوگا غالبیت کی جہت سے اور قبول کسی قدر مغلوبیت کی جہت سے تو کہیں گے زید کے نفس نے کلام کیا عمرو کے نفس سے اور اس نے اس کا کلام سنا

غيبوبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال
طفيف مكنف باحكام اضداد تلك القوة
متميز اعناقها فيقال حينئذ حصلت صورة
فى الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة
فى المرآة فههنا اربع حالات ولكل حكم
فكن من المتدبرين والثانية اللطيفة
النسمية وفيها حاسة جميلة من شانها
الاتصال بالفعل فبان قيس الى السمع
يسمىٰ سمعاً او الى البصر يسمى بصيرا او
الى الذوق يسمى ذوقا او الى اللمس
يسمىٰ لمسا ولعله الذى يسمى حسًا
مشتركًا ومنه يقع الاحتلام لكل حاسة
فاحتلام البصر رؤية النقطة الجوالة دائرة
فالدائرة ليست فى الخارج انما هو من
احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق
ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من
المذوقات فينفصل الريق من اللسان
واحتلام اللمس ان يقرب من الانسان
انسان يدغدغه ولما يتصل من بدنه ويجد
دغدغة فى نفسه واحتلام السمع معرفة
وزن النغمات والاشعار فالنسمة القوية لا
يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ
بصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان
شئت الحق فهذه الحاسة هى التى يتم بها
ادراكات الحاسة الظاهرة واذا انكفت

اور چوتھا یہ کہ اس قوت کے احکام بہت شدت غائب
ہو جائیں اس کی نسبت پس کچھ نہ رہی مگر ایک خیال
خفیف محفوظ اس قوت کی ضدوں میں اور ان سے جدا
اس وقت کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی
اور منقش ہو گئے ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منقش
ہو جاتی ہے۔ تو یہ چار حال ہوئے اور ہر ایک کے
لئے حکم ہے۔ نہایت غور کرنے اور سوچنے کے لائق
ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے۔ اس میں حاسہ جمیلہ
ہے۔ وہ فعل سے متصل ہوا کرتا ہے۔ اس وقت اگر
کان کا قیاس کریں کان، اگر آنکھ کی طرف قیاس
کریں آنکھ کہا جائے گا یا ذوق کی طرف تو نام اس کا
ذوق ہوگا، جو لمس کی طرف تو لمس کہلائے گا اور شاید
یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اور ایسی حسِ مشترک
سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے۔ آنکھ کا احتلام تو یہ
ہے کہ نقطہ جوالہ کو دائرہ جانے سو دائرہ کوئی خارج میں
نہیں ہوتا۔ وہ احتلام ہے حسِ مشترک کا اور زبان کا
احتلام یہ ہے کہ کسی مرغوب شے کو دیکھ کر منہ میں پانی
بھر آئے اور قوۃ لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی
قریب ہو اور وہ اس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن
سے بدن ملے، اس کے نفس میں گدگدی ہو اور احتلام
کان کا راگ کے سر اور اشعار کی وزن جانے پس
نسمہ قویہ جو اس ظاہر کی طرف نہیں التفات کرتا بلکہ
حس باصرہ وسامعہ وذائقہ ولامسہ سے لذت اٹھاتا
ہے اور اگر سچ پوچھیے تو اس مشترک سے تمام حواس
ظاہر اور ادراک ان کے پورے ہوتے ہیں اور جب

الارواح من ابدانها ربما استقلت هذه الحاسة وابدع من خيال العرش موجودات مثالية علىٰ حسبها كما يتشكل الجن والملائكة.

مشهد آخر رايت لكل من شعائر الله نورًا يعلوه فطنت بحقيقة انما حقيقة النور مناسبة الشيء بالروحانيات وهيئة راسخة فيه هي من اثر الروحانيات فيدرك الانسان من هذه الهيئة بحاسة روحه ادراكًا انطباعًا بان ينشرح وينفسح ويزداد مناسبة بالروحانيات والناس اذا توجهوا الىٰ شعائر الله صاروا احزابًا. فحزب انما ينتفع بنيتها وعزيمتها حيث فعلوا هذا الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله وحزب تنفتح حدقة من احداق روحها فتحسر بالنور فتغلب قوته الملكية على البهيمية وحزب تمعن فى هذا النور فتدرك التدلى الذى هو اصل هذه الشعائر فبهته امره.

مشهد عظيم وتحقيق شريف

اطلعنى الحق تعالىٰ علىٰ حقيقة التدلى العظيم الجليل المتوجه الىٰ نوع البشر المراد منه تيسير اقترابهم الى الله المتمثل فى عالم المثال المنفسر تارة بالانبياء عامة

ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی ہیں، بسا اوقات یہ حاسہ مستقل ہوتا ہے اور خیال عرش سے اپنے موافق موجودات مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن اور ملائکہ متشکل ہوتے ہیں۔

مشہد آخر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور میں نے دریافت کی حقیقت اس کی عبادت بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ ہے اس میں جو روحانیات کی تاثیر سے ہے۔ اس ہیئت سے انسان ادراک کرلیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی اس طرح سے کہ خوش ہوجاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہیں تو گروہیں بن جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ ہے کہ اپنی نیت اور عزیمت کے سبب نفع پائے یعنی جو کام کرے، اللہ کے واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے۔ ایک وہ گروہ ہے کہ اس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ پس وہ نور سے معلوم کرتا ہے اس کی قوت ملکیہ غالب آجاتی ہے قوت بہیمیہ پر۔ ایک وہ گروہ ہے جو اس نور میں غور کرے اور ادراک کرے وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہوجائے۔

مشہد عظیم وتحقیق شریف حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا اس تدلی عظیم وجلیل کی حقیقت پر جو نوع بشر کی طرف متوجہ ہے۔ مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہونا ہے وہ تدلی متمثل ہے۔ عالم مثال میں منفسر ہے۔ کبھی عموماً دوسرے نبی اور خصوصاً

ونبينا محمد صلى الله تعالىٰ عليه وعليهم
اجمعين خاصة وتارة بالكتب الالٰهية عامة
والقرآن العظيم خاصة وتارة بالصلوٰة
وتارة بالكعبة فعرفت هٰذا التدلى
الوحدانى فى ذاته المتبرز فى برزات
كثيرة بحسب المعدات الخارجة اعنى
اوضاع البشر وعاداتهم ومركوزات
اذهانهم التى اذا انتقلوا الى البرزخ كانت
تلك الاوضاع والعادات والعلوم معهم لا
تفارقهم فيعدون فى حظيرة القدس لانعقاد
صورة مثالية بهٰذا التدلى الجليل ثم ينزل
فى العالم الجسمانى متىٰ اراد الله ومتىٰ ما
استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واطلعنى على حكمة الانفسار
وعلىٰ تميز كل انفسار عن الانفسار الآخر
بخاصية لا توجد الا فيه من تلقاء معدات
اعدت لذٰلك فنحن نبين لك انشاء الله
هٰذه الحقيقة الوحدانية وكيفية انفسارها.
اعلم ان الشخص الاكبر لما تقرر فى
الخارج كان اول شىء منه ان عرف ربه
واخبت له فكانت فى مداركه صورة علمية
لها وجهان وجهه يحذو حذوها فى
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه يحذو بحذو
الوجود الذهنى ويصير نفس المعلوم وبهٰذا

ہمارے نبی ﷺ پر اور کبھی منفسر ہے کتب آسمانی
سے عموماً وخصوصاً قرآن عظیم سے اور کبھی منفسر ہے
نماز اور کبھی کعبہ شریف کے ساتھ، پس میں نے پہچانا
اس تدلی وحدانی فی ذاتہ کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ
میں موافق معدات خارجیہ یعنی انسان کی وضعوں اور
عادتوں کے اور جو ان کے ذہنوں میں مقرر ہیں ایسی
کہ جو منتقل ہو جائیں تو وضعیں اور عادتیں اور علوم
ان کے ساتھ ہوں، اس سے جدا نہ ہوں آمادہ کریں
حظیرۃ قدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کے
واسطے اس تدلی جلیل سے پھر عالم جسمانی میں آئیں
جب خدا چاہے اور مستعد ہو واسطے اس کے عالم
موافق اوضاع علویہ اور سفلیہ کے اور حق تعالیٰ نے
مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر اور ایک کو دوسرے
سے پہچاننے پر اس خصوصیت سے جو اسی میں ہے
معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اس کے لئے۔
ہم بیان کریں گے تجھ سے انشاء اللہ تعالیٰ اس
وحدانیت کی حقیقت اور اس کے انفسار کی کیفیت۔
جان لو کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں، سب
سے پہلے اس نے پہچانا اپنے رب کو اور خضوع کیا
اس سے تو اس کے مدارک میں صورت علمیہ تھی جس
کی دو جہتیں ہیں: ایک اس طرف جو شخص اکبر میں
ہے جسم اور جسمانیات اور روح اور روحانیات اور
دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف جس سے نفس
معلوم ہو جائے اور اس جہت اخیر سے تدلی ہے
تدلیات حق تعالیٰ سے اور یہ نصیب میں ہے شخص

الوجه الاخير تدلى من تدليات الحق جل وعز وهذا نصيب الشخص الاكبر من معرفة ربه ولم مقام معلوم لا يتجاوزه وكل من في جوفه وحيزه فانما نصيب عن معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هذا التدلي في منزل مقيد فينزل هنالك بقدر المتجلى له وفيه ويراعى في هذا التنزل احكام الجانبين فهذه معرفة عظيمة عض عليها بنواجذك وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح ظاهرة اور خفية كان اول امر ظهر من احكامه انه عرف ربه واخبت اليه واستمد في ذلك استمداد جبليًا بالشخص الاكبر لانه اصله ومبداء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعد الشخص الاكبر والتدلي المنعقد فيه لفيضان صورة خاصة في مداركه وهذا معرفة اخرى ثم لما انحازت المثل وهى التى تدعى بارباب الانواع تعين لكل نوع احكامه متميزة عن احكام نوع آخر وكان ذلك في المثال وكان منها الانسان فتميز من سائر الانواع بقسط من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية من هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الانحصارية

اکبر کے اپنے رب کی معرفت کے سبب اور اس کے لئے مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں اور جو کچھ اس کے جوف اور حیز میں ہے۔ پس صرف اس کے نصیب میں اپنے رب کی معرفت سے تنزل ہے۔ تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید ہیں، پس یہاں نازل ہوتی ہے بقدر متجلی لہ اور فیہ کی اور رعایت یہ کی جاتی ہے اس تنزل میں احکام جانبین کی پس یہ بڑی معرفت ہے اس کو خوب ڈٹے رہو۔ غرض جب فلک اور عنصر پر روح ظاہر یا خفیہ کا تو اول اس سے جو امر ظاہر ہوا یہ کہ اس نے اپنے رب کو پہچانا اور اس کے ساتھ خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا طبعی وسرشتی شخص اکبر سے ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کی اصل اور مبدأ وجود ہے اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر نے اور جو اس میں تدلی منعقد ہے واسطے فیضان صورت کے ایک خاصہ ہے اپنے مدارک میں اور یہ معرفت دوسری ہے۔ پھر جب معین ہوئیں مثالیں جن کو رب النوع کہتے ہیں تو تعین واسطے ہر نوع کے اس کے احکام جو کہ متمیز ہیں دوسرے نوع کے احکام سے اور یہ عالم مثال میں اور ان میں سے انسان ہے سو یہ سب نوعوں سے متمیز ہوا بسبب حصہ پانے معرفت کے اور مہمل چھوڑا گیا اور اس میں امانت رکھی گئی۔ پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کی تار

كما ان صاحب الموسيقى يتفحص عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا نغمة لا يزيد ولا ينقص ثم يقول لو انا ركبنا نغمة بنغمة حصل لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما يعطيه القسمة الحاصرة العقلية ثم يركب الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتى ينتظم الالحان محصورة في عدد خاص فيحفظها ويصرف لكل حكما وخاصية ووقتا فيظهر لحنا هذا اليوم في تلك الساعة في ذلك المجلس ولحنا آخر في يوم وساعة اخريين وهكذا الىٰ غير النهاية فلو ان عمره امتد الى الابد ما انقضى عجائبه وهي كلها انفسار لما علمه اولا بالقسمة الحاصرة فلما ظهرت الاشخاص البشرية في عالم الجسم واختلفت استعداداتهم وقواهم منهم الزكي ومنهم الغبي ومنهم صاحب النفس القدسية ورجعت الى الله هممهم ونفوسهم وخلاصة بشريتهم في حظيرة القدس فصاروا هنالك كالامر الواحد يقع عليهم اسم واحد وينسبون الىٰ مثال واحد هو الانسان الالٰهي ويتقارب اموزهم ومداركهم تنزل هذا التدلي الاعظم هنالك فصار ذلك في عالم المثال قدم صدق لهم ومقامًا معلومًا بالنسبة اليهم

سے نغمے ڈھونڈتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یوں ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم۔ پھر کہتا ہے کہ ہم اگر مرکب کریں اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو ابعاد حاصل ہوں گے ایسے ایسے نہ زیادہ نہ کم جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصریہ عقلیہ سے۔ پھر بعض ابعاد کو بعض ابعاد سے مرکب کرتا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں تک کہ لحن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص میں پھر جان جاتا ہے پھر اسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم اور خاصیت اور وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ راگ آج اس وقت اور اس مجلس کا ہے اور دوسرا راگ اس روز اور اس وقت کا ہے۔ اسی طرح بے نہایت اگر اس کو عمر ملے تو ابد تک اس کے عجائب تمام نہ ہوں۔ پس اور یہ سب انفسار ہیں جو پہلے جان چکا ہے قسم حاصرہ سے تو جب ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم میں اور اس کی استعدادیں اور قوتیں مختلف تھیں کہ بعضے ذکی اور بعضے کند ذہن اور بعضے صاحب نفس قدسیہ اور ان کی ہمتیں اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف اور ان کی خلاصہ بشریت حضیرۂ قدس میں تو اس جگہ ایک امر واحد کہ ان پر اسم واحد کا واقع ہوتا ہے اور نسبت کیے جائیں مثال واحد کی طرف وہ انسان الٰہی ہے اور باہم قریب ہیں ان کے امورات اور مدارک تنزل۔ کیا تدلی اعظم نے وہاں وہ عالم مثال میں ان کے واسطے قدم صادق ہو گیا اور مقام معلوم ان کی نسبت اور ان کے نصیب ان کے رب کی طرف سے تو نفوس انسانیہ

ونصيبا لهم من ربهم فكانت النفوس الانسانية اذا تجردت عن وسخ العادات الحيوانية والهيئات الفاسقة الجسمانية قطفت الىٰ هذه الحظيرة فبرق هنالك بارق جلال ثم يتحذر وتبقى حائرة كهينة لا تدرى من اين الىٰ اين. هل للعود حيلة فاقتضى تدبير الحق ان يتحرك اليهم هذا التدلى وينزل ويتشخص وينفسر حتىٰ يتيسر اقترابهم اليه وانصباغهم به فانفسر انفسارات بحسب المعدات فكان من تلك الانفسارات النبوة وذالك ان الاشخاص لما اصطحبوا فيما بينهم سخر الاكمل الاعقل الاوثق من كان دونه فى تدبير المنزلى والسياسة المدنية فكانت ديدن البشر وخلقهم وامرا مركوزا فى اذهانهم فلو عاشوا وجدوا ذلك فى صدورهم كالارتفاقات الضرورية الاولية من غير تامل ولو ماتوا جروا ذلك معهم الىٰ برزخهم ومعادهم فصار ذلك معد الانفساد هذا التدلى بصورة جسمانية هى تقدم شخص انسانى علىٰ سائر الاشخاص وصدورهم عن رايه وَنفخت فى هذه الصور الجسمانية روح الٰهية وظهرت بركاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعنى ضامن النبوة ما كان علىٰ وجه الرياسة

جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ اور ہیئت فاسقہ جسمانیہ کی کثافت سے تو اٹھا لیے گئے حظیرۃ قدس کی طرف اور ایک جگہ برق جلالی چمکی، پھر وہ بیخبر ہو گئے اور ایک ایسی حیرت میں رہ گئے۔ نہیں معلوم کہ کہاں تھے، کہاں ہیں اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ اس وقت تدبیر حق اس بات کی مقتضی ہوئی کہ یہ تدلی اس کی جانب حرکت کرے اور اترے اور تشخص منفسر ہو جائے یہاں تک کہ اس سے قرب آسان ہو جاتا ہے اس سے رنگے جاتے ہیں۔ اس وقت منفسر ہوتے ہیں انفسارات اور موافق معدات کے پس اس انفسارات میں نبوت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اشخاص جب آپس میں ملتے ہیں اور ہم صحبت ہوتے ہیں تو جو ان میں بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتا ہے، وہ اپنے سے کم رتبے والوں کو تدبیر منزلی وسیاست مدنی میں تو مسخر کر لیتا ہے۔ ہو جاتی ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں جما ہوا اگر یہ زندہ رہیں تو اس کو پائیں اپنے سینوں میں مانند ارتفاقات ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مر جائیں تو اسے ساتھ لے جائیں اپنے برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہو جاتا ہے بعد اس تدلی کی انفسار کے واسطے صورت جسمانیہ میں اور وہ تقدم انسانی ہے سب اشخاص پر اور اس کا صادر ہونا اس کی رائے سے اور پھونکی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ میں روح الٰہیہ تو ظاہر ہوتی ہیں اس کی برکتیں اور ہو جاتی ہے نبوت ورسالت اور یہاں میری مراد

المقدم والمجادلة والتسخير لا فيضان العلوم فقط وان استتبع انقيادًا منهم بالتبع ولا النبوة الجامعة الشهيدية كما كان لسيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم وكان من تلك الانفسارات الصلوٰة وذالك لان كل خلق عند البشر له افاعيل هى شبحه وهيكل فى المحسوس ينضبط السر المعنوى بذٰلك الهيكل وينصرف الاحكام من مدح وهجو اليه وهو الذى يذكر ويخبر عنه ويشار به الى الخلق وهٰذا طبيعة البشر وديدنهم ومركوز اذهانهم فاصطفى الحق خلق من اخلاق البشر وهيئة من هيئات نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم موصورة صباغهم بالمقام المعلوم فى حظيرة القدس واعنى بذٰلك الخلق والهيئة الاحسان والتخشع لربه والتنظف عن هيئات ظلمانية فاسدة فهٰذا خلق موجود فى حيز امتزاج النفس بالحيوانية لٰكن اشبه الاشباه بالمقام المعلوم الذى فى عالم حظيرة القدس فجعله كانه هو هو كما جعل البدن كانه النفس ثم اصطفىٰ افعالاً واقوالاً يكون تفسير ولذٰلك الخلق وتنطبق عليه فجعلها كانها هو وكان من تلك الانفسارات الكتب المنزلة وذٰلك لان

نبوت سے وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجادلت اور تسخیر کے ہو نہ فقط فیضان علوم اگرچہ انقیاد کی ان میں سے بالتبع رغبت کریں اور نہ میری مراد نبوت جامعہ شہیدیت ہے جیسے کہ ہمارے سردار اور نبی محمد ﷺ کے واسطے ہے اور ان انفسارات میں سے ایک نماز ہے اور یہ اس لئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہیں اور وہ کالبدن یعنی جسم ہے محسوس میں اسرار معنوی منضبط ہوتے ہیں اس کی صورت کے ساتھ اور اس کی طرف احکام مدح وہجو کے منصرف ہوتے ہیں اور وہی ذکر کی جاتی ہے اور اسی کی خبر کہی جاتی ہے اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے اور یہی ہے طبیعت اور دعاء بشر اور یہی ذہنوں میں جما ہوا امر ہے پس حق تعالیٰ چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت ہیات نفوس سے اور رنگ ان کی روحوں کے رنگوں سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ حظیرۃ القدس میں اور میری مراد خلق اور ہیئت سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو اور پاکیزگی ہیات ظلمانیہ فاسدہ سے پس یہ خلق امتزاج نفس بالحیوانیہ کے خیر میں موجود ہے لیکن وہ بہت مشابہ ہے اس مقام معلوم سے جو عالم حظیرۃ القدس میں ہے اور اس خلق کو کردیا ہے گویا ہو ہو جیسا بدن کو کردیا ہے گویا کہ وہ نفس ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان افعال واقوال کو چن لیا کہ جو اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور اس پر منطبق ہوتے ہیں پھر اس کو گویا کہ ہو ہو کردیا

اشخاص الانسان الهموا بكتابة الكتب
وجميع الرسائل لينفعهم في الازمنة
المتطاولة والاقطار المتباعدة ويبقى نص
صاحب الكتاب غضا طريا ولا يخلله غلط
في الرواية بالمعنىٰ ولا نسيان فكثر ذلك
فيهم فتحرك هذا التدلي بصورة اخرىٰ
حذو ما عندهم فصار الرسول المحظى
بالبوارق المختطفة له من البشرية الىٰ
حظيرة القدس خادمًا لارادة الحق
فانعقدت علوم الملاء الاعلىٰ او
مجادلاتهم للبشر في شبهاتهم الفاسقة
ارادة رحمة ربهم والهام الخير في
صدورهم وحيًا متلوا في مدارك الرسول
فانتظم الكتاب واول كتاب كذلك
التوراة وانما قبله صحف يشتمل علىٰ
علوم فاضت علىٰ قلب النبي فجمعها من
شاء من الامة وكان من تلك الانفسارات
الملة وذلك لان اشخاص البشر الهموا
عقد الرسوم فيما بينهم فعقدوا رسومًا
مدنيةً ورسومًا منزليةً ورسومًا معاشيةً
ومعامليةً وصار ذلك من صميم امرهم
دخل في ضروريات علومهم فجعل الله قلب
النبي قابلاً لانعقاد رسم يعلم من ربه فيه
روح الهي وبركة ونور وهو الشرع والملة
ومن تلك الانفسارات بيت الله وذلك

اور اسی انفسارات میں سے کتب آسمانی ہیں اور یہ
اس لئے کہ اشخاص انسانی کو الہام ہوا کہ وہ کتابیں
لکھیں اور رسالے جمع کریں تاکہ زمانہ دراز تک نفع
دیں اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص
مضبوطی واستحکام کے ساتھ باقی رہے۔ غلطی نہ ہو اور
روایت بالمعنی میں غلطی اور نسیان خلل انداز نہ ہو اور
یہ کتابت ان میں پھیل گئی۔ پھر اس تدلی نے دوسری
صورت میں حرکت کی مقابل اس کے جو اشخاص
انسانی میں تھا تو پس جو رسول بہرہ یاب انوار الٰہی ہیں
اور جو بشریت سے حظیرۃ قدس کی طرف اٹھا لیے گئے
ہیں ارادۂ الٰہی کے خادم ہوگئے۔ پس منعقد ہوئی علوم
ملائکہ اور ان کا مجادلہ شبہات فاسقہ میں رحمت رب
کے ارادہ سے اور الہام خیر سے ان کے سینہ میں از
روئے وحی متلو کے رسول کے مدارک میں پس منتظم
ہوگئے کتاب اور پہلی کتاب اور اسی طرح توریت اور
اس سے پہلی صحیفہ تھی کہ مشتمل تھی ان علوم پر جو نبی
کے قلب میں پہنچی۔ پھر امت میں سے جس نے چاہا
جمع کرلیا اور ان انفسارات میں سے ملت ہے اور یہ
یوں ہے کہ اشخاص بشر کو آپس میں رسمیں منعقد کرنے
کا الہام ہوا تو منعقد ہوئیں رسوم مدنیہ اور رسوم معاشیہ
معاملیہ اور یہ امر ان کے نہایت امر ضروری میں سے
ہوا اور ان کے ضروریات علوم میں داخل ہوا تو کیا اللہ
نے قلب نبی کو قابل انعقاد ایسی رسم کا جس میں
رضائے الٰہی اور برکت نور ہو سو وہ شرع اور ملت ہے
اور ان انفسارات میں سے کعبہ شریف ہے اور یہ یوں

ان الناس قبل سیدنا ابراهیم توغلوا فی بناء المعابد والکنایس فبنوا بناء علیٰ اسم الشمس فی وقت یغلب فیه روحانیة الشمس وکذٰلک القمر وسائر الکواکب وزعموا ان من دخل بهٰذه البیوت اقترب بصاحبها والحق ذٰلک بالضروریات وصار التوجه الی الامر البسیط مالم یتعین له جهة وموضع کالامر البعید فنزل علیٰ قلب سیدنا ابراهیم حذو ما کان فی زمنه واصطفیٰ موضعًا علمه مناسبًا لهٰذا الامر بان یکون هنالک قوی الافلاک والعناصر مقتضیة للبقاء وجاذبة لافئدة الناس الیه وعین لتعظیم الناس ایاه طرقًا واوضاعًا وتدلی الیهم بایجابه علیهم واعلم ان الشرایع لا تنعقد الا فی العادات وهٰذه حکمة الله فینظر الیٰ ما عندهم من العادات فما کان منها فاسدًا سجل علیٰ ترکه وما کان صحیحًا ابقیٰ وکذٰلک الوحی المتلو لا ینعقد الا فی الالفاظ والکلمات والاسالیب المخزونة فی ذهن الموحی الیه ولذٰلک اوحی الله الی العربی باللغة العربیة والی السریانی باللغة السریانیة وکذٰلک الرویا الصادقة لا یکون لا منعقدة فی الصور والخیالات المخزونة وکذٰلک لا یری الاکمه فی

ہوا کہ لوگ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے قبل مشغول ہوئے عبادتگاہوں اور کنیسہ بنانے میں پس انہوں نے بنایا مکان آفتاب کے نام پر وقت غلبہ روحانیت آفتاب کے اور اسی طرح ماہتاب اور باقی سیاروں کے نام پر اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ جو شخص جس مکان میں داخل ہوگا، وہ اس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروریات میں شامل ہوگیا اور توجہ ہوگئی بسیط کی طرف جس کے واسطے کوئی جہت متعین نہیں مثل امر بعید کے پس نازل ہوا حضرت سیدنا ابراہیم کے قلب پر مقابل میں اس کے جو اس زمانہ میں تھا اور انہوں نے ایک جائے مقرر کی اس امر کے واسطے مناسب سمجھی کہ وہاں قوائے افلاک وعناصر بقا کے مقتضی ہوں اور جاذب ہوں لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف اور مقرر کیے طریقے اور وضعیں تاکہ لوگ اس کی تعظیم کریں اور تدلی کی ان کی طرف کہ ان پر اس کی تعظیم واجب ہے اور یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات میں جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ کی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ مقررہ عادت کی طرف دیکھتا ہے۔ جو بری ہوتی ہیں ان کو منع فرمادیتا ہے اور جو اچھی ہوتی ہیں، ان کو قائم رکھتا ہے۔ اسی طرح وحی منعقد ہوتی ہے الفاظ اور کلموں اور اسلوبوں میں جو متلو اس شخص کے ذہن میں نہیں جو اس کی طرف وحی کی گئی ہیں اور اسی واسطے اللہ نے عرب والوں کی طرف عربی زبان میں وحی کی اور سریانی زبان والوں کی طرف سریانی زبان میں اور اسی طرح سچے خواب منعقد ہوتے ہیں ان

المنام الالوان ولا الاشكال وانما منامه اللمس والسماع والذوق والشم والوهم والاصم الذى ولد اصم لا يسمع فى منامه صوتًا وانما روياه البصر واللمس وغيرهما وان شئت الحق فلا تنعقد صورة ما باضافة غيبية فى نشاة سواء كانت هذه الافاضة عادية او خارقة العادة الا باحكام تلك النشاة انما يكون مشخصاتها التى منعت الشركة الوان او اشكالا خاصة بتلك النشأة كهذا الفرس مشخصاته كلها داخل النشأة الفرسية كان الفرس يحتمل ان يكون طول اربع وزرع وازيد من ذلك وانقص فكان هذا اربع ذرع لا يزيد ولا ينقص فهذا ليس الا فى تلك النشأة لا غير وكذلك مميزات النوع التى ميزت هذا النوع من النوع الاخر كلها امور داخلة فى النشأة الجنسية فاذا كل فائض بهذا الوضع بخصوصية له لابد معد من تلك النشأة خصصه بذلك الوضع بقى ههنا شىء وهو ان ايجاد الصور امره على الامكان والتقدى والتدلىٰ والشعائر امرها على المسلمات والمشهورات والامور التى تطمئن اليها النفوس فلذلك كان كل تدلى له معد من مسلماتهم اذ المراد بالتدليات ان يطبع العباد ربهم بقلوبهم

صورتوں اور خیالوں میں جو ذہن میں پوشیدہ ہیں۔ اسی واسطے کور مادر زاد خواب میں رنگ نہیں دیکھتا اور نہ شکلیں۔ اس کا خواب لمس اور سننا اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادر زاد ہو وہ خواب میں کچھ سنتا نہیں، اس کا خواب دیکھنا اور چھونا وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچھے تو کوئی صورت عالم میں افاضہ غیبیہ کے ساتھ منعقد نہیں ہوتی برابر ہے کہ یہ افادہ عادتیہ ہو یا غیر عادتیہ مگر موافق احکام اس عالم کے ہو۔ بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہیں اس عالم کے ساتھ مخصوص ہیں جس طرح یہ گھوڑا کہ کل مشخصات اس کے داخل ہیں عالم فرسیہ میں۔ گویا گھوڑا احتمال ہے کہ طول اس کا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ چار ہاتھ نہ زیادہ ہوں گے نہ کم تو یہ نہ ہوں گے مگر اسی عالم میں نہ اور جائے اور اسی طرح نوع کے ممیزات جن سے یہ نوع دوسرے نوع سے ممیز ہے سب امور میں جو داخل ہیں عالم جنسیت میں۔ پس اب اس وضع ہر فائض کے واسطے خصوصیت کے ساتھ ایک ایسا معد اس عالم میں سے ضروری ہے جس نے اس کو اس وضع کے ساتھ خاص کیا۔ باقی رہی یہاں ایک بات وہ یہ ہے کہ ایجاد صورتوں کا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی اور شعائر کا امر مسلمات اور مشہورات پر اور ان امور پر جن سے اطمینان نفوس ہو اسی واسطے جو تدلی ہے اس کے واسطے معد ہیں ان کے مسمات سے کیونکہ تدلیات سے یہ مراد ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی دل

انقیادًا لا یقدرون علی الزیادة علیه ثم یدئبون جوارحهم علیٰ حسب ذٰلک فاذا اقتضت المقتضیات ان یکون انسان عشرة اذرع جعل کذٰلک لانه ممکن وان لم یکن مشهورًا یطمئن الیه القلوب واما الشرایع والتدلیات فکلها علیٰ موافقة المشهور والمسلم. نعم هنالک برکات تمیز الصدق من الکذب والحق من الباطل وربما یختجل فی قلبک ان کل تدلی لابد ان یکون فیه خرق العادات فکیف یوافق المشهور فنقول لا یقف علی الامر المجمل المطوی علیٰ غیره بل محض الامر فاصل الشیء علی العادة لا یجاوزها ما کان الرسول ملکا ولا کان الکتاب عجمیا ولا کان البیت من نور ولکن یظهر علیه برکات لا توجد فی غیره فبالبرکات تخرق العادة لا بالاصل وکان کفار قریش لم یفهموا حکمة الحق فی الفرق بین هذان الامرین فکانوا یقترحون ان یکون الرسول ملکًا وقالوا ما لهٰذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق فرد الله علیهم مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد وکذٰلک ما کانت صورة غلبة الرسول ان یکون معه ملک یشهد له اور ینزل الیه من السماء کتاب وهم یرونه بابصارهم کما

سے کریں۔ اس طرح سے کہ اس کے زیادہ کرنے پر قادر ہوں۔ پھر اپنے اعضاء اس کے موافق عادی بنادیں۔ پس جس وقت مقتضیات تقاضا کریں کہ انسان دس گز کا ہو ایسا ہی کیا گیا کیونکہ یہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں جو اس سے دلوں کو اطمینان آجائے لیکن شرائع اور تدلیات موافق مشہور اور مسلم کے ہیں۔ ہاں یہاں ایسی برکتیں ہیں جو سچ کو جھوٹ اور حق کو باطل سے جدا کردیتی ہیں اور بسا اوقات تیرے دل میں یہ بات کھٹکتی ہو کہ ہر تدلی میں خرق عادت کا ہونا ضرور ہے تو کیوں کہ مشہور کے موافق ہوگا تو ہم کہتے ہیں کہ امر مجمل اور پیچیدہ پر ٹھہر نہ جا بلکہ کرید کر اس امر کی پس اصل شے کی عادت پر ہے، اس سے زیادہ تجاوز نہیں ہوتا۔ رسول فرشتہ نہیں ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا لیکن اس پر برکتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں تو خرق عادت برکتوں سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت ان دونوں امروں کے فرق میں نہیں سمجھتے تھے تو اعتراض کرتے تھے کہ رسول فرشتہ ہو اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے تو اللہ نے ان کے قول کو رد کیا اور ان کے اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسی طرح رسول کے غلبہ کی صورت یہ نہیں کہ فرشتہ اس کے ساتھ ہو، گواہی دے یا آسمان سے کتاب نازل ہو اور وہ اپنی آنکھوں سے اسے دیکھیں جیسا اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان وغیرہ میں اس

صرح الحق من سورة الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك بالمجاهدات والحروب وهذه قضية قضىٰ بها الوجدان ووجدنا السنة والقرآن مبينين لها ولفروعها لا في مسئلة واحدة بل في مسائل كثيرة والحمد لله اولاً وآخرا.

مشهد عظيم نفث في روعي من قبل الملاء الاعلىٰ اسرار عظيمة حتى امتلات نفسي ونسمتي بها وها انا اذكرها لك تفصيلا فعض عليها بنواجذك اذا اردت ان يحصل لك كمال الملاء الاعلىٰ المتخاصمين فلا سبيل الى ذلك الدعاء وكثر الاطراح بين يدى ربك والسوال منه بجهد عزيمتك وصدق همتك لا سيما اذا سالت منه ما كنت مشتاقا الى تحصيله عقلا وطبعا وكان فيه تكملك وتكمل الناس ورافة بعامة خلق الله فاذا رسخت ملكة الدعاء فيك وعقلت كيف تسال الله بصدق الهمة انخرطت في سلك الملاء الاعلىٰ وقد اشار سيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم الىٰ ذلك حيث قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة او الرحمة او كما قال ومن اراد ان يحصل له فالملاء السافل من الملائكة فلا سبيل الىٰ ذلك الا الاعتصام

کی تصریح کر دی ہے۔ بلکہ بادشاہوں کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیوں سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اس پر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن وحدیث شریف کو اس کا اور اس کے فروع کا بیان کرنے والا پایا ہے نہ ایک مسئلہ میں بلکہ بہت سے مسائل میں والحمدللہ اولا وآخرا۔

مشہد عظیم میرے دل میں ملاء اعلیٰ سے ایسے اسرار عظیمہ آئے کہ میرا نفس اور روح ان سے بھر گیا اور ان کو تفصیل وار میں بیان کرتا ہوں تو ان کو خوب مضبوط ڈاڑھوں سے پکڑ جب تو چاہے کہ تجھ کو حاصل ہو کمال ملاء اعلیٰ کا جو متخاصمین ہیں تو اس کا کوئی رستہ نہیں مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور اس سے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصا جس وقت تو اس سے سوال کرے اس شی کا جس کے حاصل کرنے کا تو مشتاق ہے عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور اس میں تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ میں راسخ ہوا اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے تو ملاء اعلیٰ کے زمرہ میں داخل ہوگیا اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے نبینا محمد ﷺ نے اس کی طرف جہاں فرمایا ہے کہ جس کے لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اس کے لیے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے یا رحمت کا یا کوئی اور لفظ فرمایا اور جو شخص ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہو جائے

بالطهارات والحلول بالمساجد القديمة التي صلى فيها جماعات من الاولياء واكثار الصلوٰة وتلاوة كتاب الله وذكر الله باسمائه الحسنىٰ او باربعين اسما فما هو مشهور فهٰذا كله ركن واحد فيما يقصد والركن الثاني كثرة الاستخارات في الامور المهمة بان يجعل نفسه سواء بالنسبة الى الفعل والترك ثم يسال الحق تبارك وتعالىٰ ان يبين له ما فيه المصلحة ويجلس متطهرا جامعا الخاطرة ينتظر انشراح خاطرة الى احد الجانبين ومن اعطاه الله تعالىٰ فهم نور الصلوٰة ونور الطهارة بحيث اذا بعد عهده عن الصلوٰة او تراكمت عليه الاحداث والجنابات او امتلات حواسه من الالوان المرئية والاصوات المسموعة حصلت له هيئة يعقلها ويميزها ويتازى منها ويتنفر بجبلة عنها ثم اذا توغل في الطهارات والصلوٰة وجمع الحواس في الذكر حصلت له هيئة اخرى يعقلها ويميزها ويحسن اليها وينشرح بها وكانت الحالتان معلومتين متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو المؤمن بالايمان الحقيقي الذي يعبر عنه بالاحسان لاشك في ذٰلك ومن عرف في ضمن الدعاء والذكر كيفية الحضور

تو اس کا کوئی طریق نہیں مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدوں میں جائی جن میں بہت اولیاؤں نے نماز پڑھی ہو او کثرت سے نماز پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کے اسماء حسنیٰ کا یا جو چالیس نام مشہور ہیں ان کا ذکر اور یہ سب باتیں اس مقصد کی ایک رکن ہیں اور رکن دوسرا مشکل امروں میں کثرت سے استخارہ کرنا کہ نفس کو متوجہ کرے کام کے کرنے اور نہ کرنے کی طرف پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کرے وہ ظاہر کرے جس میں مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت مطمئن ہو کر اور انتظار کرے کہ کس طرف دل پھرتا اور جس کو دیا اللہ نے نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کہ جب وہ نماز سے رہ جائے یا بے وضو ہو جائے یا جنابت آجائے یا اس کے حواس بھر جائیں رنگوں سے جو نظر آئیں اور آوازوں سے جو سنے تو اس کو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کر لیتا ہے اور اس سے اذیت پاتا اور نفرت کرتا ہے جبلی طور پر اس سے نہ آتی ہے جب وہ طہارت اور نماز اور اطمینان سے ذکر کرنے میں مشغول ہوتا ہے ہیئت حاصل ہوتی ہے تو تمیز کرتا ہے اور اس کو اچھا جانتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور یہ دونوں حالتیں جس کو سمجھتا ہے اور جدا جدا معلوم ہو جائیں جیسے بمنزلہ محسوسات کے تو وہ مومن ہے بایمان حقیقی جس سے عبارت احسان ہے اس میں کچھ شک نہیں اور جو شخص دعا اور ذکر میں کیفیت

وان لم يقدر علىٰ تجريد الحضور من اللفظ والحرف والخيال فقد اتى بما يهمه في باب الاحسان.

مشهد آخر رايت في المنام الليلة العاشرة من صفر سنة اربع واربعين والف ومائة بمكة المباركة كان الحسن والحسين رضي الله عنهما نزلا في بيتي وبيد الحسن رضي الله عنه قلم انكسر لسانه فبسط اليّ يده ليعطيني وقال هذا قلم جدى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال حتى يصلحه الحسين فليس ما اصلحه الحسين كما لم يصلحه فاخذه حسين رضي الله عنه واصلحه ثم ناولنيه فسررت به ثم جيء برداء مخطط فيه خط اخضر وخط ابيض فوضع بين يديهما فرفعه حسين رضي الله عنه وقال هذا رداء جدى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم البنى فوضعته على راسي تعظيما وحمدت الله تعالىٰ ثم انتبهت.

مشهد عظيم وتحقيق شريف

اعلم ان الايمان بما انزل الله تعالىٰ علىٰ نبيه صلى الله عليه وسلم علىٰ ضربين ايمان الرجل علىٰ بينة من ربه وايمان بالغيب الذى ايمانه علىٰ بينة من ربه فمثله كمثل رجل شهد الامير حين خلع علىٰ

حضور پائے اگرچہ قادر نہ ہو محض حضور پر بسبب لفظ وحرف وخیال کے تو وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے باب میں۔

مشهد آخر میں نے خواب میں دیکھا ماہ صفر کے دسویں تاریخ ۱۱۴۴ ایک ہزار ایک سو چوالیس کو مکہ مبارکہ میں کہ گویا حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ میرے گھر تشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسنؓ کے ہاتھ میں ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر انہوں نے ہاتھ بڑھایا کہ مجھ کو عنایت کریں اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ ﷺ کا ہے پھر فرمایا تاکہ اس کو حسینؓ سنوار دیں یہ ویسا نہیں ہے جیسا امام حسینؓ نے سنوارا تھا پھر لے لیا حضرت امام حسینؓ نے اور سنوار دیا پھر مجھ کو عنایت کیا میں بہت خوش ہوا اس سے پھر آئی ایک چادر دھاری دار کہ جس میں ایک سبز دھاری اور ایک سفید تھی پھر ان کے اوپر رکھی گئی پھر حضرت امام حسینؓ نے اس کو اٹھایا اور فرمایا یہ چادر ہمارے جد رسول اللہ ﷺ کی ہے پھر مجھ کو اڑھائی پھر میں نے اس کو تعظیما اپنے سر پر رکھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا پھر میں جاگ گیا۔

مشهد عظيم وتحقيق شريف جان لینا چاہیے کہ ایمان لانا اس شی پر جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو جس شخص کا ایمان اپنے رب پر ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار میں جائے اس وقت کہ

وزيده خلعة الوزارة وولاه امور المملكة
وبعثه الى الناس يخبرهم بكذا وكذا وازال
الخفاء ببعثه وكلفهم بذلك فكل هذا
بمرئى منه ومسمع ابصرته عيناه حين خلع
وسمعته اذناه حين قال ودعاه قلبه حين
كلف فهذا الحاضر لم يصر وزير
الحضورة ولا مبعوثا الى الناس ولكن صار
مكلفا علىٰ بينة ومامورا مشافهه واما
المؤمن بالغيب فمثله كمثل رجل اعمىٰ
اخبره بصير بطلوع الشمس فاستقين به
حتىٰ انه لا يجد فى قلبه نقيضاً ولا احتمالاً
ضعيفاً ايضًا ولكن جزم قلبه انما كنهة ان
البصير اخبره به لا من دون توسط البصير
والكامل من الافراد من جميع الايمانين
فله ارتباط بالحق الاول لا يقبل التوسط
ترشح من هذا الارتباط جميع العلوم التى
انزلها الله تعالىٰ علىٰ انبيائه فاستيقن بها
بلا اطمئن وكان علىٰ بينة من ربه فليس له
بحسب هذا الارتباط ناموس يحفظه
ويمسك بيديه وانما حفظ الحق له
وعصمته هو الذى يمسك بيديه فهو
يحس بهذا الحفظ ويرى انه لو انقطع لما
كان مستقره الا الهاوية السفلى وهو
بحسبه محقق بالعلم الالهى ووراء ذلك
له تدلى يحذوا حذو العوام كما له الايمان

بینہ پر ہے وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور حاکم
کرے امور مملکت اور اس کے بھیجے کہ لوگوں کو اس بات
کی خبر کردے اور اس کو بھیج کر خفا کو دور کردے اور لوگوں
کو مکلف کرے وہ شخص یہ سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا
ہے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا خلعت دینے کو اور
کانون سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اسے یاد ہے جب
مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہیں ہو جانے کا وزیر حاضر
ہونے سے اور نہ مبعوث لوگوں کی طرف لیکن مکلف
ہوگیا دیکھ کر اور مامور ہوگیا اور جو ایمان بالغیب لائی اس
کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا ہے اس کو بینا نے خبر
دی کہ آفتاب طلوع ہوا اس نے یقین کرلیا ایسے کہ اس
کے دل میں اس کے برعکس نہیں اور نہ کوئی احتمال ضعیف
بھی لیکن اس کے دل کو یقین ہے کہ آنکھوں والے نے
خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھوں والے کی اور کامل فردوں
میں وہ فرد ہے جس کو دونوں قسم کا ایمان ہے، اس کو
ارتباط حق ہے پہلے ہی سے جس میں توسط نہیں اس
ارتباط سے اس پر ترشح ہوتے ہیں وہ سب علوم جو اللہ
نے نازل کئے اپنے نبیوں پر اس نے ان پر یقین کیا
بلکہ اطمینان کیوں کہ وہ تھا بینہ پر اپنے رب کے اس
ارتباط کی موافق نہیں کوئی اس پر فرمان کہ اس کی حفاظت
کرے اور اس کو روکے دونوں ہاتھوں سے سوائے اس
کے نہیں کہ اس کو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو
رہ کے ہونے سے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا
ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم میں ہی ٹھکانا ہے
اور وہ موافق اس کی محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اس کے

بالغيب والانحفاظ بالنواميس والجزم بواسطة الخبر والانقياد التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له فالايمانان متحققان للفرد ولكن عند شعشعان انوار الايمان الاول قد يخفى الثاني وكنت ذات ليلة اصلى التهجد في الحجرة اذ تشعشع انوار الايمان علىٰ بينة فغلبت وبهرت فتاملت الايمان بالغيب فلم اجده ثم تاملته فلم اجده حتى رايتني اتحسر عليه واتاسف ثم بعد حين فاظهر هذا الايمان واطمئن الخاطر فتدبر.

اس کے واسطے ہے تدلی مقابل عادم کے جس کا کمال ایمان بالغیب ہے اور حفاظت کرنے والی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اس اسے محبت صادق پس یہ دونوں ایمان کی قسمیں فرد کے واسطے محقق ہیں لیکن جب پہلی قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہیں تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہیں اور میں ایک رات تہجد پڑھتا تھا حرم میں انوار ایمان علی بینہ کے غالب آ گئے اور چمکے اور میں متحیر ہوا میں نے سوچا کہ یمان بالغیب ہے تو نہ پایا یہاں تک کہ معلوم ہوا اس پر حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر اس پر حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر اس کے بعد نہ ظاہر ہوا یہ ایمان اور سر اور مجھے اطمینان آ گیا تو اسے غور کرو۔

تحقيق شريف الاولياء كثيرًا ما يلهمون بان الله تعالىٰ اسقط عنهم التكليف وانه خيرهم في الطاعات ان شاؤا فعلوها وان لم يشاؤا لم يفعلوه حكىٰ لي سيدي الوالد رضي الله عنه عن نفسه ان الهم بهٰذا وانه دعا الله تعالىٰ ان يقيم عليه التكليف وما اختار الا التمس ولم يكن من مذهبه سقوط التكليف عن احد من خلق الله ما دام عاقلا بالغا فرايته يرى الالهام حقا ويرى مذهبه حقا ويتحيز في التطبيق واخبرت عن سيدي العم قدس سره ان كان يخبر عن نفسه انه الهم بسقوط التكليف وقبل له ان عبدت خوفا من النار

تحقیق شریف بہت اولیاؤں کو الہام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے تکلیف شرعی معاف کی تمہیں اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نہ کرو حضرت قبلہ گاہی صاحب نے اپنی حکایت بیان کی مجھ سے کہ ان کو بھی الہام ہوا اور انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھ پر شرع کی تکلیف قائم رہے اور انہوں نے سوا شرع کی نہ اختیار کیا اور ان کا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونے کا کسی سے جب تک عاقل بالغ ہو گئی میں نے انہیں دیکھا الہام کو بھی حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اس کی تطبیق میں متحیر تھے اور جناب عموی صاحب نے اپنا حال بیان کیا کہ ان کو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی گئی اور ان سے کہا گیا کہ اگر جہنم سے ڈر کر عبادت کرو تو

فانا قد اجرناک عن النار وان عبدت طمعا فی الجنة فانا وعدناک ان ندخلک ایاها وان عبدت طلبا لرضانا فقد رضینا عنک رضا لا سخط بعده فقال ربی انما اعبد لک لا لشیء دونک وکان قدس سره یمیل الیٰ ان الکمل یسقط عنهم التکلیف والله سبحانه هو الذی یقیم علیهم النوامیس من غیر اختیارهم وهٰکذا روی عن کثیر من اولیاء الله تعالیٰ والسر فی ذٰلک عندی ان الانسان اذا انتقل عن الایمان بالغیب بهٰذه النوامیس الی الایمان بها علیٰ بینة ووجد هٰذه العبادات والنوامیس فی نفسه مثل الجوع والعطش مما لا یقدر علیٰ ترکه ولا معنیٰ لتعلق التکلیف به لانها من الجبلة التی جبل علیها ما سواه کان هٰذا السر واضحًا منشرحًا او مجملاً ترشح من ذٰلک علیٰ باطنه خطاب من الحق انما مثاره هٰذه الحالة الاجمالیة والتفصیلیة ان الله تعالیٰ اسقط عنه التکلیف وانه اختار بعد ذٰلک التمس من اختیار وقصد وانما مثل هٰذه الامور عندی مثل الرؤیا یحتاج الیٰ تعبیرها وانما تعبیر هٰذا الالهام حصول هٰذا المقام الذی هو مثار الالهام والحق عندی ان الالهام کله حق ولکن منه

ہم نے تم کو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے واسطے عبادت کرو تو ہم نے جنت کا وعدہ کرلیا تم کو داخل کریں گے اور ہماری رضامندی کیلئے عبادت کرو تو ہم راضی ہیں کبھی غصہ نہ کریں گے تو انہوں نے عرض کیا کہ یاالٰہی میں تیری عبادت کسی شے کے لیے نہیں کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہ مائل تھے اس بات کی طرف کہ کاملوں سے تکلیف شرعی ساقط ہوجاتی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان پر فرمان شریعت ان کے بے اختیار قائم کردیتا ہے اور ایسا ہی بہت سے اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اس میں یہ بھید ہے کہ انسان جب منتقل ہوتا ہے اس نوامیس پر نادیدہ ایمان لانے پر اور پاوے عبادات اور نوامیس کو اپنے دل میں مثل بھوک اور پیاس کے جس کے ترک کرنے پر قادر نہیں اور کچھ معنیٰ نہیں اس سے علاوہ تکلیف کے اس لیے کہ وہ تو اس کی جبلت ہے جس پر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اس پر واضح ہو کھلا کھلایا مجمل ہو ترشح ہوتا ہے اس سے اس کے باطن پر خطاب اللہ تعالیٰ کا مطلوب اس کا یہ حالت اجمالیہ اور تفصیلیہ ہے اکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے تکلیف ساقط کی اور اس نے بعد اس کے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد و اختیار سے اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کی حاصل ہونا اس مقام کا ہے جو الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ الہام سب حق ہیں لیکن

النائض عن لسان خاص ومثار معلوم ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاكم على الوقت الاول متبع بحسب مقام دوْن مقام والثانى هو المتبع المطلق ومن الالهام ما يحتاج الىٰ تعبير فلابد من استنباط رجل تام المعرفة ومنه ما لا يحتاج فتدبر.

تحقيق شريف ومشاهد اخرىٰ

اعلم ان الارواح اذا فارقت اجساد لها ضمحا من القوة البهيمة اشياء وقويت الملكية واستقلت بما حملت من الكمال وهٰذا الكمال علىٰ وجوه منها نور الاعمال وذٰلک لان ملكية اذا اوجب الىٰ البهيمة ان تعمل عملاً من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمة واجتمعت بشر اسرها تحت تصرفها حصل للملكية انشراح وللبهيمة هيئة تناسب هيئة الملكية وهى غاية كما لها واذ تكرر ذلک مرة بعد اخرى حصل هٰذا الكمال فى جوهر الملكية والبهيمة وكان خلقا لهٰذا النفس وديدنًا وجبلة لا تنفک عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذٰلک لان الانسان اذا عمل عملا رضى به الله تبارک وتعالىٰ ورحمه ورجله لكونه سبب التفريح الكروب عن الناس كافة او لكونه سبب لتمام ما اراده الحق بتدليه الى الحق من الهداية واشاعة

بعضے ان سے زبان خاص اور مطلوب معلوم سے فائض ہیں اور بعضے ان کے حکم حاکم وقت سے ہیں پہلے قسم موافق بعضے مقام کے ہیں اور دوسری قسم تبع مطلق ہیں ۔ اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہیں تو ضرور ہے استنباط کرنا کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے الہام محتاج تعبیر کے نہیں پس غور کرو۔

تحقیق شریف ومشاهد اخریٰ

جاننا چاہیے کہ جب ارواح اپنے اجسام سے جدا ہو جاتی ہیں تو بہت سی چیزیں قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہوجاتی ہیں اور ملکیت قوتیں قوی اور مستقل ہوجاتی ہیں بوجہ کمال حاصل کرنے کے اور یہ کمال کئی وجہوں پر ہے ان میں سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اس لیے کہ جب قوۃ ملکیہ قوۃ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی نیک عمل کرے تو قوۃ بہیمہ مطیع ہوجاتی ہے اور بالکل اس کے تحت وتصرف میں تو ملکیہ کو خوشی حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ہیئت ملکیہ اور یہی قوۃ بہیمیہ کا انتہائے کمال ہے اور جب یہ امر یکے بعد دیگرے کئے بار ہوتا ہے تو جو ہر ملکیہ اور بہیمیہ میں یہ کمال حاصل ہے اور اس نفس کا واسطے یہ خلق وعادت اور طبیعت اور جبلت ہوجاتا ہے کہ ابد تک کبھی اس سے جدا نہ ہوا اور ایک ان میں سے نور رحمت ہے یہ اس لیے کہ انسان جب عمل کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس سبب سے اس پر رحمت بھیجتا ہے اس لیے کہ انسان تمام لوگوں کی سختی دور کرتا ہے یا اس لیے کہ وہ سبب ہوتا ہے اس کے پورا ہونے کا جو اللہ نے

النور ولكون هذه النفس معدودة فی عداد التدلی بان التفتت هذه النفس وطمحت بجهد همتها الی التدلی واندرجت فیه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلثة او وجوه واحد منها يشتمله الرحمة الالٰهية فيظهر حينئذ للنفس انشراح ملكی وانبساط ومنها ان النفس اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالمتخيلات كالاشغال القلبية او بالوهم المحاكی للجبروت وهو الذی يسميها اكثر اهل الزمان بالياد داشت حصل للنفس وخلص اليها ملكة بسيط ولون جبروتی وكثير اما يسمی ذلک نور الياد داشت ومنها نور الاحوال وذلک لان النفس اذا كانت ممن يتمطی لتبدل الاحوال الخوف والرجا والفلق والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها خلص الیٰ جوهرها صفا ورقة قوام فاذا انفكت عن الجسد ولم يخففها ارادات متجددة انطبعت فيها الوان اسماء الحق وانواره وحصلت لها رفايق كثيرة وابتهجت بكل رقيقة فهٰذا حال اكثر الارواح وبتلک الانوار تكون كمراة ملقاة فی الشمس امتلئت نورا وضوء او كحوض ممتلیء ماء ضربه نور الشمس فی يوم راكد الريح وقت الهاجرة فاكتسا الماء لون الشمس

خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنی ہدایت اور نور کی اشاعت یا واسطے ہونے کے اس نفس کے معدود شمار تدلی میں کہ یہ نفس التفات کرے اور مرتفع ہو اپنی ہمت کی کوشش سے طرف تدلی کے اور داخل ہو اس میں پس جب اس میں یہ تینوں وجہ جمع ہوجائیں یا ان میں سے ایک اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے تو اس وقت نفس کو انشراح ملکی خوش ہوتی ہے بعض سے یہ ہے کہ جب نفس نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا تو لفظوں سے اور یا خیال سے جیسا کہ اشغال قلبی کا طریقہ ہے یا وہم سے جو عالم جبروت کا حال بتانے والا ہے اور یہ وہی ہے جسے اکثر اہل زمانہ یاداشت کہتے ہیں و حاصل ہوتا ہے نفس کو اور دوست ہوجاتا ہے اس کا ایک ملکہ بسیط اور رنگ جبروتی او بہت لوگ اس کو نور یاداشت کہتے ہیں اور ان میں سے نور احوال ہے اور یہ اس لیے کہ نفس جب ہوتا ہے ان میں سے جو تیز رو ہیں واسطے بدلنے احوال خوف رجا اور فلق اور شوق اور انس وہیبت تعظیم وغیرہ کے دوست ہوجاتی ہے اس کی جوہر کی صفائی اور وقت قوام پھر جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اس کو گھیرا نہ لیا ارادوں متجددہ نے تو اس میں منطبع ہوجاتے ہیں رنگ اور انوار اسماء الٰہی کے اور اس کو حاصل ہوتے ہیں لطافتیں کثیرہ اور وہ خوش ہوتے ہیں ہر لطافت سے پس یہ احوال اکثر ارواح کا ہے اور ان نوروں سے روح ہوجاتی ہے مانند ایک آئینہ کے جو دھوپ میں رکھا ہوا اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند ایک حوض کے جو پانی سے

اذا علمت ما قلناه وفهمته فاعلم انی لما زرت شهداء بدر رضی تعالیٰ الله عنهم وقمت بحیال قبورهم سطعت الانوار من قبورهم الینا دفعة فی اول الامر کمثل الانوار المحسوسة حتیٰ ترددت انی ادرکها بالحس وببصر الروح ثم تاملت فیها ای النور هی فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذی ینسب الی ابی ذر الغفاری رضی الله تعالیٰ عنه بصفراء والله اعلم بحقیقة الحال وجلست حیاله وتوجهت الی روحه ظهرت لی کمثل هلال الثالثة فتاملته فیها فاذا نورها نور الاعمال ونور الرحمة جمیعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر وکنت قبل ذلک بمکة المعظمة فی مولد النبی صلی الله علیه وسلم فی یوم ولادته والناس یصلون علی النبی صلی الله علیه وسلم یذکرون ارهاصاته التی ظهرت فی ولادته ومشاهده قبل بعثته فرایت انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول انی ادرکتها ببصر الجسد ولا اقول ادرکتها ببصر الروح فقط الله اعلم کیف کان الامر بین هذا وذلک فتاملت تلک الانوار فوجدتها من قبل الملائکة الموکلین بامثال هذه المشاهد وبامثال

لبریز ہو اور جس پر آفتاب چمکتا ہو اور ہوا نکھری ہوئی ہو اور دوپہر کا وقت ہو اور وہ پانی نور فتاب سے منور ہو پس جب تم نے سمجھ لیا جو ہم نے کہا تو جانو کہ جب میں نے زیارت کی شہداء بدرؓ کی اور میں ان کے مزاروں کے فرد کھڑا ہوا تو ان کے مزاروں سے یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور کہ جیسے ان آنکھوں کے آگے ہے یہاں تک کہ میں تردد میں تھا کہ ان آنکھوں سے دیکھتا ہوں یا روح کی آنکھوں سے پھر سوچا میں نے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم کیا کہ یہ انوار رحمت ہیں اور جب میں نے زیادرت کی اس مزار کی جو حضرت ابوذر غفاریؓ کا مشہور اور جو وادی صفراء میں ہے، اور حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے اور جب میں بیٹھا گرد اس مزار کے اور متوجہ ہوا ان جی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا میں سوچا تو وہ نور نور اعمال و نور رحمت دونوں جمع تھے مگر نور رحمت غالب اور بہت ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ معظمہ میں آنحضرت ﷺ کے مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو آپ کی وقت ولادت ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے ہیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ فقط روح کی آنکھوں سے خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھوں سے دیکھا یا روح کی پس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے

هذه المجالس ورايت بمخالطة انوار الملائكة انوار الرحمة.

مشاهد اخرىٰ بالاجمال لما دخلت المدينة المنورة وزرت الروضة المقدسة علىٰ صاحبها افضل الصلوٰة والتسليمات رايت روحه صلى الله عليه وسلم ظاهرة بارزة لا في عالم الارواح فقط بل في المثال القريب من الحس فادركت ان العوام انما يذكرون حضور النبي صلى الله عليه وسلم في الصلوات وامامته بالناس فيها وامثال ذلك من هذه الدقيقة وكذلك الناس عامة لا يلهجون بشيء الا بما يترشح علىٰ ارواحهم من علم فياخذون اما حقيقة واما شجه فيخبر واحد ويتلقاه الاخر بالقبول لما ادرك ادراكا اجماليا ويسمعه ثالث فيؤيده بوجهه آخر ورابع فيذكر شجا مناسبا وهلم جرا حتىٰ يتفق امة من الناس علىٰ ذلك فليس اتفاقهم في مثل ذلك سدى فلا تزدر المشهورات العوام لكن تفطن باسرار ما يلهجون ثم توجهت الى القبر الشامخ المقدس مرة بعد اخرىٰ فبرز صلى الله عليه وسلم في رقيقة بعد رقيقة فتارة في صورة مجرد العظموت والهيبة وتارة في صورة الجذوب المحبة والانس

جو اسی مجلسوں اور مشاہد پر موکل ومقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے ہوئے ہیں۔

مشاہدہ دوسرا بالاجمال جب میں داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضہ مقدس رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو آپ کی روح مبارک ومقدس کو دیکھا ظاہر اور عیاں نہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب پس میں نے معلوم کیا کہ یہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز میں خود موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور ایسی باتیں وہ بھی دقیقہ ہے اور اسی طرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہیں لاتے مگر جو ان کی ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتاً یا اس کی صورت پھر ایک اس کو بیان کرتا ہے دوسرا قبول کرلیتا ہے اس چیز کو جسے اجمالی طور پر معلوم کیا اور تیسرا اسے سنتا ہے اور وہ اور وجہ سے اس کی تائید کرتا ہے اور چوتھا سنتا ہے تو ذکر کرتا ہے ایک صورت مناسب اسی طرح اور یہاں تک کہ اس امر پر لوگوں کی ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور ان کا اتفاق ایسے امروں میں مہمل نہیں پس تو حقیر نہ سمجھ مشہورات عوام کو لیکن تو اس میں ان اسرار کو سمجھ جو وہ بیان کرتے ہیں پھر میں متوجہ ہوا روضہ عالیہ مقدسہ کی طرف چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لطافت درلطافت میں کبھی تو فقط صورت برد عظموت وہیبت میں اور کبھی صورت جذبہ ومحبت اور انس وانشراح میں اور کبھی صورت سریان میں حتیٰ کہ میں

والانشراح وتارة فی صورة السریان حتیٰ اتخیل ان الفضاء ممتلیء بروحه علیه الصلوٰة والسلام وهی تتموج فیه تموج الریح العاصفة حتیٰ ان الناظر یکاد یشغله تموجها عن ملاحظة نفسه الی غیر ذٰلک من الرفائق ورایت صلی الله علیه وسلم فی اکثر الامور یبدی لی صورته الکریمة التی کان علیها مرة بعد مرة انی طامع الهمة الیٰ روحانیة لا الیٰ جسمانیة صلی الله علیه وسلم فتفطنت ان له خاصیة من تقویم روحه بصورة جسده علیه الصلوٰة والسلام وانه الذی اشاره الیه بقوله ان الانبیاء لا یموتون وانهم یصلون ویحجون فی قبورهم وانهم احیاء الیٰ غیر ذٰلک ولم اسلم علیه قط الاوقد انبسط الیٰ وانشراح وتبدی وظهر وذٰلک لانه رحمة للعالمین.

مشهد آخر لما کان الیوم الثالث سلمت علیه صلی الله علیه وسلم وعلیٰ صاحبیه رضی الله عنهما ثم قلت یا رسول الله! افضا علینا مما افاض الله علیک جئناک راغبین فی خیرک وانت رحمة للعالمین فانبسط الی انبساطا عظیما حتیٰ تخیلت کان عطافة رداله لفتنی وغشیتنی ثم غطنی غطة وتبدی لی واظهر لی الاسرار وعرفنی بنفسه وامدنی امدادا

خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آنحضرت ﷺ کی روح مقدس سے اور روح مبارک اس میں موجیں مار رہی ہے مانند ہوائے تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والے کو تموج اور لطافتوں کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا اور میں نے دیکھا آنحضرت ﷺ کو اکثر امور میں اصلی صورت مقدس میں بار بار باوجود یہ کہ میری کمال آرزو تھی کی روحانیت میں دیکھوں نہ جسمانیت میں آنحضرت ﷺ کو پس مجھ کو دریافت ہوا کہ آپ کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا ﷺ اور یہ وہی بات ہے جس کی طرف آپ نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیاء نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور انبیاء حج کیا کرتے ہیں اپنی قبروں میں وہ زندہ ہیں وغیرہ وغیرہ اور جب میں نے آپ پر سلام بھیجا تو مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ اس واسطے کہ آپ رحمت للعالمین ہیں۔

مشہد دیگر جب تیسرا روز ہوا میں نے آپ پر سلام پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ پر پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ عنایت ہو ہم کو کچھ اس میں سے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے ہم آپکے عطا کے شوقین آئیں ہیں اور آپ رحمت للعالمین ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپ عنایت کی اس چادر نے مجھ کو لپیٹ لیا اور ڈھانک لیا خوب اچھی طرح چھپالیا اور ظاہر کئے مجھ پر اسرار اور شناخت کروائی

عظيما اجماليا وعرفني كيف استمد به في حوائجي وكيف يرد هو الى من يصلي عليه وكيف ينبسط الى من الطرى في مدحه او الح عليه فرايت عليه الصلوٰة والتسليمات قد صار من جوهر روحه وديدن نفسه وجبلته وفطرته مظهرية المتدلى العظيم المنبسط علىٰ وجهه البشر حتىٰ يكاد الظاهر يتميز من المظهر وهذه التدلى العظيم هى التى تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية وهى التى يصفونها بانها قطب الاقطاب ونبى الانبياء وكنهها بروز هذا التجلى فى البرزة البشرة فلما انعقدت حقيقة فى المثال متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية وقطبا ونبيا وهى تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا تم امر البعثة وتوجهه المبعوث الىٰ رحمة ربه وادبر على الخلق انفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما كان مندرجا فى اصل بعثته ان يكون شهيدًا يوم القيامة شفيعًا يومئذ تمهيدًا من الله للعصاة من خلقه ولطفا منه بالنسبة اليهم ليخرج منه عليه الصلوٰة والسلام همة عظيمة تقتضى شمول الرحمة اياهم وخلوص ملكيتهم عن بهيمتهم فيكون معك الرحمة الله وجوده بالنسبة الىٰ

مجھے خود اور ایک بڑی اجمالی میری امداد فرمائی اور بتایا مجھ کو کہ کس طرح آپ سے اپنے حاجتوں میں مدد چاہوں اور کس طرح آپ جواب دیتے ہیں جب آپ پر کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہیں جو آپ کی مدح میں کوشش کرے یا آپ سے الحاح کرے پس دیکھا میں نے آنحضرت ﷺ کو کہ آپ اپنے جو ہر روح اور عادت نفس وجبلت وفطرت کے باعث تدلی عظیم کے مظہر ہو گئے اور وہ جو منبسط ہے بشر کے اوپر جس میں ظاہر اور مظہر کی تمیز نہیں ہوتی اور یہ وہ تدلی عظیم ہے جس کو صوفیہ حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور اسی تدلی سے مراد ہوتی ہے جو صوفیہ کہتے ہین کہ قطب الاقطاب اور نبی الانبیاء ہے اور کہن اس کا ہے ظہور اس تجلی کا صورت بشریت میں پس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال میں متوجہ خلقت کی طرف اس کا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب اور نبی اور وہ اس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت کی طرف جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے تو تدلی جدا ہو جاتی ہے اس سے مگر ہمارے رسول اللہ ﷺ کی اصل بعثت میں یہ بات مندرج تھی کہ آپ قیامت کے دن شہید ہوں اور شفیع ہوں اس روز اور عذر خواہ گنہگاروں کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہوئی آنحضرت ﷺ کی وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کے مقتضی ہے ان پر اور ان کی ملکیت بہیمیہ سے خالص کرنے کو کہ آپ کا وجود ان لوگوں پر

اولئک الاقوام ذٰلک کخلقة قوی
التناسل لیبقی النوع وکذٰلک خلق فی
کل نوع ما یفیده عنده ینوبه النوائب
لم یزل صلی الله علیه وسلم لا یزال
متوجها الی الخلق مقبلا الیهم
بوجهه فذٰلک کان احق الانبیاء بحلول
هذه الحقیقة المثالیة فیه واتحادها معه
بحیث لا یتمیز الظاهر من المظهر فکانه
عینها لا یطوع علیه الانفکاک وهذا حد
معانی هذا البیت المشهور:

افلت شموس الاولین وشمسنا
ابدا علیٰ افق العلیٰ لا تغرب

فالتحاده بهٰذه الحقیقة ابصره ببصر
روحی ولمیته الاتحاد تفطنت بها ورایته
صلی الله علیه وسلم مستقرا علی تلک
الحالة الواحدة دائما لا یزعجه فی نفسه
ارادة متجددة ولا شیء من الدواعی نعم
لما کان وجهه صلی الله علیه وسلم الی
الخلق کان قریبا جدا من ان یرتفع
انسان الیه بجهد همته فیغیثه فی نائبته او
یفیض علیه من برکاته حتیٰ یتخیل انه ذو
ارادات متجددة کمثل الذی یهمه اغاثة
الملهوفین المحتاجین وتاملته علیه
الصلوٰة والسلام الی ای مذهب من
مذاهب الفقه یمیل لاتبعه والتمسک به

رحمت الٰہی نازل ہونے کا باعث ہو اور یہ ایسا ہے جیسے
قوتیں تناسل کے بقائے نوع کے واسطے اور اسی طرح
پیدا کی گئی ہے ہر نوع میں وہ چیز جو اسے مفید ہو بر
وقت پیش آنے حادثہ کے ہمیشہ آنحضرت ﷺ متوجہ
ہیں خلقت کی طرف اور منہ کئے ہوئے ہیں ان کی
طرف اسی واسطے سب نبیوں سے حقدار زیادہ ہیں بوجہ
پائے جانے اس حقیقت مثالیہ کے آپ میں اور متحد
ہونا اس کا آپکے ساتھ اس حیثیت سے کہ ظاہر اور مظہر
میں تمیز نہیں گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت میں جدا ہی
نہیں اور یہ بھی ایک معنیٰ ہیں اس بیت مشہور کے:

پہلوں کے آفتاب چھپ گئے اور ہمارا آفتاب
ہمیشہ بلند آسمان پر تابان رہے گا

اس حقیقت سے آپ کی متحد ہونے کو میں نے اپنی
روح کی آنکھ سے دیکھا اور اتحاد کا سبب میں نے اس
سے معلوم کیا اور دیکھا میں نے آنحضرت ﷺ کو
قائم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہاں سے آپ کو نہ تو
کوئی ارادہ متجددہ ہٹا سکتا ہے اور نہ کوئی داعیہ ہاں جس
وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت
قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض
کرے اور آپ فریادرسی کریں اس کی مصیبت میں یا
اس پر ایسی برکتیں فاضہ فرمائیں کہ وہ خیال کرے کہ
آپ صاحب ارادات متجددہ ہیں جیسے کوئی شخص
مظلوموں محتاجوں کی فریادرسی میں مصروف ہو اور میں
نے غور کی کہ آنحضرت ﷺ مذاہب فقہ میں سے کس
مذہب کی طرف مائل ہیں کہ میں بھی وہی مذہب

فاذا المذاهب كلها عنده على السواء ليس علم الفروع في حالة وهذه من ديدن روحه الكريمة انما الداخل في جوهر روحه اصل علم الفروع وهو عنايته الحق بنفوس البشر من جهة اعمالهم واخلاقهم واصلاحها وهذا اصل له فروع واشباح يختلف باختلاف الزمان فالداخل في جوهر الروح هذا الاصل فلذلك كان نسبة المذاهب على السواء لا يتميز عنده مذهب من مذهب لان كل مذهب يحيط بما يجب من امهات الفقه في الدين المحمدي وان اختلف فلو ان احدا لم يقتف واحدا من المذاهب لم يكن له صلى الله عليه وسلم سخط بالنسبة اليه الا بالعرض وهو ان يتفق اختلاف في ملته وتقاتل بين الناس وفساد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه وكذلك رايت الطرق كلها عنده على السواء كمثل المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة وهي انه رب رجل يكون عنده ان النبي صلى الله عليه وسلم يختار المذهب الفلاني وانه الحق المطلوب ثم يقصر فيه فينعقد في قلبه اعتقاد انه قصر في جنب الله ورسوله فياتي رسول الله صلى الله عليه وسلم ويقف عنده فيحد بينه وبين النبي

اختیار کروں تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپ کے نزدیک برابر ہیں اس حالت میں علم فروع آپ کی روح مبارک کے عادت میں سے بھی نہیں آپ کی جوہر روح میں علم فروع کی اصل داخل ہے اور وہ عنایت حق ہے نفوس بشر پر انکے اعمال واخلاق اور ان کی اصلاح کی جہت سے اور یہ اصل ہے اور ان کے فرع اور صورتیں مختلف ہوتی ہیں اختلاف زمانہ کے لحاظ سے پس داخل جوہر روح آنحضرت ﷺ میں یہ اصل ہے اسی واسطے آپ کے نزدیک سب مذہب برابر ہیں ایک سے دوسرا جدا نہیں معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ ہر مذہب محیط وحاوی ہوتا ہے ان امہات واصول فقہ پر جو دین محمدی میں واجب وضروری ہیں اگرچہ مختلف ہو پس اگر کوئی تبع ایک مذہب کا نہ ہوتو آنحضرت ﷺ اس کی نسبت ناراض نہیں مگر اس صورت میں جب دین میں اختلاف اور لوگوں میں جنگ وجدال اور باہمی فساد کا موجب ہو اور یہ امر آپ کی نہایت غصہ کا موجب ہے اور اسی طرح میں دیکھا کہ تمام طرق صوفیہ مثل مذاہب کے آپ کے نزدیک برابر ہیں اور اس کے بعد ایک نکتہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض آدمیوں کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ فلاں مذہب رسول اللہ ﷺ کو پسند ہے اور وہی مذہب حق ومطلوب ہے پھر اس میں قصور ہوجاتا ہے تو اس کے دل میں یہ اعتقاد جم جاتا ہے کہ میں نے قصور کیا اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت ﷺ کے حضور میں اور دیکھا

صلی الله علیه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول هذه معاتبة منه عليه الصلوٰة والسلام علىٰ تقصيرة والتحقيق انه اتاه بصدر ممتلیء مخالفة وانكياها فانسد باب الفيض من جهة سوء القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج عن المذاهب المدونة خروج عن ربقة التقليد للشرع والانقياد لحكم الله وان ليس هنالک طريقة مضبوطة غيرها فيكون الخروج عنها عنده مرادفا او ملازمًا للخروج عن ربقة الانقياد فيفطن بان النبی صلی الله عليه وسلم معاتب عليه وامثال هذه الشبهات كثيرا ما يقع للطالب ويجب التنبيه ايضا على ان الناس يدخلون المدينة المنورة فيرون اهلها على اعمال غير مرضية عندهم اوفی نفس الامر فيبغضونهم ويضمرون حقدا ثم يدخلون الروضة المقدس ويواجهون فاذا جاء وقف الصفاء والخلوق ترشح من الحقد مرارة فانكدر حالهم فاياک ثم اياک ان يصدک من هذا النور الاتم عليه الصلوٰة والسلام امثال هذه الامور ورايته عليه الصلوٰة والسلام لابسا لباس العظموت والتشبه بالجبروت وله رقائق كثيرة بحسب تعدد كمالاته وتوجه الناس اليه

ہے اپنے دل میں اور رسول اللہ ﷺ میں دروازہ بند ایسا کہ نہیں کھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے آنحضرت ﷺ کا میری تقصیر سے اور تحقیق یوں ہے کہ وہ آپ کے پاس اس طرح حاضر ہوا ہے کہ سینہ مخالفت اور رکاوٹ سے بھرا ہوا ہے پس فیض کا دروازہ قابلیت نہ ہونے سے بند ہوگیا اور کبھی گمان کرتا ہے انسان یہ کہ مذہب مقررہ کو چھوڑنا شروع کی پیروی اللہ کے حکم کی تابعداری کا چھوڑنا ہے اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہیں پس اس سے نکلنا اس کے نزدیک انقیاد شرع سے نکلنے کے برابر ہے اس سبب سے وہ جانتا ہے کہ نبی ﷺ کا اس پر عتاب ہے اور اسی طرح کے بہت سے شبہات جو طالب کو پیش آتے ہیں اور اس بات سے آگاہ کردینا بھی ضروری ہے کہ جب لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہیں یا وہ اعمال نفس الامر میں برے ہوتے ہیں تو ان سے بغض وکینہ رکھتے ہیں پھر جب روضہ مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ادھر متوجہ ہوتے ہیں اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو اس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے ان کا حال مکدر ہوجاتا ہے خبردار خبردار اس سے بچنا کہ اس نورتم ﷺ سے ایسے امر روکتے ہیں اور میں نے دیکھا آنحضرت ﷺ کو عظموت کا اور تشبہ بالجبروت کا لباس پہنے ہوئے اور آپ کی بہت لطافتیں ہیں موافق شمار آپ کے کمالات کے اور لوگوں کا آپ کی طرف متوجہ ہونے کے اپنی استعدادوں کے موافق اور آنحضرت ﷺ

باستعداداتهم وامدنی علیه الصلوٰة
والسلام فی ذلک المجالس امدادا
اجمالیا تفصیله المجددیة والوصایة
والقطبیة الارشادیة واعطانی قبولا وجعلنی
اماما وصوب طریقتی ومذهبی اصلا وفرعا
لا لجمیع الناس بل الناس مخصوصین.
فطرتهم فطرة التحقیق بشرط ان لا یکون
سببا للاختلاف والتقاتل فهٰذه النکتة یجب
ان ینبه بها کل من اخذ مذهبنا اصلا وفرعا
وطریقتنا سلوکا ثم اردت ان اساله عن
مسائل مبادی الوجود ومراتب الوجود
والفناء والبقاء فاذا هو علیه الصلوٰة
والسلام متوجه بالکلیة الی التدلی
المذکور فکلما اردت ان اساله منعنی
استغراقی فی کیفیة حاله عند سواله
وعلمنی ان اجلس بین یدیه فاسال ربی
بلسانی الذی حزو الملاء الاعلیٰ ثم التلفع
بنوره جدا ثم اسال ثم التلفع ثم اسال وهلم
جرا فعند ذلک یختلط سوالی وهمته
العلیا فیصیب انسهم المرعی ورایته
مستقرا علی حالة واحدة من حفظ صورته
الکریمة وکونه عیبة وکرشا وقایة ودعاء
لتدلی المذکور متوجها الی الخلق لابسا
لباس عظموت وفیه من القبول والجذب
والالفة ما لا یحصی ولا یدرک انتهائه

نے اس مجلس میں میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل
اس کی مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے
اور مجھ کو قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجھ کو امام اور اچھا
فرمایا، میری طریقہ اور مذہب کو اصلاوفرعا لیکن سب
کے واسطے نہیں بلکہ واسطے خاص خاص لوگوں کے جن
کی فطرت میں تحقیق ہے اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور زدوکشت کا نہ ہو پس اس نکتہ سے واجب
ہے آگاہ ہونا اسے جو ہمارا مذہب اصلا وفرعا اختیار
کرے اور ہمارے طرقہ سلوک پر چلے پھر میں نے
چاہا کہ دریافت کروں آپ سے مسائل مبادی وجود اور
مراتب جود اور فنا اور بقا تو میں نے دیکھا کہ آپ
بلکل متوجہ ہیں اس تدلی مذکور کی طرف پس جب میں
چاہتا تھا کہ پوچھوں تو میرا استغراق آپ کی کیفیت
حال کے دریافت میں مجھ کو روک دیتا تھا اور مجھ کو
سکھایا آپ نے کہ آپ کے روبرو بیٹھوں اور اپنے
رب سے سوال کروں اپنی اس زبان سی جو ملاء اعلیٰ کی
طرف ہے پھر مجھ کو نور نے لپیٹ لیا پھر سوال کیا پھر
لپیٹ لیا پھر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اس وقت میں
مختلط ہوگیا میرا سوال اور آپ کی ہمت بلند پھر تیر نشانہ
پر پہنچ گیا اور دیکھا میں نے آپ کی صورت کریمہ کو
محفوظ حالت واحدہ پر اور یہ کہ آپ محل راز وکثیر
الامت اور نگاہبان اور ظرف تدلی مذکور کے ہیں جس
حال میں کہ لباس عظموت پہنے ہوئے لوگوں کی طرف
متوجہ ہیں اور اس میں قبول اور جذب اور الفت بیشار
ہے کہ اس کی انتہا نہیں دریافت ہوسکتی پس جس وقت

فاذا توجه اليه انسان بجهد همته ولا اريد
الانسان العالى اللهم فقط بل كل ذى كبد
يشتاق الى شىء ويتوجه اليه بقصده وشوه
فانه بتدلى اليه وهذا رد السلام واجابة
الصلوات يعنى يحصل بسبب صنع هذا
الانسان حالة شبهة بالقصد المتجدد وانا
اعلمك سرا عظيما وهو ان الحكمة فى
جعل هذه النسمة المباركة رعاء للتدلى
ان يتقرب الحق جدا الى اهل الارض والى
سفلتهم ايضا وكان هذا الجود لا يتم الا
بتوسط النسمة ورايته عليه الصلوٰة
والسلام ينشرح انشراحا عظيما لمن
صلى عليه ومدحه ورايته صلى الله عليه
وسلم بارزا مفيضا فيض الصحبة كمثل
المشائخ الصوفية فى مجالس الافاضة وانا
بين يديه وكل ما علمناك مشهد واجد
من مشاهده وتفطن اخى محمد عاشق
بسر عجيب لا اشك انه من الملاقنة
الحق ان الحج كمال تام من كمالات
ولذلك يظهر فى قلوب الحجاج
ابتهاج بانفسهم ويتحجج وسر
المسئلة ان الوصول الى الله تبارك
وتعالىٰ هو الكمال ولمّا تدلى الحق
الى الحق بنصب الكعبة شعارا من
شعائره كان الوصول اليها هو الوصول

متوجہ ہو آپ کی طرف کوئی انسان اپنی کوشش ہمت
سے اور میری مراد فقط انسان عالی ہمت سے نہیں بلکہ
جو اولوالعزم کسی شے کا مشتاق اور آپ کی طرف متوجہ
ہو اس شے کے قصد اور شوق سے تو آپ تدلی کرتے
ہیں اس کی طرف اور یہی رد سلام اور اجابت درود ہے
یعنی حاصل ہوتے ہے بسبب اس توجہ کے انسان کو
ایک حالت کی شبیہ ہے قصد متجدد کے اور میں بتاؤں
تجھ کو ایک سر عظیم اور وہ یہ ہے کہ اس نسمہ مبارکہ کو تدلی
کے طرف بنانے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ کا بہت قرب
ہو اہل زمین سے اور جو ان سے نیچے ہیں اور یہ بھی
ہے کہ یہ جود تمام نہ ہوتا تھا مگر اسی نسمہ کے توسط سے
اور دیکھا میں نے آنحضرت ﷺ کو بہت خوش
ہوتے، اس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپ
کی مدح کرے اور میں نے دیکھا آپ کو ظاہر فیض
صحبت پہنچانے والا مانند مشائخ صوفیہ کے مجلس افاضت
میں اور میں آپ کے حضور میں ہوں اور یہ سب جو
میں نے بتایا ایک مشہد ہے مشہدوں میں سے اور بھائی
محمد عاشق کو خوب معلوم ہوا ایک سر عجیب میں یقین
کرتا ہوں کہ وہ حق کی طرف سے ہے یہ کہ حج ایک
پورا کمال ہے اور کمالوں میں سے اور اسی واسطے
حاجیوں کے دل میں بہت خوشی ہوئی ہے اور اس مسئلہ
کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک وصول ہی تو
کمال ہے جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی طرف کعبہ
شریف کے قائم کرنے سے اور اس کو شعائر اللہ سے
ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کی طرف وصول اللہ ہی

الی الحق بحسب المسافة فالوصول الی الله علی وجوه والوصولُ بالمسافة ینتهی بالحج والله اعلم.

مشهد آخر سالته صلی الله علیه وسلم عن معنیٰ قوله کنت نبیا وآدم منجدل بین الماء والطین وما کان هذا السوال بلسان المقال ولا الاخطار بالبال بل ملأت روحی شوقا وتروعا الیٰ هذا السر ثم الصقتها بجنابه اشد ما اقدر فامتلأت منه بصورة مثالیة فارانی صورته الکریمة المثالیة بل ان یوجد فی عالم الاجسام ثم ارانی کیفیة انتقاله الیٰ هذا العالم من عالم المثال وارانی اشباح الانبیاء المبعوثین وکیف افیض علیهم النبوة من حضرة التدبیر حذو ما افیض علیه فی عالم المثال من تلک الحضرة وارانی اشباح الاولیاء وکیف یفاض علیهم العلوم والمعارف بعده فوضح لی الامر واستبان ووعیت عنه ما افاض علی من صورة المثالیة وفطنت بما اراد فی تلک الافاضة فها انا افسر لک ما فطنت اعلم ان الله تبارک وتعالیٰ تدلیا عظیما متوجها الی الخلق به یهتدون والیه یلجاؤن وهذا التدلی له فی کل برهة من الزمان شان فیبرز الی الخلق برزة بعد برزة وکلما برز برزة ظهر فی العالم عنوان

کی طرف وصول ہوا۔ بحسب مسافت اور وصول الی اللہ کے بہت سے طریقے ہیں لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہے واللہ اعلم۔

مشهد آخر میں نے آنحضرت ﷺ سے اس حدیث شریف کے معنی دریافت کئے جو آپ نے فرمایا ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام آب وگل تھے کہ میں نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق وآرزو سے میری روح بھری ہوئی تھی پھر میں ملا انجناب سے جہاں تک مین قدرت رکھتا تھا اور آپ کی صورت مثالیہ کے قریب پس آپ نے دکھائی اپنی وہ صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم اجسام کی پائی جاتی تھی پھر دکھائی مجھ کو کیفیت اس عالم میں آنے کی عالم مثال سے اور دکھائیں مجھ کو صورتیں انبیاء مبعوثین کی اور یہ کہ کس طرح ان پر افاضہ ہوئی نبوت حضرت تدبیر سے مقابل اس کے جو ملے آپ کو عالم مثال میں اس حضرت سے اور دکھائیں مجھ کو صورتیں اولیاء کی اور یہ کہ کس طرح ان کو ملے علم اور معرفت بعد اس چیز کا جو مجھ کو حال معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوگیا اور میں ظرف بن گیا، اس چیز کا جو مجھ کو ملا صورت مثالیہ سے اور میں نے جان لیا جو آپ نے اس افاضہ میں چاہا میں اب بیان کرتا ہوں تم سے جو میں سمجھا جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تدلی عظیم خلق کی طرف متوجہ ہے اسی سے سب ہدایت پاتے ہیں اور اسی کی التجا کرتے ہیں اور اسی

لتلک البرزة وهو الرسول المبعوث الى الخلق بالامر والنهى والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان وتلک البرزة حقيقة فاذا برز برزة ظهر فى الناس وعلوم ومعارف تناسب تلک البرزة وان لم يعلموا انها فائضة منها وانها تناسبها واللذين ظهر عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الاحبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلک وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارک وتعالىٰ فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة والربانية فالقومان جميعا آخذان من تلک البرزة علموا او لم يعلموا وهذه هى المنة العظمىٰ لا اخبار الرسول فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالىٰ ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا النوع البشر فارادة خلقه انما هى ارادة خلق البشر جميعا تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم اى هيكله المثالى امكن من نفسه لانطباق هذا التدلى بحسب برزة من البرزات فانطبق عليه شبيها من انطباق الكلى على الجزئى وذلک لسابق عنايته الله به والناس ليوجد

تدلی کی ہر ایک دراز زمانہ میں شان ہے کہ خلقت کی طرف یکے بعد دیگرے ظہور کرتی ہے اور جب ظاہر ہوتا ہے کوئی ظہور تو عالم میں اس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے اور اسی سے مراد رسول ہے جو بھیجا جاتا ہے خلقت کی طرف اللہ کے امر ونہی اور شریعت کے ساتھ بس رسول اور وہ جو احکام لائے عنوان ہیں اور وہ ظہور حقیقت ہے جب کوئی ظہور ہوتا ہے تو لوگوں میں علوم و معارف پھر اس ظہور کے مناسب ہوتے ہیں اگرچہ لوگ نہ جانیں کہ وہ فائض ہیں اس ظہور سے اور اس کے مناسب ہیں اور جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام رسول اللہ ﷺ سے استنباط کر سکتے ہیں تو ان کو احبار اور رہبان کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ ایسے نہیں ہیں اور ان کی ہمت ہے علم حاصل کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ سے تو وہ لوگ حکمائے محدث اہل حکمت ربانی ہیں تو دونوں فرقے اس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں اس بات کو جانیں یا نہ جانیں اور یہی بڑا احسان ہے نہ اخبار رسول کہ اس کو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے وہ نوع بشر کے باپ ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریت نے حرکت کی مثال کی طرف جو اجسام کے مناسب ہے تو پیکر ہمارے نبی ﷺ یعنی آپ کی پیکر مثالی بہت ممکن ہوئے اپنی ذات کی رو سے منطبق ہونے کو اس تدلی کے موافق ظہور کے

لهم غياث بعد لفيضان رحمة الله يوم
الحشر ولعقد تشريع عليهم وذبدوى
فاسده عنهم اذا احتاجوا الىٰ ذلك اشد
حاجة فهٰذا معنى كونه صلى الله عليه وسلم
نبينا قبل تسوية آدم عليه السلام ثم لما
وجدت اشخاص البشر واختلف طرايقهم
فمن مفرط من مفرط اتقضى التدبير
الالٰهى ان يسوى امرهم فانطبق التدلى
على رجل من طولاء الاشخاص فاوحى
اليه ما فيه صلاح قومه وبرز ببعثه برزة ما
من البرزات فانما المنطبق عليه من هذا
النبى هو وجوده البشرى وانما كان فى
المثال حكاية انه يستعد لذلك فيفاض
استعد له واما نبينا صلى الله عليه وسلم
فكان الانطباق فيه بالفعل لا على الحكاية
ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم فى
الخارج برز بيروزه برزة من برزات التدلى
وتلك البرزة كانت مشتملة على قوة
مثاليته فتلبست البرزة لباس المثال وسد
الآفاق وما كان التدلى قبل بارزا بلباس
المثال وان كان نفس المثال لابد منه فى
الموجود وانما اعنى ان المثال لم يكن بين
الله وبين خلقه بحسب بروز هذا التدلى
قبله عليه الصلوٰة والسلام واما بعد فامتلا
الجوّ وامتلات السمٰوات والارضون

ظہورات میں سے پس منطبق ہوگئی اس پر ارزوئے
شبیہ کے جیسے کلی منطبق ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سب
اللہ تعالیٰ کے سابق عنایت سے ہے ان پر اور لوگوں
پر تاکہ پایا جاوے ایسا مددگار کہ معین ہو فیضان
رحمت خدا کا حشر کے روز اور ان کی شریعت کے
منعقد کرنے والا اور واسطے ہٹا دینے کے ان سے
امراض فاسدہ جب ان کو اس کی حاجت ہو بہت
سخت حاجت پس یہ معنی ہیں آدم سے پہلے کے
آنحضرت ﷺ کے نبی ہونے کے پھر جب موجود
ہوئے اشخاص بشری اور ان کی طریقے مختلف ہوئے
کوئی افراط کرنے والا کوئی تفریط کرنے والا تو
تدبیر الٰہی نے چاہا کہ ان کے کام میں اعتدال
آجائے تو منطبق ہوئی تدلی ان شخصوں میں سے ایک
شخص پر اور وحی کی اس پر وہ باتیں جس میں اس کی
قوم کی صلاح و درستی ہو اور ظہور کیا اس کے بعثت
سے ایک بروزہ نے پس اس شخص پر اس نبی کا وہی
وجود بشری ہی منطبق ہے اور بیشک وہ مثال میں
حکایتا تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے اس کے پس افاضہ
کیا جتا ہے وہ جس کی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے
نبی ﷺ میں اسی وقت منطبق تھا، حکایتا نہ تھا پھر
جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا
برزات تدلی سے ایک بروزہ اور وہ بروزہ مشتمل تھا
قوت مثالیہ پر اس بروزہ نے لباس مثال کو پہنا اور
آفاق کو درست و سدید کردیا اور پہلے تدلی کا بروز
مثال کے لباس میں نہ تھا اگرچہ نفس مثال کا موجود

بالهيكل المثال للتدلى وما من آخذ علما او معرفة او حالا الهيا او كمالا الا وماخذه القريب هذا الهيكل المثلى علم او جهل فكان عليه الصلوٰة والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوية بعده لا حقيقة عليه السلام التى بعثته كالعنوان لها هى هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض عن حضرت التدلى وان كانوا فى عالم الاجسام واما الاولياء فانما ياخذون عن برزة مثالية هى حقيقة بعثته عليه السلام وما ميزت شخصا من اولئك الاشخاص عن السر ابراهيم عليه السلام فانه انعقدت نبوته فى الروح انعقادا اضعف من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر التدلى ببعثته برزة روحية ظهورا اضعف من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبى ولا محدث الا فى ملكه ولما تنقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت البرزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت راسا وافيضت العلوم والمعارف فيضانا ثجاجا لانها فى الاكثر منعقدة فى المثالى.

ہوتا تھا اور تحقیق اس سے مراد میری یہ ہے کہ مثال نہ تھی بحسب ظہور اس تدلی کے آنحضرت ﷺ سے قبل درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن بعد میں پر ہوگیا جو اور سب آسمان اور زمان ہیکل مثالی تدلی سے پھر جس کو حاصل ہو علم یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال تو اس کا ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے نبی ﷺ خاتم النبیین اور منقطع ہوگئی آپ کے بعد نبوت اس لئے کہ حقیقت آنحضرت ﷺ کے جبکہ مبعوث مانند عنوان نبوت کے تھے وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ تھا جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو تم کو معلوم ہوگیا کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور سب انبیاء کو فیض اس تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام میں تھے اور اولیاء اللہ حاصل کرتے ہیں فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت بعثت آنحضرت ﷺ ہے اور مجھ کو تمیز نہیں ہوا کوئی ان اشخاص میں سے اس راز کا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ ان کی نبوت عالم روح میں منعقد ہوئی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام کے ضعیف ظہور برزہ مثالیہ سے وقت بعثت ہمارے نبی ﷺ کے اور اسی واسطے آپ کے بعد نہ ہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آپ کی ملت میں اور نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزہ مثالیہ بہت روشنی کے ساتھ اور منقطع ہوگئی، نبوت بالکل اور افاضہ ہوئی علوم اور معرفتیں اچھی طرح اس واسطے کہ وہ اکثر طور پر منعقد تھے مثال میں۔

تحقیق شریف فان قلت ما الحکمة فی کون الناس فی الزمن الاول بعد آدم علیه السلام ما یلین الیٰ جهود القریحة وخمود الطبیعة مخلدین الی الاحکام البهیمة یستنبط حینئذ من الارتفاقات الا القلیل ولا من العلوم المحاضریة الطبیعة ولاالٰهیة الا القلیل النادر مع طول اعمارهم وکثرة امعانهم وخوضهم ثم لم یزل من بعد ابراهیم علیه السلام یزید قلیلا قلیلا فی الیونان والروم والفارس وبنی اسرائیل والمغرب والعراق والعرب حتی وجد سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فثج بعده العلوم ثجا ونبع منهم العلوم الحکمة والفنون الادبیة والمحاضریة والعلوم الشرعیة بحیث لا انتها لها ولا ارجا قلت ان لله تبارک وتعالیٰ تدلیا عظیما امتلاء منه السمٰوات والارضون وحقیقة معرفته الشخص الاکبر بربه فانما لما عرف رب حق معرفته وتصوره کما ینبغی من تصورة ارتسمت فی مدرکته صورة شالخة تحکی جلال الله وعزه علیٰ وجهه وهٰذه الصورة دائمة ما دام الشخص الاکبر وهی منطبقة علی الله وحاکیة له اتم حکایة واوفقها بما فی نفس الامر ثم لما وجدت العناصر والافلاک فی الطبیعة الکلیة

تحقیق شریف اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند ذہن و سرد طبع و بہائم سیرت ہوئے کسی نے اس وقت ارتفاقات کا استنباط نہ کیا مگر قلیل آدمیوں نے اور نہ علوم محاضرات طبعی والٰہی ان کو حاصل ہوئے، مگر شاذو نادر کو باوجود یہ کہ عمریں بڑے بڑی پائیں اور فکر وخوض بہت کئے پھر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھوڑی تھوڑی، بڑھتی گئی یونان و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب اور عراق اور عرب میں یہاں تک کہ پیدا ہوئے ہمارے رسول اللہ ﷺ پھر تو علوم دریا رواں ہوگئے اور ان سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ اور محاضر یہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جن کی انتہا ہے نہ حد میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک تدلی عظیم ہے جس سب آسمان اور زمینیں پُر ہیں اور اس کی حقیقت شخص اکبر کا اپنے رب کو پہچاننا ہے پس جب اُس نے اپنے رب کو پہچانا جیسا اس کے پہچاننے کا حق تھا اور اس کا تصور کیا جیسا چاہیے اس کا تصور کرنا تو اس کے مدکہ میں ایک صورت عالیہ منتقش ہوگئی جو یاد دلائے اللہ تبارک وتعالیٰ کا جلال وعزت جو اس کے شایان ہے اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت قائم ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر منطبق ہے اور اس کی پوری طور پر یاد دلانے والی اور نفس الامر کے بہت موافق ہے پھر جب پیدا ہوئی عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ میں تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ تھی اس صورت میں اس طرح جیسی

كانت هذه الطبيعة محفوظة فيها كان
تحافظ الطبيعة الارضية في المعدن
والنبات والحيوان والانسان وكانت
خواصها ومقتضياتها وقواها ايضا محفوظة
بانحفاظ نفسها ثم لما وجدت المعادن
والنباتات والحيوانات والانسان كانت
طبائع العناصر والافلاك محفوظة فيها
وليست هذه الا كالمرايا لظهور خواصّ
الافلاك وحركاتها والنعاصر وطبائعها
وكانت طبيعة كلية بما معها من القوى
محفوظة في الافلاك والنعاصر فكل فرد
من الانسان في جذر فواده جوهر نفسه
واسر تحققه معرفة بربه الا انها في حجب
كثيرة اذ لوح نفس الانسان عرضة لظهور
حكم كل طبيعة من طبايع الامهات
والمؤمنان وبقدر انطباع تلك الصور
ينتقص صفائها ويختفي حكم نقطة التدلي
الذي هو الحبل الذي من تمسك به
عرف ربه فتلك الحجب المتراكمة
بعضها فوق بعض فمن رزق التنبه بحقيقة
الحقائق وعرف انفسارها الى الطبيعة
الكلية واجزائها فمثل نور الله عنده
كمشكوٰة فيها مصباح المصباح في
زجاجة الآية استنارت الحجب كلها بنور
الاصل واستضائت بضوئه وكانت له في

طبیعت ارضیہ محفوظ ہے معدن اور زوئیدگی اور حیوان
اور انسان میں اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوا
بھی محفوظ ہیں ساتھ انحفاظ اپنی نفس کے۔ پھر جب
پائے گئے معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان
تو طبائع عناصر و افلاک ان میں محفوظ تھے اور نہیں یہ
مگر مانند مریا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات
افلاک اور عناصر اور اس کے طبائع کے اور طبیعت
کلیہ معہ اپنی قوا کے افلاک و عناصر میں محفوظ تھی تو ہر
فرد انسان کے اصل دل اور جو ہر نفس اور بنیاد تحقیق
میں اپنے رب کے معرفت تھی مگر بہت سے پردوں
اور حجابوں میں اس واسطے کہ لوح نفس انسان سرمایہ
ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع امہات
ومولدات سے اور بقدر منقش ہونے ان صورتوں کے
ناقص ہوجاتی ہے، صفائی اس لوح نفس انسان کی اور
پوشیدہ ہوجاتا ہے حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی وایک ایسی
رسی ہے کہ جو اس کو پکڑے اپنے رب کو پہچان لے
پس وہی حجاب ہیں کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے
ہیں تو جس شخص کو نصیب ہوگیا تنبہ حقیقت الحقائق پر
اور جان لیا اس نے انفسار تدلی کا جو طبیعت کلیہ اور
اس کے اجزاء کی طرف ہے، تو اس کے نزدیک اللہ
کے نور کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک چراغ روشن
جو شیشہ کی قندیل میں ہو کہ کل حجاب نور اصل سے
اور اس کی روشنی سے روشن منور ہوگئے اور وہ حجاب
اس کو معرفت الٰہی میں مفید ہوگئے نہ مضر اور جس
شخص کو نصیب نہ ہو اتنبہ حقیقت الحائق پر اور اس

معرفة لا علمية ومن لم يرزق التنبه لها لم يعرف انفسارها فمثل ظلماته المتراكمة كظلمات بحر لجي يغشاه موج من فوقه موج من فوقه سحاب الآية واذا تمهد هذا فاعلم انه بقدر اعداد المعدات تظهر هذه النقطة وآثارها وكلما كان الاعداد اتم واوفر كان ظهورها اصرح وابين ومن المعدات الملاء الاعلىٰ ولست اعنى بهم الملائكة فقط بل اعظمهم واشبههم نفوس الكمل حين طرحت عنها جلابيب ابدانها الكثيفة فكل من مات من الكمل يخيل الى العامة انه فقط من العالم ولا والله ما فقد بل تجوهر وقوى فكل سيد من سادات الملاء الاعلىٰ يوفق لقدح الحجب المتراكمة والوصول الىٰ هذا.

التدلى فيدخل موج من هذا التدلى فى شرجة هذه النفس فيمتلى النفس بمعرفة الله ثم يعود الموج الى هذا التدلى فيتحقق لهذا التدلى تدلىٰ آخر الى ما يلى النفوس البشرية المحبوسة فى اجسادها ويعد العالم لتقريب افاضة المعرفة علىٰ تلك النفوس وهكذا تتراكم انوار الملاء الاعلىٰ وتتزايد اعدادها بعضها يلى الأعلىٰ وبعضها الاسفل وبعضها بين هذا وذاک حتى امتلاء الجو الذى بين ارض هذه

نے جانا اس کے انفسار کو تو اس کی سخت تاریکیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہرے دریا کی اندھیریاں تھپیڑے مارتی ہے اس کو لہر پر لہر اور اس کے اوپر ابر ہے جب یہ تمہید ہوئی جان لینا چاہیے کہ معدات کے شمار کے موافق یہ نقطہ ظاہر ہوتا ہے اور اُس کے آثار اور جس قدر کہ اعداد بہت ہوں گے اتنا ہی ظہور بھی صریح اور ظاہر ہوگا اور معدات میں سے ملاء اعلیٰ پورے ہیں اور میری مراد اس سے فقط فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہیں اس سے جس وقت ان کے بدن کثیف کی چادریں اتار ڈالی جاتی ہیں تو جب کوئی کاملیں میں سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہیں کہ وہ عالم سے گم ہوگیا خدا کی قسم وہ گم نہیں ہو پس ہر ملاء اعلیٰ کے ہر سردار کو حجاب متراکمہ قطع کرنے اور اس تدلی کی طرف پہنچنے کی توفیق نہ دی جاتی ہے۔

پھر اس تدلی کی ایک موج اس نفس کے سرچہ میں داخل ہوتی ہے تو نفس اللہ کی معرفت سے بھر جاتا وہ موج اس تدلی کی طرف عود کرتی ہے پھر متحقق ہوتی ہے اس تدلی کے اس چیز کی طرف کہ قریب سے ان نفوس بشریہ کے جو اجسام میں ہے اور آمادہ کرتی ہے عالم نفوس بشریہ پر معرفت کا افاضہ کرنے کی تقریب کے واسطے ایک دلی جو عود کرے اور اسی طرح متراکم ہوتے ہیں انوار ملا اعلیٰ کے اور بڑھتے جاتے ہیں اعداد ان کے بعضے قریب اعلیٰ کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے قریب اعلیٰ کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے ان دونوں

النفوس وبين سماء تلك المعرفة فلذلك يكون معرفتهم في آخر الزمان اسرع ما يكون واصرح ما يكون والىٰ هذه الدقيقة اشار النبي صلى الله عليه وسلم حيث قال اذا اقترب الزمان لم يكد رؤيا المؤمن يخطى اى اذا اقترب من القيامة وكذلك في الطبيعة العرشية علوم الارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس والانواع فكل من برع في استخراج الارتفاقات انما استمطر الجود عما هنالك واذا ارتسخ هذا الفيض في قلب ثم عاد الى منبعه ظهر لتلك الطبيعة بحسب هذا الكمال تدلى الىٰ سائر النفوس البشرية وسهل انطاع تلك العلوم واذا مات هذا البارع لا يفقد هو ولا ابراعته ولا هذه الشرجة بل كل ذلك بحاله والافراد هذه النفوس يعد بعضها لبعض ونسبتها في الطبيعة الانسانية المتجسدة في المثال بشخص واحد كنسبت القوى والصور الخيالية فكما ان المقدمات الفكرية تعد لفيضان النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد لمن كان ساعر الناس وهذا المعرفة معانى قولنا فى القصيدة اللامية شهدت تداوير الوجود جميعها تدور كما دار الرحى المتمائل.

کے درمیان یہاں تک کہ پر ہوجاتا ہے جو ان نفوس کے زمین اور معرفت آسمان کی بیچ میں ہے اور اسی واسطے کاملین کی معرفت آخر زمانہ میں پہلے سے زیادہ سریع اور مصرح ہوتی ہے اور اس دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے نبی ﷺ نے جیسا کہ فرمایا ہے: جس وقت زمانہ قیامت قریب تو مؤمن کے خواب جھوٹے نہ ہوں گے اور اسی طرح طبیعت عرشیہ میں علوم ارتفاقات انسانیہ موضوع ہیں نہ ارتفاقات ہر نوع بلکہ احکام جمیع نفوس بس جو کوئی استخراج ارتفاقات میں کامل و فائق ہوا اس نے یہیں سے فیض پایا اور جب یہ فیض اس کے قلب میں راسخ ہوگیا۔ پھر عود کیا اپنے منبع کی طرف تو ظاہر ہوا واسطے اس طبیعت کے بموجب اس کمال کی تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے اور آسان ہوگیا ان علوم کا منقش ہونا پھر جب مرتا ہے وہ کامل و فائق تو گم نہیں ہوتا وہ اور نہ اس کا کمال و فضل اور نہ وہ شرجہ بلکہ سب بحال خود رہتے ہیں اور ان نفوس کے بعض افراد معد ہوتے ہیں بعض کے واسطے اور اس کی نسبت شخص واحد کے ساتھ طبیعت انسانیہ میں جو متجسد فی المثال ہے ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کی اور جیسے مقدمات فکریہ معد ہوتے ہیں فیضان نتیجہ کے واسطے اسی طرح نفوس زکیہ معد ہوتی ہیں تمام آدمیوں کی پاکی و صفائی کے واسطے اور یہ معرفت معانی میں سے ایک معانی ہے جو قصیدہ لامیہ میں ہے اور وہ یہ ہے: شهدت تداوير الوجود جميعها تدور كما دار الرحى المتمائل.

مشاهد اخرى على الاجمال ما توجهت قبل قبره عليه الصلوٰة والسلام الا ورايته حاضرا ظاهرا اما بان انفح بصر روحى فرايته على ما هو واما ان تاثرت نفسى منه تاثرا فكان ذلك الاثر حاكيا عنه فيومًا توجهت اليه ونفسى ملأنى من الشوق الىٰ ظهور حقيقة ما خصصت به من معارف مراتب الجود واستنباط معارف الشرايع من قبل تفتيش جبال النفوس فلصقت نفسى بنفسه عليه الصلوٰة والسلام وامتلات ابتهاجا بتلك العلوم وثلجًا بها ويوما افيض على نظر الحق فانه شىء خصص به النبى صلى الله عليه وسلم من الانبياء لما بينا من هيكل التدلى واختصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع لون هذا النظر فى نفسى معرفة حينئذ نفسى كانها ينظر اليها الله تبارك وتعالىٰ ويقنت ان من خواص هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس فى مكان يذكر فيه ربه الا تبعته السموات والارضون لا سيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجوّ الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة انه ليس انطباعا

مشاهد اُخریٰ علی الاجمال میں جب متوجہ ہوا روضہ رسول اللہ ﷺ کی طرف تو آپ کو حاضر ظاہر دیکھا یا یہ کہ میری روح کی آنکھ کھل گئی ہے تو آپ کو دیکھا ہے جیسے آپ ہیں اور یا میرا نفس متاثر ہوا ہے اس سے اور یہ اثر حاکی ہے آپ کا سوا ایک روز میں متوجہ ہوا آپ کی طرف در حالیکہ میرا نفس شوق سے بھرا ہوا تھا ظہور حقیقت اس شے سے جس سے میں خاص ہوا یعنی معارف مراتب اور استنباط معارف شریع قسم دریافت حاصل نفوس سے تو میرا نفس آنحضرت ﷺ کے مبارک نفس سے قریب اور ان علموں کی خوشی اور سرور سے پر ہوگیا اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی نظر حق وہ ایک شے ہے جس سے خصوصیت ہے آنحضرت ﷺ کو کل نبیوں سی نسبت اس ہیکل تدلی کے جو ہم بیان کر چلے ہیں اور اس کا خاص کے جو ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کا خاص ہونا اور ان کا منتقل ہونا ناسوت کی طرف ان کے منتقل ہونے کے ساتھ تو میں بہت شدت سے متوجہ ہوا آنحضرت ﷺ کی طرف تو میرے نفس میں منطبع ہوا لون اس نظر کا تو پہچانا میں نی کہ گویا میرے نفس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نظر کر رہا ہے اور یقین کیا میں کہ اس نظر کے خواص میں سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اس کی پیروی کرتے ہیں سب آسمان اور زمینیں خصوصا اجزا زمین کے نیچے تک اور اجزا ہوا کے ساتویں آسمان تک بلکہ عرش تک اور وہ جب قرار پکڑی تو قطب ہوجاتا ہے اور میں نے دریافت کیا کہ

كهيئة الانطباعات بل دخل في جوهر
الروح وديدن النفس ويوما تبد الىّ
النور كهيئة اهل الملاء السافل
ورايته ينبع من قبره صلى الله عليه وسلم
ينبوعًا ثجاجًا.

مشهد آخر بينما انا اصلى سبحة
الضحى في مصلى النبي صلى الله عليه
وسلم بين المنبر والقبر اذ تجلىٰ الى السر
الذى استفدت اصله من حقيقة الكعبة
وهو قرب الملاء الاعلىٰ ومخ العبادة
ففطنت حينئذ مراد النبي صلى الله عليه
وسلم من قوله: اما السجود فاجتهدوا في
الدعاء وقوله لبعض اصحابه اعنى علىٰ
نفسك بكثرة السجود فهٰذا القرب لا
يحصل الا بالدعاء وتضرعا والحاحا بين
يدى المولى وتزللاً على بابه واعتصامًا
باعتابه ولا يحصل حتىٰ يجتهد في الدعاء
في السجدة لان السجود شبح لهٰذا
القرب ولكل شبح الى حقيقته شارع من
جوهره والرحمة العامة اذا توجهت الى
البشر وارادت الافاضة عليهم كان
التعرض لنفحاتها والتمكن لحلولها
والتهيء لتحققها اعانة لها تتميمًا لمرادها
ولما كان السجود اقرب حال الى التعرض
لنفحات الرحمة امر النبي صلى الله عليه

یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے
جو ہر روح وطبیعت ونفس میں اور ایک روز میری طرف
ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل کے
اور میں نے اسے دیکھا کہ روضۂ رسول اللہ سے ایک
چشمہ کی مانند شدت سے جوش کر رہا ہے۔

مشہد آخر ایک روز میں نماز چاشت پڑھ رہا تھا
نماز گاہ رسول اللہ ﷺ اور روضہ مقدس کے کہ یکایک
ایک اسرار نے تجلی کی مجھ پر کہ اس کی اصل کو کعبہ
شریف کی حقیقت سے میں استفادہ کیا اور وہ قریب ملاء
اعلیٰ کا اور اصل سب عبادتوں کی اس وقت مجھے دریافت
ہوئی مراد آنحضرت ﷺ کی اس آیت شریف سے جو
آپ نے فرمائی۔ اما السجود فاجتھدو فی الدعا
اور جو آپ نے فرمایا ہے بعض صحاب سے۔ اعنی علی
نفسک بکثرت السجود پس یہ قرب حاصل نہیں
ہوتا مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور
نظراح کے آگے اپنے مولا کے روبرو سر جھکانے اور اس
کے دروازہ پر ناک رگڑنے اور اس کا آستانہ پکڑنے
سے اور نہیں حاصل ہوتا جب تک سجدہ میں دعا کرنے
کی کوشش نہ کرے اس واسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد
ہے اور ہر کالبد کے واسطے اس کی حقیقت کی طرف ایک
شاہراہ ہے اس کو جو ہر سے اور رحمت متوجہ ہوتی ہے
انسان کی طرف اور ان پر افاضہ کا ارادہ کرتی ہے تو اس
کی خوشبوؤں کا پیش آنا اس کی حلول کا متمکن ہونا اور
اس کی تحقیق کا آمادہ ہونا مدد ہوجاتا ہے اس رحمت کا
اور اس کی مراد کے پورا ہونے کا سبب اور چونکہ سجدہ

وسلم باكثاره خاصة فهو ان حقيقة قوله:
هل تضارون في القمر ليلة البدر قالوا لا
قال فكذلك ترون ربكم فلا تغلبن على
صلوٰة قبل طلوع الشمس وصلوٰة قبل
غروبها وهي اع التدلي المتجلي يوم
القيامة هو الذي يكون قبل وجه المصلي
اذا صلى وهو الذي يقاصم العبد في
الصلوٰة ويجاده لكن جلباب البدن يمنع
الناس ان يبصره ببصر الروح وان يغلب
هذه البصر بصر الجسد فاذا كان يوم
القيامة وكشف الحجاب استقل بصر
الروح واتبع بصر الجسد وليست نشاة
الاخرىٰ الا من بقايا نشاة الدنيا ولا فرق
بين الروية ببصر الروح التي برزقها
الافراد في هذه الدار وبين الاخروية التي
تعم المسلمين الا بطرح الجلباب ثم
رايت كل آية وكل حديث بحرا مواجا فيه
من الاسرار ما لو كتبت شرح سر واحد
منها في مجلدات لما احاطته ورايت
الاسرار المخفية مبتذلة في اشارات
القرآن والسنة فقضيت العجب كل
العجب فتجلى لي عقيب ذالك التدلي
الاعظم فرايته غير متناهي الارجا
ورايت نفسي غير متناهية ورايتني قابلت
غير المتناهي بغير المتناهي فابتلعته

بہت قریب تھا نفحات رحمت کے پیش آنے کا اس
واسطے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ نے واسطے کثرت سجود کے
خصوصا اور مجھ پر ظاہر ہوئی حقیقت حدیث شریف کی
جواب آپ نے فرمائی ہے هل تضارون في القمر
ليلة لبدر قالو الاقال فكذلك ترون ربكم فلا
تغلبن على صلوٰة قبل طلوع الشمس وصلوٰة قبل
غروبها۔ اور وہ حقیقت ہے قیامت کے دن جو تدلی
جلوہ کرے گی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے نماز
پڑھنے میں مقاسم اور مجادب ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ
بدن انسان کو روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہیں
آتی تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائے گا تو
روح کی آنکھ مستقل ہوجائے گی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہ
جائے گی اور عالم آخرت بقایا ہر نشاہ دنیا کا اور کچھ فرق
نہیں روح کی آنکھ سی دیکھنے میں جو دنیا میں سب کو
حاصل ہوجاتی ہے اور عاقبت میں عام مسلمان دیکھیں
گے مگر پردہ کی آنکھ اُٹھ جانے سے پھر میں نے دیکھا
ہر آیت اور ہر حدیث شریف کو اسرار کا ایک دریائے
مواج کہ اگر ان میں سے ایک سر بھی لکھا جائے تو بہت
جلدوں میں نہ آسکے اور میں نے دیکھے اسرار خفیہ جو
اشارات قرآن شریف اور حدیث شریف میں محفوظ ہیں
اور میں کمال متعجب ہوا پھر اس کے بعد جلوہ گر ہوئی مجھ
پر تدلی اعظم اس کو میں نے دیکھا کہ اس کی حد ہی نہیں
ہے اور میں اپنے کو دیکھا غیر متناہی اور میں نے معلوم
کیا اپنے تئیں کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی
کے میں وسب نگل گیا ایک ذرہ بھر بھی نہ چھوڑا پھر میں

كله لم اغادر منه مقدار ذرة فرجعت الىٰ نفسي وتحيّرت من عظمها وكبرها وسعتة ثم سرى عني فاذا انا ملان من النور يلدرّ عليّ من فوقي ومن تحتي وعن يميني وعن شمالي بل رايته ينبع من قلبي وعيني ويدي وسائر جوارحي فكان هذا آخر هذا المشهد.

رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور متحیر ہوا اس کی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم مجھے پوشیدہ ہوگئی تو اس وقت میں نور سے بھرا ہوا تھا جو میرے اوپر اور نیچے اور میرے دائیں اور بائیں سے پڑ رہا تھا میں نے اسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے آنکھوں اور میرے ہاتھوں سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا اور یہ اُس مشہد کے آخر میں تھا۔

مشهد آخر غاب عني الهيكل المثالي وتجلى حقيقة روحه صلى الله عليه وسلم متجردة عن الالبسة التي كانت لبسها حتىٰ بعض اجزاء النسمة ووجدتها حينئذ كما كنت وجدت بعض ارواح الاولياء المتقدمين جدا فتحت من روحي صورة متجردة علىٰ شاكلتها وشاهدت من الانجذاب والشموخ ما لا يقدر اللسان على وصفه.

مشہد آخر غائب ہوگئی مجھ سے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھ پر حقیقت روح مبارک رسول اللہ ﷺ کے پاک اور مجرد ان لباسوں سے جو پہنے تھے یہاں تک کہ بعضے اجزاء نسمہ بھی اور میں نے اس وقت پایا اس کو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو پھر میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اس کی شکل کی اور میں نے مشاہدہ کیا انجذاب وبلندی کو اس قدر کہ زبان اس کی وصف پر قادر نہیں۔

مشهد آخر استفدت من صلى الله عليه وسلم ان اتسعت نفسي حتى لحقت بوراثته بالبرزة المثالية للتدلي الاعظم التي انتقلت الى الناسوت مع انتقاله صلى الله عليه وسلم واتصلت بها وافضيت اليها وخالطتها ورايتني شبحا لها من الشبحين احدهما الاتم الاعم القريب الى حضرت الوجود الخارجي والثاني نسبته الى الاول كنسبة مخرج المذهب الى صاحب

مشہد آخر استفادہ کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہ وسیع ہوگیا میرا نفس یہاں تک کہ لاحق ہوا میں آپ کی اس وراثت سے تدلی اعظم کی برزہ مثالیہ کو جو منتقل ہوا ساتھ آپ کے منتقل ہونے کے طرف ناسوت کے اور میں متصل ہوگیا اور پہنچا اور مخلوط ہوگیا اس برزہ سے ایسا کہ تو دیکھے میں ایک کالبد ہوں دو کالبدوں میں سے کہ ایک ان کا اتم اور اعم قریب حضرت وجود خارجی سے اور دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے مذاہب

المذاهب وهو قريب الى حضرت الموجود العلمى وسميت حينئذ بالزكى وبآخر نقاط العلم وعرف حينئذ ان من خالطها وافضى اليها كما خالطت واوضيت اى دخلت فى جوهر روحه كمثل دخول اليادداشت فى جوهر النفس بان تنشرح اليقظة التى جبل عليها الانسان به فمن شعب مقامه المجددية والوصاية والقطبية واماطة الطريق ان يكون كلمة باقية فى عقبه والسر عميق فتدبر.

مشهد آخر قمت بين يديه صلى الله عليه وسلم وسلمت عليه وتكففت متضرعا لديه الصقت روحى اليه فبرق منه بارق وتلقيه روحى اتم تلقى فى لمحة واحده واقرب من ذلک فتعجبت من سرعة تلقيها والاحاطة باصلها وفرعها وجميع ارجائها فى آن واحد بل اقل من آن وذالک البارق تجلى الحبل الممدود الذى شد به العالم باسره فرايت هذا التجلى دخل فى جوهر روحه واصل هذا الحبل الممدود التدبير الواحد الفايض من المبدء الذى تفصيله العالم باسره وفروعه التدبيرات التفصيلية التى بها يقوم العالم وفطنت ان هذا الحبل هو حقيقة

کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے، حضرت وجود علمی کے اور اس وقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اس وقت میں نے جانا کہ جو مخلوط ہوا اس برزہ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ میں مخلوط ہوا اور فائز ہوا یعنی داخل ہوگیا اس کی جوہر روح میں مانند داخل ہونے یاد داشت کے جوہر نفس میں اس طرح پر کہ کھل جاتا ہے وہ نقطہ جس پر انسان مجبول ہوا ہے پس اس مقام کے شعبے میں سے مجددیت اور وصایت اور قطبیت اور ظریقت کی امانت ہے اور حاصل ہوتی ہے یہ بات کہ ہوجاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق ہے پس غور کر اس کو۔

مشهد آخر میں ایستادہ ہوا روبرو رسول اللہ ﷺ کے اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے آپ کے حضور کے ہاتھ پھلائے اور اپنی روح کو آپ سے ملادیا اور آپ سے ایک نور چمکا کہ میری روح نے بہت اچھی طرح اس سے ملاقات کی ایک لحہ بھر کے عرصہ میں یا اس کے قریب میں نے بہت تعجب کیا کہ کس قدر جلدی ملاقات کی اور اصل و فرع وتمام اطراف کو محیط رہا ایک آن میں بلکہ آن سے بھی کم میں وہ نور ایک تجلی ہے اس حبل ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس میں نے دیکھا یہ تجلی آپ کے جوہر رح مبارک میں داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر داحد ہے جو فائض ہے اس مبدأ سے جس کی تفصیل تمام عالم ہے اور فروع اس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہیں جن سے

الحقيقة المحمدية وما من قطب محدث او نبی مكلم الا وله نصيب منه والله اعلم.

مشهد آخر سلكنی رسول الله صلی الله عليه وسلم بنفسه وربانی بيده فانا اويسيه وتلميذه بلا واسط بينی وبينه ذلک انه ارانی صلی الله عليه وسلم روحه المكرمة فعرفنی بها اذ معرفة المفيض قبل الافاضة فعندی روحه صلی الله عليه وسلم اعرف الاشياء حتی المحسوسات ثم كان اول تسليكه انه افاض علیّ تجليا من تجليات الحق وهو الذی برّز برزة مثالية بوجوده صلی الله عليه وسلم فقبلت هذا التجلی بجوهر روحی واستغرقت فيه وفنيت ثم تحققت به وبقيت ثم افاض ثانيا تجليا آخر هو اصل هذه البرزة المذكورة وهی نقطة فردة جذر افعال الحق فی العالم واصل تدبيراته فيه فقبلت ايضا وفنيت فيه وبقيت به ثم افاض ثالثا نقطة الذات مع لون من الجبروت فقبلتها وفنيت وبقيت ثم افاض رابعًا نقطة منعقدة فی الروحانيات بها اندراج النهاية فی البداية فقبلتها وفنيت وبقيت ثم عرف خامسًا نقطة من

عالم قائم ہے اور اسی سے ہر قطب محدث اور نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم۔

مشهد آخر مجھ کو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ نے میری تربیت فرمائی پس میں اویسی ہوں اور شاگرد ہوں رسول اللہ ﷺ کا بلاواسطہ کسی کے اور یہ بات یوں ہے کہ آپ نے اپنی روح مکرم مجھے دکھائی اور اس سے مجھے عارف بنایا، کیونکہ معرفت مفیض کے افاضہ سے پہلے ہی میرے نزدیک آپ کی روح مکرم اعرف الاشیاء ہے، یہاں تک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپ کا اور وہ وہی ہے جس نے ظاہر کیا سلوک بتانا کہ افاضہ کی مجھ پر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ جو رسول اللہ ﷺ سے ایک برزہ مثالیہ پس وہ تجلی میں نے اپنے جوہر روح میں قبول کی اور اس میں مستغرق ہوگیا اور فنا ہوگیا پھر میں متحقق ہوا اس سے اور باقی ہوگیا پھر اضافہ فرمائی رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ ایک اور تجلی کہ وہ اصل اس برزہ مذکور کی ہے اور وہ ایک نقطہ مفرد ہے اصل افعال حق کا ہے عالم میں اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم میں اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا علام میں اس کو بھی میں نے قبول کیا اور اس میں فنا ہوا اس سے باقی ہوا پھر افاضہ فرمایا رسول ﷺ نے تیسری بار نقطہ ذات کچھ رن جبروت کے ساتھ اس کو قبول کیا میں نے اور فانی اور باقی ہوا میں، پھر چوتھی بار افاضہ فرمایا نقطہ جو منعقد ہے، روحانیات میں اس سے نہایت کا اندراج ہدایت میں ہوتا ہے۔ قبول کیا اور فنا اور بقا حاصل کی

احوال النسمة وكيفياتها محاذية لتلك
نقطة الروحانية كانها هي ففطنت ان من
امكن منها قوى على التاثير في التلميذ
وهي شبيهة بالعزم والجراة لا اقول
عزم شيء اوجراة على شي بل نفس
العزم والجراة فتم الصعود والهبوط
وهذا هو السلوك المختصر الذي
يناسب الجذب وهو الاشبه بحال
الانبياء صلى الله عليه وسلم.

مشهد آخر اعطاني الله سبحانه شبحًا
من طريقة وفي السلوك بواسطة رسول
الله صلى الله عليه وسلم وباشرت اعطائهٖ
روحه الكريمة واطلعني على حقيقة
هذا الشيء الذي اعطاني فعرفتها
حق معرفتها وعرفت انه شبح منها لا
عينها وساحدثك ببعض ما عرفت
والحمد لله رب العالمين.

بيان حقيقت الطريق اعلم ان الله
تعالىٰ يمن على من يشاء من عباده الاولياء
فيهبه طريقة من السلوك وكم من عارف
قد عجز عن هذه النكتة على وجهها فربما
اطلعه الله على اذكار وافكار يصل بها
السالك الى الفناء والبقاء فيقول اعطاني
ربي طريقة من السلوك وصدق فيما قال
حسب ظنه ولكن التحقيق ان الطريقة

پھر پہنچایا مجھ کو پانچویں دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اس
کی کیفیات جو مقابل میں اس نقطہ روحانیہ کے ہے گویا
کہ وہ وہی ہے تو میں نے معلوم کیا جو حاصل کردہ،
اُس کو قوی ہو تاثیر اس کی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے
عزم اور جرأت کے میری اس سے یہ مراد نہیں کہ عزم
کسی شے کا یا جرأت کسی شے پر بلکہ نفس عزم اور نفس
جرأت میری مراد ہے۔ پس تمام ہوگیا صعود اور ہبوط
اور یہ ایک سلوک مختصر ہے کہ مشابہ جذب کے ہے اور
بہت مشابہ ہے انبیاء علیہم السلام کے حال سے۔

مشہد آخر عنایت کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے
رستہ کی سلوک کی صورت بواسطہ رسول اللہ ﷺ کے
اور باعث کا عطا ہوئی آپ کی روح مکرم اور مجھ کو اطلاع
دی اس شے کی حقیقت پر جو مجھ کو عنایت فرمائی، پس میں
نے پہچانا جس قدر حق تھا اس کے پہچاننے کا اور میں نے
جانا کہ اس کی طریق فی السلوک کی ایک صورت ہے نہ
عین اس کا اور عنقریب میں تم سے بیان کروں گا کچھ کچھ
جو میں نے پہنچانا والحمد للہ رب العالمین.

بیان حقیقت الطریق جان لینا چاہئے کہ
اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں میں سے جس پر
احسان کرنا چاہتا ہے تو اس کو عنایت کرتا ہے طریقہ
سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہ نکتہ جیسا چاہیے ویسا نہ
سمجھے۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ اس کو مطلع کرتا ہے کہ
ذکر وفکر پر کہ جس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے
اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سلوک کا طریقہ
عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان کے

ليست عبارة عن تلك الاذكار والافكار
بل هي حقيقة منعقدة في الملاء الاعلىٰ
يقضي الله بها من فوق السموات فينزل
المقضي في الملاء الاعلىٰ فيتقرر هنالك
ثم ينزل الامر على حسبه في الناسوت فالله
تعالىٰ داعية في الملاء الاعلىٰ لا يزال في
الناسوت تمثالها وكرها ومظنتها ما دامت
موجودة فاذا نسخت الطريقة واضمحلت
الداعية لم تر في الناس لها تمثالا ووكرا
ومظنة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على
ان يعدموا هذا الحافظ الذى فتنا انه
وكرلها وما زالوا يقتلون اهلها وحفاظها لم
يستطيعوا ان يعدموه ما دامت الداعية
موجودة ولو اجتمع اهل الارض جميعا
علىٰ يقيموا عوجا ويصلحوا ما فسد منها
علىٰ حين فترتها واضمحلالها لم
يستطيعوا ان يقيموه حينئذ ومثلها كمثل
نجوم السماء لا تزال تطيع اشكالها في
الحياض والجواب ايا كان ليس في قوى
البشر ان يصدوا المياه عز ذلك فتلك
الداعية هي الطريقة متىٰ ما قضىٰ بها الله
تعالىٰ لعبد فقد قضىٰ له بالطريقة ثم تشريح
هذه الحقيقة المنعقدة وبيان اجزائها
واركانها لا يمكن الا لفاطن شديد الفطانة
وهاك ما فهمني ربي يجيء من مدد

موافق سچا ہے، مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت اس ذکر وفکر
سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے جو ملاء
اعلیٰ میں منعقد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو حکم کرتا ہے
آسمانوں پر سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلیٰ میں
اور وہاں ٹھہرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اس کے
موافق عالم ناسوت میں، پس اللہ تعالیٰ کا ایک داعیہ
ہے ملاء اعلیٰ میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اس کی صورت
اور آشیانہ اور جائے ہے جب تک وہ موجود ہے اور
جب منسوخ ہو جاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ
تو نہیں نظر آتی لوگوں میں اس کی تمثال اور آشیانہ اور
جائے، پس اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہیں کہ
معدوم کردیں اس نگہبان کو جو ہم نے بیان کیا کہ
آشیانہ وار جائے ہے اس کی اور ہمیشہ اس کے اہل
سے اور نگہبانوں سے مقاتلہ کریں تو ہرگز نہیں معدوم
کرسکتے جب تک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر اہل
زمین جمع ہوکر چاہیں کہ اس طریقہ کی کجی کو سیدھا
کردیں اور اس کے بگاڑ کو سنوار دیں تو سیدھا کرنے
کا اور سنوارنے کا اس وقت مقدور نہیں ہے اور مثال
اس کی ایسی ہے جیسے ستارہ آسمان کے کہ ہمیشہ اُن کا
عکس حوضوں اور تالابوں میں پڑتا ہے۔ کسی بشر کی
قوت ہی میں نہیں کہ پانی کو اس عکس سے روکے، بس
وہ داعیہ الٰہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو اللہ تعالیٰ کا
واسطے کسی بندہ کے۔ پھر تشریح اس حقیقت منعقدہ کی
اور اس حقیقت کی اجزاء اور اس کے ارکان کا بیان ممکن
نہیں مگر واسطے ذہین اور تیز فہم کے اور وہ جو مجھے

السماء الاولی نقول وتوسطات وریٌ ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتكتب وتسطر وتعلم وتوثر كابرا عن كابر وتوقر بها الصدور وتملاء به الصحف ومن السماء الثالثة لون طبيعي فتصير طبيعة وتميل اليها الطبائع وتهيج لها حمية منهم فيحمونها وينصرونها ويناضلون دونها ويحبونها كحب الاموال والاولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة وتسخير فيكون مسخرا لها اكابر الناس واعرضاهم علمائهم وامرائهم ومن السماء الخامسة نكابة وشدة فلن ترىٰ منكرا لها الا وقد امتخر بالمحن واتبكى بالبلايا ولعن وعوقب كان من الغيب نالها ومن السماء السادسة هداية معظمة فيكون سببا لاهتدائهم ومثابة للناس الى لحمالهم ومن السماء السابعة السرف الدائم الذى كالندب فى الحجر لا يزول حتى تمرع اوصاله وتقطع اجزائه فهٰذه اركان سبعة تلتم فى الملاء الاعلىٰ فيكون جسدًا مسوى فيهم فينفخ من التدلى الاعظم جذب فيها بمنزلة الروح فى الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار والافكار وتزىء بذلك الزى شملته الرحمة الآلهية واتاه الجذب من فوقه ومن

میرے رب نے سمجھایا ہے وہ یہ ہے کہ آتی ہے آسمان اول کے ذریعہ نقلین اور توسطات اور لباس اور آسمان دوم سے قواعد منضبطہ۔ پس وہ لکھی جاتی ہیں اور جانی جاتی ہیں اور نقل ہوتی چلی آتی ہیں بزرگوں کو بزرگوں سے اور توقیر پاتی ہیں ان سے سینے اور صحیفے ان سے پُر ہوتے ہیں اور آسمان سوم سے لون طبعی کہ وہ طبیعت ہوجاتا ہے اور اس کی طرف طبیعتیں مائل ہوتی ہیں اور لوگوں کی حمیت اُس سے جوش میں آتی ہے، وہ اس کی حمایت اور مدد کرتی ہیں اور اس کے غیروں سے جھگڑا کرتی ہیں اور اسے جان و مال واولاد کی طرح دوست رکھتے ہیں اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت وتسخیر کہ اس کے بڑے اور چھوٹے اور علماء اور امراء مسخر ہوتے ہیں اور آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اس کا منکر ہو وہ بلا میں گرفتار ہو اور ملعون ہو اور عذاب میں آجائے گویا کہ ایک غیب سے اس کا مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معظمہ کہ وہ سبب ہوتی ہے لوگوں کی ہدایت اور کمال حاصل کرنے کا اور آسمان ہفتم سے شرف دائمی کہ پتھر کی لکیر کہ نہیں مٹتی جب تک وہ پتھر ٹکڑے نہ ہوجائے۔ پس سات رکن ہیں کہ ملاء اعلیٰ میں آکر مل جاتے ہیں اور ان کا ایک جسم مستوی بن جاتا ہے، پھر اس جسم میں تدلی اعظم سے ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزلہ روح کے ہے اس جسم میں۔ پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے مزین ہو شامل ہوتی ہے اس کو رحمت الٰہی اور آتا ہے اس کو جذب اوپر اور نیچے اور

تحته ومن عن يمينه ومن عن شماله ومن
حيث لا يحتسب ثم يربى هذا الطفل
سادات الملاء الاعلىٰ بخدمه الملاء
السافل فلا يزال يتقرر امره ويزداد شانه
حتى ياتى امر الله على ذلك فهذه الطريقة
وقد عليه المذهب فى الفروع والاصول
فكل من ادعى ان الله تعالىٰ اعطاه طريقة
ومذهبا ولم يكن الذى اعطا كما وصفنا
فقد عجز عن معرفة الامر على ما هو عليه
ثم ليس كل احد يقضى له بالطريقة وليس
عندالله جراف ولا تخمين فى شيء من
الاشياء بل انما يعطى من جبل مباركا زكيا
فيه امداد الافلاك السبعة والملاء الاعلىٰ
والسافل وله رحمة خاصة من التدلى
الاعظم فكم من عارف عظيم العزة اوفانى
باقى شديد الفناء سابغ البقاء ليس
بمبارك زكى فلا يعطاها وكذلك لا
يتعاطى حفظها كل احد بل لكل امر رجل
خلق له ويسرت جبلته لذلك اما صورة
ظهورها فنشاة اخرى وراء النشات
المتعارفة حقيقها بركة فائضة فى
الاعراض والافعال.

مشهد آخر عرفنى رسول الله صلى
الله عليه وسلم ان فى المذهب الحنفى
طريقة انيقة هى اوفق الطرق بالسنة

دائیں اور بائیں سے اور وہاں سے جہاں اس کا گمان
نہ ہو پھر اس طفل کی تربیت کرتے ہیں سادات ملاء
اعلیٰ اور اس کی خدمت کرتے ہیں ملاء سافل پھر ہمیشہ
اس کی شان بڑھتی جاتی ہے جب تک حکم الٰہی آئے تو
پس یہ ہی طریقت ہے اور اسی پر قیاس کرلو مذہب
فروع واصول میں پھر جو شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ
نے اسے طریقت عطا کی یا مذہب عنایت کیا اور اسے
یہ باتیں جو ہم نے بیان کیں نہ عنایت ہوئی ہوں وہ
عاجز ہے طریقت کی معرفت سے جیسے اس کی حقیقت
ہے اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہوتا
طریقت کا اللہ تعالیٰ کے پاس بیکار نہیں ہے کوئی چیز
بلکہ اس کو اپنی سرشت اور جبلت میں مبارک اور زکی
ہے اعداد افلاک اور ملاء اعلیٰ اور ملاء سافل عندیت
ہوتی ہے اور اس کی ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم
سے پس کتنے ہی عارف عظیم المعرفۃ یا فانی باقی شدید
الفنا کامل البقا ہیں کہ مبارک وزکی نہیں ان کو نہیں عطا
ہوتی اور اسی طرح نہیں عنایت ہوتی نگہبانی طریقت
کی کہ ہر شخص کو بلکہ ہر امر کے واسطے ایک مرد پیدا
کیا گیا ہے اور اس کی جبلت میں وہ کام آسان
کردیا گیا ہے لیکن اس صورت ظہور کا عالم ان عوام
متعارف کے علاوہ ہے کہ حقیقت اس کی برکت
فائضہ ہے اعراض وافعال میں۔

مشہد آخر مجھ کو پہنچادیا رسول اللہ ﷺ نے
حنفی مذہب میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت
موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنقیح ہوا بخاری اور

المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان البخاري واصحابه وذلك ان يؤخذ من اقوال الثلثة قول اقربهم بها في المسئلة ثم بعد ذلك يتبعه اختيارات الفقهاء الحنفيين الذين كانوا من علماء الحديث فرب شيء سكت عنه الثلاثة في الاصول وما تعرضون النفية ودلت الاحاديث عليه فليس بد من اثباته والكل مذهب حنفي.

مشهد آخر ما بين قبره صلى الله عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما ورد في الصحيح اما نية ذلك فما شاهدنا من الانوار الرابية على كل نور وان من صلى هنالك يستغرق في بحر النور وان يلتفت واما النية فان الانسان اذا صار محبوبا اى دخل في جوهر روحه هذه البرزة المثالية او هذه النقطة التدبيرية فكان منظورا للحق والملاء الاعلىٰ عروسا جميلا فكل مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم الملاء الاعلىٰ وانساق اليه افواج الملائكة وامواج النور لا سيما اذا كانت همته تعلقت بهذا المكان والعارف الكامل معرفة وحالا له همته يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته ونسله ونسبه وقرابته

اس کے ساتھ والوں کے زمانہ میں اور وہ ہے کہ مسئلہ میں اقوال ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین میں سے جو قول اقرب ہو وہ لے لیا جائے، پھر بعد اس کے فقہاء حنفی جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو امام اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ ان کی نفی کی ہے اور حدیثیں ان پر دلالت کرتی ہیں تو ان کا اثبات ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں۔

مشہد آخر درمیان منبر مکرم اور روضہ منورہ رسول اللہ ﷺ کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو نیت اس کی تو یہ ہے کہ ہم نے مشاہد کیا اس کا نور سب نوروں پر فائق ہے اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں مستغرق ہوجاتا ہے اگرچہ وہ التفات نہ کرے اور نیت یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہوجاتا ہے یعنی اس کے جوہر روح میں یہ برزہ مثالیہ یا یہ نقطہ تدبیر داخل ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوجاتا ہے اور ملاء اعلیٰ کے واسطے ایک عروس جمیل بن جاتا ہے تو جس مکان میں جاتا ہے ملاء اعلیٰ کے ہمیں اس کے ساتھ منعقد اور متعلق ہوجاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور انوار کی موجیں اس کی طرف چلی آتی ہیں۔ خصوصاً جب اُس کی ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی طرف اور جو عارف کامل معرفت وحال میں ہوتا ہے اس کی ہمت میں نظر حق نفوذ کرتی ہے اور جو علاقہ رکھتی ہے اس کے اہل اور مال اور گھر اور نسل

واصحابه يشمل المال والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذالك تميزت ماثر الكمل من ماثر غيرهم.

مشهد آخر استاذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما اورده علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم ياذن لي ورايت العلماء العالمين وفق علمهم المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين للعلم والدين لقرب اليه واكرم واحب عنده من هؤلاء الصوفية وان كانوا اهل الفناء والبقاء والجذب الناشي من صميم النفس الناطقة والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشامخة عند الصوفية بيان هذا المجمل ان هنا طريقتين طريقة انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم وهي بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح وبالطاعات والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله والنبي صلى الله عليه وسلم الىٰ تهذيب الناس نشرا للعلم وامر بالمعروف ونهي عن المنكر وسعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من حيث اوجده فوجد وفاضه ففاض وليس في هذه واسطة اصلا ومن سلك في هذه فانما شانه ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه

اور نسب اور قرابت اور یاروں کے ساتھ شامل ہوتی ہے مال اور ابرو وغیرہ کو اور اصلاح کرتی ہے اور اسی سے کملا اور غیر کملا کسر تیں متمیز ہوتی ہیں۔

مشهد آخر میں نے اجازت چاہی رسول اللہ ﷺ سے رد کرنے کی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیوں پر اعتراض کیے ہیں تو مجھ کو اجازت نہ دی اور میں نے دیکھا کہ علمائے عالمین جن کا علم موافق ہے مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم ودین کرتے ہیں آپ کے بہت قریب ہیں اور آپ کو عزیز ہیں اور آپ کے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ وہ اہل فنا اور بقاء اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ میں سے ہوں جو صوفیہ کے نزدیک عالی مقامات میں سے ہیں۔ بیان اس مجمل کا یہ ہے کہ یہاں دو طریقے ہیں: ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ ﷺ سے بالوسائط اور وہ راجع ہے طرف تہذیب جوارح کی عبادت ہے اور قوائے نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حُبّ اللہ اور حب نبی ﷺ سے اور لوگوں کی تہذیب کرتی نشر علم اور امر معروف ونہی منکر سے اور لوگوں کے نفع رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کے مناسب ہو اور دوسرا طریق اللہ اور اس کے بندے میں ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ایجاد کیا ویسا اُس نے پایا اور جو افاضہ کیا اس کو پہنچا اور اس میں اصلاً واسطہ نہیں ہے جس نے سلوک کیا اس طریقہ کا اس کا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے اور اس تنبہ

بالحق ويتشعب من ذلك الفناء والبقاء والجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا فى الطريقة الثانية انها ليست عند النبى صلى الله عليه وسلم بممنوهة ولا مرغوبة لانه عليه الصلوٰة والسلام عنوان فيضان الطريقة الاولىٰ وجعله الله فى الخلق وكرا لعنايته بافاضتها ومظنة لظهورها والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه ان اعتبرتها بما هى فى ظرف الوجود العام الذى لا يغادر جهة الا احطاها حصلت تلك الوجوه التى يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة الىٰ سبب واحدا ضمحل الفضل من وجه وبقى من وجه فكان احد الاشياء عديم الفضل اصلاً نعم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع السالكون بكلى الطريقتين اهل الجذب بانفسار التنبيه الاجمالى عليهم بسبب هذا النور فانشرحت عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقدح معارفهم من الكتاب والسنة اهل السلوك باجهاشهم الىٰ هذا النور واندراجهم فيه وتقويمهم به فتدبر فان المسئلة دقيقة.

کے ضمن میں حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقہ میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک عالی نہیں اور نہ مرغوب ہے آپ کے اس واسطے کہ آنحضرت ﷺ عنوان ہیں فیضان طریقۂ اول کے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو گردانا ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اس طریقہ کے افاضہ اور اس کے ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیاء آپس میں فضیلت رکھتے ہیں ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے اُس شے کا کہ ظرف وجود عام میں ہے ایسا کہ سب جہات کو محیط ہو، کسی کو نہ چھوڑیں تو حاصل ہوں گی ایسی وجہیں کہ جس سے تفاضل واقع ہو اور ہوگا فضل دائر انہی اور منافست منقسم ہوگی ان میں اور اگر تو اعتبار کرے اس کو مضاف سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہے گا اور دوسرے وجہ سے باقی رہے گا اور احد الاشیاء کو فضل اصلاً نہ رہے گا۔ ہاں یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوتا ہے یہ نور طرف ناسوت کے تو دونوں طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوتا ہے اہل جذب پر تو انفسار تنبیہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کے تو ان پر کھل گئیں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو کہ اپنی معرفتیں کتاب اور سنت سے مطعون وخلاف رکھتے ہیں اور اہل سلوک اس نور سے تضرع کرتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں اور اس نور میں مندرج ہوتے ہیں اور اس سے قوام پاتے ہیں پس غور کرو کیونکہ یہ مسئلہ دقیق ہے۔

مشهد آخر هل تعرف لم كان الشيخان رضى الله عنهما افضل من على كرم الله وجهه مع انه اول صوفى واول مجذوب واول عارف فى هذه الامة ولا ترى هذه الكمالات فى غيره الا قليلا من قبل التطفل على النبى صلى الله عليه وسلم تبينت هذه المسئلة على النبى صلى الله عليه وسلم فاظهر لى وذلك ان الفضل الكلى عند النبى صلى الله عليه وسلم ما يرجع الىٰ تمام امر النبوة كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين وما يناسبه واما الفضل الراجع الى الاولاية كالجذب والفناء فليس الا فضلا جزئيا من وجه ضعيف والشيخان كانا من المجردين للاول حتىٰ انى اراهما بمنزلة فوارة ينبع منها الماء فالعناية التى حلت بالنبى صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما فهما بحسب كما لهما بمنزلة العرض الذى ليس هو الا قائما بجوهر ومتمما التحققه فعلى كرم الله وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب والجبلة والفطرة المخبوبة منهما واقوى جذبا واشد معرفة لكن النبى صلى الله عليه وسلم بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لم يزل العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما

مشہد آخر کیا تم جانتے ہو کہ شیخین رضی اللہ عنہما کس لئے افضل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے؟ باوجود یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اس امت میں اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب کمالات اور میں نہیں مگر قلیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے اور پورا پورا جیسے اشاعت علم کی اور لوگوں کی تسخیر دین کی طرف اور جو اُس کے مناسب ہو اور جو فضل کہ راجع ہو ولایت کی طرف جیسے جذب وفنا تو وہ فضل جزئی ہے اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما اول قسم کے ساتھ مخصوص تھے۔ یہاں تک کہ میں ان کو دیکھتا ہوں بمنزلہ فوارہ کے کہ اس میں سے پانی نکل رہا ہے تو جو عنایت اللہ تعالیٰ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں ظاہر ہوئی۔ پس آپ دونوں حضرات کمال کے اعتبار سے بمنزلہ ایک ایسے عرض کے ہیں جو جوہری کے ساتھ قائم اور اس کی تحقیق کو اتمام دینے والا ہے۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب ہیں نسب میں، جبلت اور فطرت محبوبہ میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے اور جذب میں بہت قوی اور معرفت میں زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحسب کمال نبوت حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علماء معارف نبوت سے واقف ہیں ان کی تفضیل کرتی ہیں

ولم يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلونه ولذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى الله عليه وسلم اكثر الامور العادية لها مبدأ معنوى مثل هذا الذى اشرت اليه ومثل جعل الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم وذلك سر قوله عليه الصلوٰة والسلام اللهم لا يجعل قبرى وثنا يعبد من دونك.

اور جو علماء معارف ولایت سے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے تفضیل کرتے ہیں اور اسی واسطے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ مدفن رسول اللہ ﷺ کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدأ معنوی ہے مانند اس کے جس کا اشارہ کیا میں نے تم سے اور مانند گردانئے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سر ہے قول رسول اللہ ﷺ کا جو آپ نے فرمایا: اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک.

مشهد آخر صلى الله عليه وسلم رايت لله سبحانه بالنسبة الى النبى صلى الله عليه وسلم نظرًا خاصًا كانه الذى يعنى من مثل لولاك لما خلق الافلاك فاشتقت الى تلك النظرة واعجبتنى اشد عجب فلصقت به صلى الله عليه وسلم وتطفّلت عليه وصرت كالعرض بالنسبة الى الجوهر فسامت تلك النظرة واكتهت كنهها وصرت منظرا ومرءٍ لها فاذا هى ارادة الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شان احبه وانظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم ليس بشان رجل واحد بل نشاة مبتداة منبسطة على هياكل البشر والبشر نشاة منبسطة علىٰ وجه الموجودات فكانه صلى الله عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور ولكل

مشہد آخر میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کی طرف اللہ تعالیٰ کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھ کو اس نظر کا شوق ہوا اور مجھ کو نہایت تعجب ہوا پس میں ملاحق ہوگیا آنحضرت ﷺ سے اور طفیلی بن گیا اور ہوگیا میں جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا میں نے اس نظر کا اور دریافت کیا کنہ اُس کا اور ہوگیا میں اس کا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ظہور شان کا تو اس کو دوست رکھا اور اس کی طرف نظر کی اور شان رسول اللہ ﷺ ایک مرد واحد کی شان نہیں ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ہے جو صورت بشر پر منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات پر تو گویا آنحضرت ﷺ غایت الغایات ہیں اور ظہور کے آخر نقاط ہیں اور ہر موج کی حرکت ہیں اس کی

موج حركته الىٰ منتهاه ولكل سيل شوق
الى مبلغه فتدبر فالسر دقيق.

مشهد آخر رايت الشفع اليه صلى الله
عليه وسلم والتوسل لديه بعلماء
الحديث والدخول فى عدادهم وبعلم
الحديث حفظه على الناس عروة وثقى
وحبلا ممدودا لا ينقطع فعليك ان
تكون محدثا او متطفلا على
محدث ولا خير فيما سوى دينك فيما
ارى والله اعلم بالصواب.

مشهد آخر العارف اذا كمل التصفت
روحه بالملاء الاعلىٰ وهنالك حضرة
عالية شامخة ارتفعت لهم هممهم ولم
ترتفع ثم اجسادهم واولئك ثم علىٰ همة
رجل واحد راجعة الىٰ تدبير وحدانى وان
اختلفوا فى تفاصيلها فتدلىٰ هنالك فى
تلك الحضرة رب العالمين فغشيهم من
النور ما غشيهم واختفت هممهم تحت
شعشان تلك الانوار حتىٰ لا تكاد تتميز
منها ولا يتمايز بينهما وان انا ضربت
لحالهم تلك مثلاً فلا تعج بى الىٰ كل
غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشياء الا
من جهة دون جهة هم بمنزلة الهيو هيولىٰ
المخفية التى لا تدرك الا من احكام وآثار
بتخيس من هذا الموجود من جهة مسام

منتہا تک اور ہر سیل کو شوق ہے اپنے مبلغ تک
پس غور کر کہ یہ باریک راز ہے۔

مشهد آخر میں نے دیکھا کہ حضور رسول اللہ
ﷺ میں شفاعت اور توسل ہے ان کو جو علماء محدث
ہیں اور جو اُن کی گنتی میں داخل ہیں اور علم حدیث
شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقیٰ اور حبل
ممدود ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہ ہو پس تو ضرور لازم
کرلے اپنے پر یہ کہ تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو
ان دونوں باتوں کے سوا بہتری نہیں ہے جو میری
رائے میں ہے واللہ اعلم بالصواب۔

مشهد آخر عارف جب کامل ہوتا ہے تو اس کی
روح ملاء اعلیٰ میں جاملتی ہے اور وہاں ایک درگاہ عالی
ہے کہ ان کی ہمتیں وہاں پہنچ جاتی ہیں اور ان کے جسم
وہاں نہیں پہنچتے وہاں اور وہ مرد واحد کی ہمت پر جس
کی ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اس
ہمت کی تفصیلوں میں اختلاف ہے پھر تدلی کرتا ہے
اس عالی درگاہ میں رب العالمین پر ڈھانک لیتا ہے
اُن کو نور میں جس قدر ڈھانک لے اور ان کی ہمتیں
چھپ جاتی ہیں اس انوار کی چمک میں یہاں تک کہ
متمیز نہیں ہوتیں وہ ہمتیں اور نہ آپس میں متاثر ہوتی
ہیں اور اگر میں اُن کے اس حال کے مثل بیان کروں
تو دھکا اور خفا نہ ہو مجھ پر ہر نشیب وفراز سے کیونکہ
امثال اشیا کی تفسیر نہیں کرتے ایک جہت سے نہ
دوسری جہت سے اور وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کے ہیں اور
جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام وآثار سے جو جاری

الهيولىٰ التى هى ام القابليات والنور
الغاشى لهم الماحى اياهم بمنزلة الصورة
التى تدرك اول ما يدرك وهى اصل
الفعليات فتخيس فى تلك الحضرة
احكام متولدة من علوم الملاء الاعلىٰ
وهممهم التفصيلية تلطفت فيهم وارتقت
وصفاوتها مع هممهم فمن مسامات
هممهم ينجس فى حظيرة القدس فيضربها
النور ولا يتركها كما هى بل يصيرها قريبًا
من جوهره فتختلف حالات الحضرة
المقدسة فرضًا وسخط وضحك
وتبشبشر وقبض واعراض ونزول فى
اوقات او محال تردد فى القضاء ولعن
الاقوام وايجاب وتحريم ونسخ وامثال
هذه فمن شاهد هذه الحضرة وعرف
اهتزازها وانشراحها وعزيمتها وكونها
كل يوم هو فى شان صارت المتشابهات
عنده محكمات ولم يبق بالاشكال اشكال
ريبة ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم
يصلح الا ان يفوّض هذه الامور الى الله
يؤمن بحملتها اذا علمت هذا فتلك
الحضرة قبلة همم الملاء الاعلىٰ ومناط
توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا
المبلغ وقدر الله سابق عمله ان يحصل له
لم فناوها ربما اضمحل هنالك فليست

ہوتے ہیں اس موجود سے جہت مسام ہیولیٰ سے ایسا
ہیولیٰ کہ جو اصل قابلیات ہے اور وہ نور کہ جس نور نے
ان کو ڈھانک رکھا ہے اور ان کو محو کرلیا ہے وہ بمنزلہ
اس صورت کے ہے جو سبب سے پہلے مدرک ہوتی
ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی
ہیں درگاہ عالی میں احکام وآثار جو ملاء اعلیٰ کے علوم
سے متولد ہیں اور ان کی ہمتیں تفصیلیہ لطیف ہوجاتی
ہیں ان میں اور بلند ہوجاتی ہیں ان کی صفات فرشتوں
کی ہمتوں کے ساتھ پھر ان کی ہمتوں کے مسامات
سے جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس میں پھر اس سے نور
چمکنے لگتا ہے اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اس کو اپنے جوہر
کے قریب کردیتا ہے بس مختلف ہوتے ہیں حالات
حظیرۃ القدس کے رضامندی اورغصہ وہنسی اور خوشی
وقبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات یا فی المواقع اور
تردد فی القضا اورلعن اقوام اور ایجاب اور تحریم اور نسخ
وغیرہ سے تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اس
کے اہتزاز اور انشراح اور عزیمت کو اور ہر روز ایک
شان میں ہونے کو پہچانا اس کے نزدیک متشابہات
محکمات ہیں اور شک کی کوئی صورت باقی نہ رہی اور
جس نے اس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اس کو صحیح نہیں اور
صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اسے اس
متشابہات کا عالم اور سب پر ایمان لائے جب تم نے
یہ جان لیا تو بس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلیٰ ہمتوں کا اور
مناط توجہ ومعقد نواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ
گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے سابقہ علم میں اس کے لئے

روحه تسوس جسده بل الحضرة فقط فهو السائسة وهى المرشدة وهى الملهمة وتطفلت على النبى صلى الله عليه وسلم فاعطيت من ذلک کاسا دهاقا و کان من کان والحمد لله رب العالمين وفى محاذات هذه الحضرة حضرة اخرى اسفل منها هى مرقى همم الملاء السافل ومجمع امرهم موضع الهامهم ومحكمة قضائهم ومناط توجههم ما اشبه شانها بشان هذه الحضرة المقدسة الصف الحق بواسطة تدلية هنالک بالمحبة بعباده واتباع رضاهم فى بعض الامر وامثال ذلک والحضرتان جميعا معرفتهما ادق واجل من ان يعالجهما بعقول العامية والله الموفق.

مشهد آخر مما انقدح على من فيض صحبته صلى الله عليه وسلم علوم كثيرة من حال التام معرفة بالله منها ان هذا الشخص يمتاز من سائر الناس بان الاجزاء الفلكية فيه قوية الظهور نافذة الحكم وانها يقوم بها صبغ الٰهى ليجعل جميع معانيها مناسبته بما يلى جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لا بل ان يكون فيه نقض التعلقات الدنيوية والاخروية والجسمانية والروحية غصنا طريا لم يخلقه سر سريان الوجود فى

مقرر کردیا تھا کہ اس کو حاصل ہو وہاں فنا اور بقا اکثر اوقات محو ہو جاتا ہے وہاں تو اس کی روح اس کے جسم کی نگہبانی نہیں کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اس کی نگہبان اور وہی مرشد اور وہی ملہم ہے اور میں طفیلی بن گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا ہوا مجھ کو اس کا ایک جام سرشار بس کیا کہوں کیا تھا۔ جو کچھ تھا الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نردبان ملاء سافل کی ہے اور ان کی مجمع امر ہے اور ان کے الہام کی جائے ہے اور اُن کے احکام کا محکمہ اور ان کی مناط توجہ ہے کہ اس کی شان مشابہ نہیں اس درگاہ کی شان کے وہاں حق متصف ہے بواسطہ تدلی کے اپنے بندوں سے محبت رکھنے سے اور ان کی خوشنودی کرنے سے بعض امر نہیں اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت باریک ہے اور برتر ہے اس سے کہ تمام لوگوں کی عقول وہاں پہنچ سکے واللہ الموفق۔

مشهد آخر فیض صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ پر کھل گئے بہت علوم اللہ کی معرفت کے پورے حال ایک انہی سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں کہ اجزاء فلکیہ کا اس میں ظہور قوی اور نافذ الحکم ہے جن سے اور خدائی رنگ اسے قائم ہوتا ہے تاکہ کردیوے اس کے تمام معانی کو اس شے کے مناسب جو جناب الٰہی سے قریب ہے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی، جسمانی وروحانی اس سے شدت سے دور ہوں اور اس کو بیکار نہ کردے سریان الوجود فی الموجودات کا

الموجودات وتوجه المبداء بالارادة
الحبية الىٰ تلك النشات وفطنت انه معنىٰ
من معانى جزئة الذى يحذو حذو زحل
فلما حل به صبغ الٰهى صار هذا النقض
محبة ذاتية تتوجه الىٰ نقطة الذات فمن
صده عن النقيض والتخلىٰ عن الكل البقاء
بالله والتصرف بالحق فى الخلق ولطلوع
الارادة الحبية من المبداء من طريقة كوة
تشخصه فليس بتام انما التام من حمل هذا
النقض فى وعائه عصنا طريا لم يدنسه حب
مظهر ولو بالحق بحيث يكون عنوانًا
للمحبة الذاتية وجسدا لروحها وشبحًا
لحقيقتها وحمل حب المظاهر لا بنفسه
بل بالحق للخلق لا بانفسهم بل بالحق فى
وعائه ومنها ان كل عارف تام المعرفة فانه
لا ياخذ شيئا الا من نفسه وانما اعداد
المعدات ان ينتبه هذا الفرد على جزء
موجود فيه وينكشف عليه معناه فيظهر
عليه ما لم يكن ظهر من استفاد من غيره
شيئا من غير هذا الوجه فليس بتام المعرفة
ومنها ان كل عارف تام المعرفة فانه يسخر
جميع ما سوى الله تبارك وتعالىٰ وما
سوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر هذا فيما
كان ادنىٰ حالاً وانقص قوةً من نشائة هذه
العارف التى البست فوق جامعيته وجعل

سر اور توجہ مبداء کے بارادہ حبیت ان عوالم کے اور میں
نے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہیں اس جزء کے جو مقابل
ہے زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آتا ہے تو وہ بے تعلقی
محبت ذاتی ہوجاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے
پس جس شخص نے اس کو بے تعلقی اور خلوت کل سے بقا
باللہ ہے اور تصرف بحق خلقت میں اور ارادہ طلوع
حبیت مبداء کا کیا راہ روزن تشخص اپنے سے وہ پورا پورا
نہیں ہے۔ پورا پورا وہ شخص ہے جس نے اس بے تعلقی
کو اپنے ظرف میں بہت مضبوطی سے رکھا اور اس کو
آلودہ نہ کیا مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس
حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اس کی حقیقت
کا کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے
خلقت کے نہ ان کے نفسوں سے بلکہ بالحق ہو ان کی
طرف میں اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا
ہے وہ کسی سے کچھ نہیں حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے ہی
اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی معدات یہ ہے کہ وہ فرد
آگاہ ہو اس جزو سے جو اس میں موجود ہے اور اس کے
معنی اس پر کشف ہوجائیں، پھر اس کو ظاہر ہوجائے جو
ظاہر نہ ہوا تھا تو جو شخص اپنے سے سوا کسی سے استفادہ
کرے سوا اس وجہ کے وہ کامل معرفت ہے اور ایک یہ
ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے اس کے سب مسخر
ہوتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اس کے اسماء اور
تدلیات کے یا تو زبردستی سے یہ اس صورت میں ہے کہ
حال ادنی اور قوت ناقص ہو عارف کے اس عالم کے جو
جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور کردیا ہے حجاب سوا

حجابًا دون معانية فتارة يكون بهيمة
مختلطة بالملكية قوية بقوية او ضعيفة
بضعيفة وضعيفة بقوية فيختلف الاحكام
والآثار فيورث نكرة عند العوام الناظرين
الى اللباس دون الجامعية والواقفين على
الصور دون المعانى واما بالمناسبة
وذلك فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا
من تلك النشاة اللباسية والحجابية وسر
المناسبة انما ينشاء من جزء فى العارف
يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه وبين
عروق ممتدة وما ساريقا واصله من جهة
سر تلك النشائة المشركة فيها فاذا توجه
العارف الىٰ ذلك الجزء اشد توجه
حرّك بتلك الخيوط المسترة ذلك
المراد تسخيره اما الاسماء والتدليات فلا
تكون مسخرة لشعشان نور الربوبية نعم
هنالك بآراء محبوبية فتتحرك
المحبوبية ويتحرك الحب بازايه
ويتحرك التدلى والاسم الذان يناسبان
هذا الحب فمن لم يعرف هذا التسخير
المستطير ولم يره فى نفسهٖ فليس بتام
المعرفة وفطنت ان هذا التسخير
المستطير معنىً من معانى جزئه الذى
يحذو حذو الشمس لما انصبغ بصبغ الٰهى
صار التسخير الذى فيه هذا المستطير

معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمت ملکیت سے مختلط
قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف قوی سے۔
پس مختلف ہوتے ہیں احکام وآثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو
جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور
ظاہر کے دیکھنے والے ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے
ہیں اس عارف کامل کے سب ساتھ مناسبت کے اور یہ
اس صورت میں کہ قوی حال ہو اور قوی تاثر ہو اس عالم
لباسیت اور حجابیت میں اور سر مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا
ہے اس جزو سے جو عارف میں ہے کہ اس مراد کے قائم
مقام ہوتا ہے اس کی تسخیر تو درمیان اس عارف اور اس
جزو کے رگین ہیں ممتدہ اور ماساریقا اور اصل اس تسخیر
کی جہت سے اس سر عالم مشترک سے جو اس میں ہے
تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اس جزو کے بہت
توجہ سے تو حرکت کرتی ہے ان خیوط مستترہ سے وہ مراد
واسطے تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہیں مسخر ہوتی
بسبب چمکنے نور ربوبیت کے۔ ہاں یہاں حب ہے
مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے محبوبیت اور
حرکت کرتی ہے اس کے مقابل حب اور متحرک ہوتی
ہے تدلی اور اسم وہ دونوں جو مناسب ہیں اس حب
کے پس جو شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر مستطیر کو اور اپنے
نفس میں نہیں دیکھتا وہ شخص کامل معرفت نہیں ہے اور
مجھ کو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر معانی میں سے ہے
اس جزو کے جو مقابل ہے شمس کے جس وقت رنگا جاتا
ہے رنگ الٰہی سے ہو جاتا ہے وہ جزو تسخیر سے جس میں
یہ مستطیر اور ان میں ایک یہ ہے کہ کامل المعرفت کی

ومنها ان تام المعرفة لروحه تحقيق وعنايته بكل شيء من طريقة ومذهبه سلسلة ونسبة وقرابة وكل ما يليه وينسب اليه وعنايته هذه يختلط بها عناية الحق وذلك لان نفسه اذا تجردت عن كدورات الجسد ولصقت بالملاء الاعلىٰ وتجلى هنالك الحق وانما يكون التجلى بحسب استعداد المتجلى له وهذه النكتة هو الذى قصدنا له فى ضرب المثل بالهيولىٰ والصورة يتلون تلك النفس بلون الحق وتصير كانها تدلى من تدليات الله تعالىٰ الى خلقه لذلك الانصابغ والامتزاج والاختلاط المشار اليه فعند ذلك يقع توجه نفسه الىٰ هذه الامور معد الانعطاف جناب القدس اليه فاذا تمكن هذا السر فى اضلاع النفس وسعوبة وشجونة وجميع فنونة اختلط النظر الالٰهى بكل ذلك فصار اكسيرًا يستشفى به وانما اريد بشجون النفس وشعوبه ما يتوجه اليه النفس من غير جمع الهمة بعادة او ملكة غير مستقرة وللكامل من جهة هذا السر آثار وحده كثيرة وفطنت بان هذا المعنىٰ من معانى جزئه الذى يحذو حذو زحل مختلطًا بالمشترى حين حل به صبغ الٰهى ومنها ان تام المعرفة منعم

روح میں تیز نظری اور غور وعنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت شے اور جو اس سے قریب ہو اور اس کی طرف نسبت رکھے اور کامل معرفت کی اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایت مختلط ہوجاتی ہے اور یہ بات اس واسطے ہے کہ اس کا نفس جب کدورات جسم سے مجرد ہوجاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے اور وہاں تجلی حق کی ہوتی ہے اور وہ حق کی تجلی کے موافق استعداد اس شخص کے ہوتی ہے جس کے واسطے تجلی کی گئی اور یہ وہی نکتہ ہے جسے ہم نے ضرب المثل میں ہیولی اور صورت کیا ہے تو متلون ہوجاتا ہے نفس لون حق سے اور ہوجاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے جو خلقت کی طرف ہیں بسبب انصباغ وامتزاج واختلاط مذکور جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پس اس وقت اس کا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اس کی توجہ معد ہوجاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب اقدس کی اس کی طرف تو جب قرار پذیر ہوگیا یہ امر اس کے پہلو کی ہڈیوں میں اور اس کے شعبوں اور رگوں میں اور پٹھوں میں تو مختلط ہوجاتی ہے نظر الٰہی اُن سب میں تو وہ شخص اکسیر بن جاتا ہے جس سے لوگوں کو شفا ہو اور میری مراد نفس کی رگوں اور پٹھوں سے وہ شے ہے جس کی طرف نفس بے قصد کے متوجہ ہو اور بے عادت اور بلکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اس کامل کے اس سر کی جہت سے احکام وآثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات بامعانی میں سے ہے اس جزو

بجميع النعم التي انعم الله بها على السموات والارضين والمواليد وكل ما في بين ذلك من الملائكة والانبياء والاولياء والملوك وغيرهم وذلك ان فيه اجزاء كل منها يحذو حذو شيء من الموجودات فهو نسخة اجمالية جامعة لجميع الموجودات وكل جزء منه اذا تتبعنا تفصيله انفسر بتلك النشاة فكل ما وقع من نعمة فانما محلها الجزء ومن الاجزاء وهو مطلوب بشكر كل هذه النعم وليس كلامنا من قبيل المسامحة والتجوز بل هو الحقيقة التي لا يتجاوزها نفس الامر نعم اذا تجرد للتشخص الكلي المنبث في جميع المخلوقات حضرت هذه السر واذا انحدر الىٰ ما يلي التشخصات الجزئية استتر عنه.

مشهد آخر كنت منتظرًا لمعنىٰ حديث سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا قبل ان يخلق خلقه قال كان في عماء الخ فافيض عليّ هذا السر فتمثل لي نور عظيم في اعالي بعد هيولاني قد احاط بمجامع هذا البعد تدبيرا بخطوط شعاعية ممتدة منه الىٰ جميع نواحيه وقيل هذا هو المشار اليه بقوله عليه السلام كان في عماء وهذا البعد

کی جو مقابل زحل مختلط یا مشتری کے ہے بوقت حلول کرنے رنگ الٰہی کے اور ان میں سے ایک یہ ہے کامل معرفت کو وہ سب نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور سب زمینوں اور موجودات کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور اولیاء اور بادشاہ وغیرہ ہم اور یہ امر اس واسطے ہے کہ اس کامل معرفت میں جو اجزاء ہیں، تمام موجودات کے مقابل میں گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام موجودات کا اور جب اس کے ہر جزو کی تفصیل کرنا چاہیں تو عالم میں ظاہر ہو جائے تو جو نعمت واقع ہوگی اس کا محل کوئی جزو ہوگا اجزاء میں سے اور وہی ان نعمتوں کے شکر سے مطلوب ہے اور ہمارا کلام کچھ سرسری مسامحت اور تجویز سے نہیں ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے۔ یہاں یہ سر جب میسر ہوگا کہ جس وقت مجرد ہو جائے واسطے تشخص کلی کے جو منتشر ہے جمیع مخلوقات میں اور جب پستی میں چلا جائے تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر اس سے پوشیدہ ہو جائے گا۔

مشهد آخر میں اس حدیث شریف کے معنیٰ کا منتظر تھا اور وہ یہ ہے کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقیہ قال کان فی عماء الخ تو مجھ پر افاضہ ہوا یہ سر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نور عظیم ہے اعالی بعد ہیولانی میں اور اس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے مجامع کو از روئے تدبیر کے ان خطوط شعاعی سے جو اس نور سے ممتد ہیں اس کے جمیع نواحی کی طرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جس کا اشارہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے

الهيـولانـي هو العـمـاء وهـذه الاحـاطة بـالخطوط الشعاعية هى القهر المشار اليه بقوله تبارك وتعالىٰ: هو القاهر فوق عباده فحين ظهر هذا السر ثلج قلبى كانى لا اجد شبهة ولا مسئلة اسائل عنها ثم من بعد ذلك انحدرت الىٰ حين الفكر فـفطنت ان الذات الٰهية اقتضت واستلزمت ظهور استعدادات كانت مندرجة فيها فظهرت هنالك فى صقع الوجوب ظهورا عقليا وتمثلت هنالك بهٰذا الظهور اعيان الممكنات وشون ظهور الواجب فى كل نشاة وقدابه فى كل برزة واقتضت الذات الالٰهية باتصافها هذه الظهورات عدمًا ومادةً وخارجًا فاظهر فيه ما كان منطويًا فى كورة الاعيان والاسماء واول ما ظهر هنالك نور الٰهى اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط عليه وهو قائم مقام الذات الالٰهية وهو قديم بالزمان لان الزمان والمكان والمادة عندنا شىء واحد هو هذا الاستعداد الذى سميناه بالعدم والخارج وفيه الارادات المتجددة وهو اول شىء نطق بشانه السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عن اين ولم يكن حينئذ يصلح الجواب الا ما ظهر فى الخارج.

حدیث شریف میں۔ کان فی عماء یہ بعد ہیولانی وہ عماء ہے اور یہ احاطۂ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے جس کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن شریف میں اشارہ فرمایا ہے: ھو القاھر فوق عبادہ پس جس وقت یہ سر ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا اور قلب مطمئن ہوگیا۔ گویا کچھ شبہ ہی نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جس کو پوچھوں بعد اس کے میں حیز فکر میں چلا گیا تو دریافت ہوا کہ ذات الٰہی مقتضی اور مستلزم ہوئی اُن استعدادات کی ظہور کی جو اس میں مندرج تھیں تو ظاہر ہوئے اُس جگہ کنارہ وجوب میں از روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہوگئیں اس ظہور سے اعیان ممکنات اور شانیں ظہور واجب کے ہر عالم میں اور اس کی تدلی ہر ایک برزہ میں اور اقتضا کیا ذات الٰہی نے اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھ عدم اور مادہ اور خارج کے تو اس میں ظاہر کردیا منطوی تھا گوشہ اعیان میں اور اسماء میں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اس نے مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہوگیا اور وہ قائم مقام ذات الٰہی کا ہے اور وہ قدیم بالزمان ہے اس واسطے کہ زمان اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک شے واحد ہے وہ یہ استعداد ہے جسے ہم نے عدم اور خارج کہا ہے اور اس میں ارادت متجددہ ہیں اور وہ اول شی ہے جس کی شان میں زبان شرائع ناطق ہیں۔ اس واسطے کی تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اس کے جواب کی صلاحیت وہ ہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو۔

مشهد آخر فاض علي من جنابه المقدس صلى الله عليه وسلم كيفية ترقي العبد من حيزه الى حيز القدس فيتجلى له حينئذ كل شيء كما اخبر عن هذا المشهد في قصة المعراج المنك فربما رجع نظره قهقرى الىٰ ما جرى عليه من الوقائع فيعرف ما كان منها الهاما من الحق وتقريباً مما كان من الطبع وتسويل الشيطان وربما علم علما اصرح ما يكون ما يتداولها الملاء الاعلىٰ من العلوم الناموسة والانذار بالوقاع الآتية ومخاصمة الناس تنزلا الىٰ مداركهم واحتيالا لفك عقلتها مما يناسب تلك العلوم في تلك النشاة ومن هيئات الملاء الاعلىٰ ومقاماتهم ومقامات الملائكة وارواح الاولياء والانبياء والملاء السافل وما يضاهي ذلك وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم فرايت من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادة والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة امرا عظيما ثم قيل لي هذا حضرة روية لا حضرة كلام ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا فانقلب هذه الرؤية بالنسبة اليه كلاما ثم

مشهد آخر افاضہ ہوئے مجھ پر جناب مقدس ﷺ سے بندہ کی اپنے مقام سے مقام قدس کی طرف ترقی کرنے کی کیفیت پھر اس وقت اس کو ہر شے روشن ہوجاتی ہے جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد کے قصہ معراج منامی میں تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے ہٹتی ہے، اُلٹے پاؤں ان وقائع کی طرف جو اس پر گذرے ہیں تو جان جاتا ہے اُن واقعات کو جو الہام خداوند اور طبعی خیالات اور مکر شیطانی سے ہوتے ہیں اور اکثر اوقات اس کو علم صریح ہوجاتا ہے جو برتتے ہیں ملاء اعلیٰ علوم ناموسیہ سے اور آنے والے واقع سے ڈرانے کا اور لوگوں کے جھگڑے کا از روئے تنزل کے اُن کے مدارک کی طرف اور عذر وحیلہ کے واسطہ اس کے عقدہ کھلنے کے جو مناسب ان علموں کے ہیں اس عالم میں اور ہیئت ملاء اعلیٰ کی اور ان کے مقامات ملائکہ اور ارواح اولیاء وانبیاء اور ملاء سافل اور جو اس کی مانند ہوں اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہیں تو میں نے دیکھا طبیعت کے پردہ دور کرنے اور مالوفات اور عادات اور محسوسات سے مجرد ہونے اس درگاہ کے رنگ سے رنگے جانے سے ایک امر عظیم اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ درگاہ رویت ہے نہ درگاہ کلام پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف ساتھ نزول کتاب کے تدلی کرے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہناتا ہے۔ یہ رؤیت اس کی نسبت کلام ہوجاتی ہے پھر میں نے دیکھی اس کی انحدار وتنزل کی کیفیت حیز طبیعت اور

رایت کیفیة الخدارة الی حین الطبع والعادة فتنفتح علیه عین الطبع تنغمض علیه عین الملاء الاعلیٰ فصار ما کان بین یدیه خیالا یتخیله وامرا یتذکره من بعد غیبه وربما وجد من تطلب لملاذ والاسباب ما کان سلب عنه او نهی عنه وبین ترقیه والخداره حالات کثیرة شاهدتها فی ذلک المشهد منها ما هو اقرب الی الاعلی ومنها ما هو اقرب الی الاسفل فیتولد من تلک الحالات ما هو اقول لک یتولد الرؤیا والحق ان الرؤیا خیالات کمثل احادیث النفس یتجرد الیها الدراکة فیجدها بمرأی منه ومسمع ویتولد خیال حق یمتلأ منه دماغه ویتولد فراسة صادقة الی غیر ذلک وکل ذلک فی حیز الحجاب بین الحضرة التی لا حجاب هنالک وبین الحجاب المتاکد من کل وجه ووجدت لکل من هذه الاشیاء میزانا ومقدارا ووجدت لکل مظنة یوجد هنالک ولکن لم اتفرغ فی هذه المشهد الاحاطة تلک الموازین والمظان واکتفیت باصولها وعسیٰ ان یوفقنا اللہ للاحاطة فی ثانی الحال.

عادت کی طرف تو کھل جاتی ہے اس کی چشم طبیعت اور بند ہوجاتی ہے چشم ملاء اعلیٰ تو ہوجاتا ہے اس کے روبرو ایک خیال جسے وہ دیکھ رہا تھا اور ایک امر کہ اس کو یاد کرتا ہے اس کے غائب ہونے کے بعد اور کبھی پاتا ہے طلب ملاذ واسباب سے وہ شے جو اس سے سلب ہوگئی تھی یا اس سے منع کردی گئی اور درمیان اس کے ترقی اور انخدار کے حالات کثیرہ ہیں جو میں نے مشاہد کیے ہیں اس مشہد میں بعض ان میں سے وہ ہیں جو اعلیٰ کے بہت قریب ہیں اور بعضے وہ ہیں جو اسفل کے بہت قریب ہیں پھر پیدا ہوتی ہے ان حالات سے وہ جو میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہیں مانند احادیث نفس کے کہ مجرد ہوجاتا ہے ان کی طرف دراکہ تو پاتا ہے مرایا اور مسمع میں اس کو اور پیدا ہوتا ہے خیال حق کا جس سے اس کا دماغ بھر جاتا ہے اور پیدا ہوتی ہے فراست صادقہ علیٰ ہذا القیاس اور بھی اور یہ سب حیز حجاب میں ہیں درمیان اس درگاہ کے جہاں حجاب نہیں اور درمیان حجاب متاکد من کل وجہ کے اور میں نے ہر شے کی ان میں سے میزان اور مقدار کو پایا اور میں نے پایا ہر ایک کا مظنہ جو وہاں پایا جاتا ہے لیکن میں نہیں فارغ ہوا اس مشہد میں واسطے احاطہ ان میزانوں اور مقداروں کے اور کفایت کرتا ہوں اُن کے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے ان کے احاطہ کی دوبارہ۔

مشهد آخر العارف اذ كان في حيز ما يلي الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغي ان يشاهد فربما اشتبه عنده الهام بها جسد حديث من النفس وحالة الهية بامر طبيعي ويكون حادثة لا يعلم ما حكم الله فيها فيتردد ويكون في ذلك برهته من الزمان ثم انه ينجذب الى حين الحق فيصير عبدالله فيتجلى له كل شيء فيرجع نظره قهقرى الى تلك الامور المشتبهة والشكوك فينكشف ما اراده الحق وقضىٰ فكانه يرى رأى عين فان كان مكلما كلم كلاما سويا وان كان مفهما لقنا فهم ولقن ولك عبرة بسورة الانفال سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الانفال لم يبين فاحكم الحق فيها وكيف نقسم وساقه الحق الى ذات الشوكة ليمحق الكفر به فلما اجتمع بركب وذات الشوكة اختلف الآراء فالهام الحق يجذب الى ذات الشوكة وميل الطبايع يجذب الى الركب ثم هدوا الى الحق ونزلت الامنة والمطر واهتزت القلوب الى الحرب لا يدرى مبدأ ذلك ارادة الحق بهم النصر ام امور طبيعة فلما انجذب النبي صلى الله عليه وسلم الى حين الحق كلم بحقيقة الامر في ذالك فان قلت اخبرني عن هذا

مشهد آخر عارف جب ہوتا ہے اس چیز میں جو قریب طبیعت ہے نہیں مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیے مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اس کے الہام ساتھ خطرہ حدیث نفس کے اور حالت الٰہیہ ساتھ امر طبعی کے اور ہوتا ہے کوئی حادثہ نہیں جانتا کہ اس میں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اس میں ایک زمانہ گزر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف خیر حق کے پھر وہ ہو جاتا ہے عبداللہ تو روشن ہو جاتی ہے اس پر ہر شے پھر اس کی نظر پیچھے ہٹتی ہے الٹے پاؤں ان امور مشتبہ اور ان شکوک کی طرف تو اس کو کشف ہو جاتا ہے ارادہ حق کا اور اس کا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے پس اگر ہوتا ہے کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھدار اور فہیم تو سمجھایا جاتا ہے اور تلقین کیا جاتا ہے اور تیرے واسطے عبرت ہے سورۃ انفال کہ سوال کیے گئے نبی ﷺ انفال سے تو نہ بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے اس میں اور کیونکہ تقسیم کی جائے غنیمت اور رواں کیا اس حکم کو حق نے طرف ذات شوکت کے تا کہ کفر مٹ جائے پھر جب مجتمع ہوئے سوار اور ذات شوکت دونوں تو مختلف ہوئیں رائیں الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کی طرف اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سواروں کے پھر ہدایت کیے گئے وہ لوگ طرف حق کے اور نازل ہوئی امن و مطر اور جنبش ہوئی دلوں کو طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس کا مبدأ اللہ کا ارادہ ان کی مدد کا تھا یا امور طبیعہ تھی پھر جس وقت منجذب ہو نبی ﷺ حیز

الحیز الذی تقول انه حیز الحق ما هو قلت هـم الـملأ الاعلیٰ وعظماء المؤمنین ومطمح بصائرهم تجمع فی تجلی من تجلیات الحق وهو حظیرة القدس وهو الذی قال النبی صلی الله علیه وسلم ان آدم احتج موسیٰ عند ربهما وهو قدم صدق عن ربهم ومن وجده فهو علی بیّنة من ربه ویتلوه شاهد منه ای یداخل نفسه لون من تلک الحضرة هی داعیة الحق فی قلب المؤمنین فتدبر فان المسئلة دقیقة.

مشهد آخر بینما انا متوجه الیه صلی الله علیه وسلم اذ طلع نور شامخ امتلأ خیالی به وبقیت متحیرا من شعشعانة فقیل لی من بـاطـنـی علی طریقة الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل عظیم فی نبوته صلی الله علیه وسلم ومعرفته حقیقة لا یتم الا بمعرفة هذا النور لم انحدرت الی حیز الفکر والرویة فتذکرت ما روی فی کتاب الدر المنثور فی قصة حزقیل من رؤیته نور العرش وانعقاد رسالته علیٰ لسان هذا النور.

مشهد اخریٰ بالاجمال سالته صلی الله علیه وسلم سوالا روحانیا کما نبهنا علیه مرارا عن التسبب

حق کی طرف تو ان سے حقیقت امر اس کی بیان کی گئی پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو، وہ بتاؤ کیا ہے؟ تو سنو! ملأ اعلیٰ اور عظماء مؤمنین کی ہمتیں اور ان کے مطمع نظر جمع ہوتی ہیں اللہ کی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں اور وہ حظیرة القدس ہے اور وہ ہے جسے فرمایا نبی ﷺ نے حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کی بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ ہے قدم صدق عند ربہم اور جس نے اسے پایا، وہ ہے علیٰ بینته من ربه ویتلوه شاهد منه. یعنی اس کے نفس میں داخل ہوتا ہے رنگ اس درگاہ کا اور داعیہ حق ہے مؤمن کے قلب میں پس خوب غور کر کہ مسئلہ دقیق ہے۔

مشهد آخر اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ ﷺ کے کہ یکا یک ایک ایسا نور بلند ہوا کہ میرا خیال پُر ہوگیا اور میں اس کی چمک سے متحیر رہ گیا۔ تو میرے باطن سے آواز آئی بطریق فراسته اور تفطن کے کہ یہ نور عرش ہے اور اس کو نبوت رسول اللہ ﷺ میں دخل عظیم ہے اور ان کی حقیقت کی معرفت پوری نہیں ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہ ہو۔ پھر میں نازل ہوا طرف حز فکر ورویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب در منثور میں روایت ہے حزقیل کے قصہ میں رویت نور عرش سے اور اس کی نبوت کے منعقد ہونے سے اوپر زبان اس نور کے۔

مشهد اخریٰ بالاجمال میں نے سوال کیا رسول اللہ ﷺ سے روال روحانی جیسا کہ میں آگاہ کر چکا ہوں کئی بار کہ میرے واسطے تسبب اچھا ہے یا

وترکه ايهما احسن لى فنفح الى
نفحته برد منها قلبى عن الاسباب
والاولاد والمنزل ثم كشف لى
فشاهدت طبيعتى تركن الى الاسباب
وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت
روحى تركن الى التفويض ويستلذ
به ويطلبه وشاهدت ان بينهما
مدافعة والمرضى هو الذهاب الى مراد
الروح نعم لله لطف خفي سيظهر من غير
اختيار ونفح نفحة اخرى فبين ان مراد
الحق فيك ان يجمع شملا من شمل
الامة المرحومة بك فاياك وما قيل ان
الصديق لا يكون صديقا حتى يقول
له الف صديق انه زنديق واياك ان
تخالف القوم فى الفروع فانه
مناقضة المراد الحق ثم كشف
انموذجا ظهر لى منه كيفية وتطبيق السنة
بفقة الحنفية من الاخذ بقول احد
الثلثة وتخصيص عموماتهم والوقوف
علىٰ مقاصدهم والاقتصار علىٰ ما
نفهم من لفظ السنة وليس فيه
تاويل بعيد ولا ضرب بعض الاحاديث
بعضا ولا رفضا لحديث صحيح بقول
احد من الامة وهٰذه الطريقة ان اتمها
الله واكملها فهى الكبريت الاحمر

ترک تسبب؟ تو مجھے ایک ایسی خوشبو آئی کہ جس کے
باعث میرا دل اسباب اور اولاد اور گھر کی طرف سے
سرد ہوگا۔ پھر مجھ کو کشف ہوا تو میں نے مشاہدہ کیا کہ
میری طبیعت تو مائل ہے اسباب کی طرف اور اس کا
ذائقہ چاہتی ہے اور اسے ڈھونڈتی ہے اور میری روح
راغب ہے طرف تفویض کے اور اس کی لذت چاہتی
ہے اور ڈھونڈتی ہے اور میں نے مشاہدہ کیا کہ دونوں
باہم جھگڑ رہے ہیں اور رضامندی الٰہی مراد روح میں
ہے اور سچ ہے کہ اللہ کی خفیہ مہربانی عنقریب بے
اختیار ظاہر ہو گی۔ پھر ایک اور خوشبو آئی اور ظاہر ہوا
کہ مراد حق کی ہے کہ تجھ میں جمع کرے وہ شے جو
امت مرحومہ سے چھوٹ گئی ہے تو خبردار! اس سے بچ
جو کہا گیا ہے کہ صدیق نہیں ہوتا ہے۔ صدیق جب
تک اسے ہزار صدیق زندیق نہ کہیں اور خبردار! کبھی
قوم کا مخالف فروع میں نہ ہونا اس لئے کہ یہ ایک مراد
خداوندی کے منافی ہے پھر کھلا ایک اور نمونہ جس سے
فقہ حنفیہ کے یعنی امام اعظم اور صاحبین کے اقوال میں
سے کسی کے قول کو اختیار کرنے اور ان کے عمومات کی
تخصیص اور اس کے مقاصد پر وقوف اور لفظ حدیث
کے معنیٰ پر اکتفا کرنے میں حدیث کی مطابقت اور
کیفیت مجھ پر ظاہر ہوئی اور کشف ہوئی تخصیص ان
کے عمومات کی اور ان کے مقاصد کا وقوف اور فقہ حنفیہ
میں نہ تو تاویل بعید ہے اور نہ ضرب بعضے حدیث کے
بعضے پر اور نہ ترک کرنا ہے حدیث صحیح کے ساتھ قول
ایک کے امت میں سے اور اس طریقہ کو اگر اللہ تعالیٰ

والاكسير الاعظم ثم نفخ نفحة اخرىٰ فطنت فيها وصاة منه باخذ طريقة الانبياء والتحمل لاعبائهم والتصدى لخلافتهم والشفقة على الناس تعليماً وارشادًا او دعاءً رفاهيتهم وطلب ما يكون فيه صلاحهم ظاهرا ومعنىً وفقنا الله سبحانه للاخذ بسنة نبيه عليه الصلوٰة والسلام.

پورا اور کامل کرے تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے۔ پھر ایک خوشبو آئی اور اس میں میں نے دریافت کیا وصیت کو اس سے واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیاء کا اور تحمل کرنا ان کی طرح سختیوں کا اور متصدی ہونا ان کی خلافت کا اور لوگوں پر شفقت کرنا از روئے تعلیم وارشاد کے اور ان کی دعائے رفاہیت کرنے اور صلاح ان کے واسطے طلب کرنے ظاہر اور باطن۔ اللہ سبحانہ ہم کو توفیق بخشے سنت نبی ﷺ کی۔

مشهد آخر توجهت الى قبور ائمة اهل البيت رضوان الله عليهم اجمعين فوجدت لهم طريقة خاصة هى اصل طرق الاولياء وانا ابين لك تلك الطريقة وابين لك ماذا انضم معها حتى صار طريقة الاولياء فاقول طريقتهم الالتفات الى اليا داشت اعنى التيقظ الاجمالي الى المبدأ ولو من وراء الحجب ولٰكن مع الذهول عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التيقظ من جوهر النفس او من العلم الحصولي وبالجملة تيقظ بسيط والتفات الى هذا التيقظ بنوع ما فهٰذه طريقتهم ولما فنى جوهر النفس من الاولياء فى هذه النقطة صار لفنائهم هيئة اخرى وراء الالتفات ثم الهموا سبيلا يهتدون بها الى الفناء فظهر الولايات بطولها وعرضها.

مشہد آخر متوجہ ہوا میں طرف قبور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے تو میں نے پایا ان کا ایک طریقہ خاص کہ اصل طریقہ اولیاء کا وہی ہے سو میں تم سے بیان کرتا ہوں وہ طریقہ اور تم سے بیان کرتا ہوں جو اس طریقہ سے منضم ہوگیا ہے، یہاں تک کہ وہ ہوگیا ہے طریقہ اولیاء کا سو تم سنو وہ ان کا طریقہ یادداشت کی طرف التفات ہے یعنی ایک تیقظ اجمالی مبداء کی طرف اگرچہ پردوں کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردوں سے اور ذہول اس امر سے کہ یہ بیداری جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی سے ہے۔ غرض تیقظ بسیط ہے اور التفات اس بیداری کے کس نوع سے ہے۔ پس یہ طریقہ ہے ان کا اور جبکہ فانی ہوگیا جوہر نفس اولیاء سے ان نقطہ میں تو ان کی فنا کی اور ہی صورت ہوگئی، سوائے التفات کے پھر ان کو ایسے رستے الہام ہوئے جن سے ہدایت پائیں طرف فنا کے۔ پس ظاہر ہوئیں ولایتیں مع طول اور عرض کے تمام۔

مشاهد اخرىٰ استفدت من جناب النبى صلى الله عليه وسلم ان كل من حصل منه قصور فى نقص العلاقات والحبية من قلبه واثبات محبته الحق سبحانه وفى عداوة الغير او السوىٰ كما قال سيدنا ابراهيم عليه السلام انهم عدو لى الا رب العالمين والاكباب على الهيمان به تحققا لا معرفة فقط فانه مغرور كائنا من كان سواء منعه عن هذه الحالة العلاقات الطبيعة والاستغراق فى مشاهدة سريان الوحدة فى الكثرة بحيث يصير محبا لكل شىء لما فيه من سريان محبوبه او غير ذلك من الموانع واستفدت منه صلى الله عليه وسلم ثلثة امور خلاف ما كان عندى وما كان طبعتى تميل اليه اشد ميل فصارت هذه الاستفادة من براهين الحق تعالىٰ على احدها الوصاة بترك الالتفات الى التسبّب فانى كلما انحدرت الى الطبيعة غلب علىّ العقل المعاشى فصرت احب التسبّب ويحول فكرى فى تمهيد الاسباب التى يحصل منها الاولاد والاموال وكلما لحقت بالنبى صلى الله عليه وسلم وبالملأ الاعلىٰ جردت عن هذه الرديية اخذ منى العهود والمواثيق ان لا التسبب حتى صارت مناقضه هذا

مشهد اخرىٰ مستفید ہوا میں درگاہ نبی ﷺ سے کہ جس شخص سے قصور ہو اس کے دل سے نقص علاقات حبیہ اور اثبات محبت حق تعالیٰ میں اور اس کے غیر رسوا کی عداوت میں جیسا کہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے: انهم عدو لى الا رب العالمين اور منہ کے بل گرنے میں سب اس کی سرگشتگی عشق میں از روئے تحقیق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہے اس میں کوئی ہو برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات طبیعت نے یا مشاہدہ سریان وحدت نے الکثرت کے استغراق نے اس حیثیت سے کہ ہر شے کو دوست رکھے، اس لئے کہ اس کے محبوب کا اس میں سریان ہے، یا سوا اس کے اور کوئی موانع میں سے اور استفادہ کیا میں نے آنحضرت ﷺ سے تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اس کے خلاف جدھر میری طبیعت بہت مائل تھی تو یہ استفادی ہوگئی میرے واسطے برہان حق تعالیٰ کی ایک تو وصیت ترک التفات کی طرف تسبب کے کیونکہ جب میں نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف تو مجھ پر عقل معاش غلبہ کرتی تھی۔ میں دوست رکھتا تھا اسباب معاش کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب میں جس سے حاصل ہو مال اور اولاد اور جب میں لاحق ہوا نبی ﷺ سے اور ملاء اعلیٰ سے، اس رذیلیت سے مجرد اور آزاد ہوگیا اور مجھ سے عہد و پیان لیا گیا کہ چھوڑوں تسبب کو یہاں تک کہ تناقض ان دونوں امروں میں محسوس ہوا بمنزلہ ظلمت اور نور کے یا اچھی

لذلک محسوسة بمنزلة الظلمة والنور والنسیم الطیب والمحرور واکثر ما فی من الامور لا مناقضة فیها بل هی علی متن الصواب بحمد الله یکون الطبیعة مستسلمة للالهام ولکن ابقی علی کل شیء من مناقضه هذا الامر لسر عجیب وثانیها الوصات بالتقید بهذه المذاهب الاربعة لاخرج منها والتوفیق ما استطعت وجبلتی تابی التقلید وتانف منه راسا ولکن شیء طلب منی التعبد بخلاف نفسی وهنا نکتة طویت ذکرها وقد تفطنت بحمد الله بسر هذه الحیلة وهذه الوصاة وثالثها الوصاة بتفضیل الشیخین رضی الله عنهما فان طبیعتی وفکرتی اذا ترکتا وانفسهما فضلتا علیا کرم الله وجهه واحباه اشد محبته ولکن شیء طلب منی التعبد به خلاف المشتهی وهیهات هذه المناقضات منی لولا ان شدة الجامعیة هی التی اوقعتنی فی ذالک.

ہوا اور گرم ہوا کے اور اکثر مجھ میں جو امر تھے ان میں مناقضہ نہ تھا، بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا۔ الحمد للہ کہ طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی تھی ایک شے پر مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور دوسرا امر ہے ان مذاہب اربعہ کی تقلید کی وصیت کہ میں نہ نکلوں ان سے اور موافقت کروں تا بمقدور اور میری سرشت انکار تقلید کا اور انکار اس سے روگردانی کرتی تھی جو شے طلب کی گئی مجھ سے وہ تقلید کی پیروی ہے بخلاف میرے نفس کے اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ میں نے اس کا ذکر موقوف کیا اور الحمدللہ کہ مجھ کو اس حلت اور اس وصیت کا راز دریافت ہوگیا اور تیسرا امر وصیت اس امر کے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما کے کیونکہ جب میری طبیعت اور فکر چھوڑی جاتی تھی تو وہ دونوں تفضیل کرتی تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہ کی اور ان سے بہت ہی محبت رکھتے تھے، لیکن اس میں بھی مجھ سے اس کی تعبیر کرائی جاتی خلاف خواہش کی۔ افسوس یہ مناقضے مجھ سے نہ ہوتے تو شدت جامعیت نہ ہوتی جس نے مجھ کو اس میں ڈالا۔

مشهد آخر رایست وانا اطوف بالبیت العتیق لنفسی نورا عظیما یغشی الاقالیم ویبهر اهلها وفطنت ان القطبیة اعنی الارشادیة انما یصح بمثل هذا النور الذی یبهر ولا یبهر ویغلب

مشهد آخر میں نے دیکھا جس وقت میں طواف کر رہا تھا کعبہ شریف کا اپنے نفس میں ایک نور عظیم کہ اس نے ڈھانک لیا شہروں کو اور روشن کردیا ہے ان کے اہل کو۔ میں نے دریافت کیا کہ قطبیت یعنی ارشادیت صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ سب پر غالب ہے، کسی کا کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اور سب کو

ولا یغلب وان من شیء الا یاتی علیه ولا یؤتی فتدبر.

مشهد آخر هذا البیت العتیق والبناء الشامخ رایت فیه همم الملأ الاعلیٰ والملأ السافل ملصقة به متعلقة تعلقا بشبه تعلق النفس بالبدن ورایته محشوّا بهممهم وارواحهم کالورد یکون محشوا بماء الورد والقطن یتخلله الهواء ورایت نبعاث دواعی الناس الی هذا البیت لانتباط هممهم بحضرة فیها الملأ الاعلیٰ والسافل.

مشهد آخر اطلعنی الله سبحانه علی ما هو فاعل بی ومانح لی من النعم الظاهرة والباطنة او عطانی العصمة من المواخذة دنیا وآخرة فکل ما تجری علیّ من الشدائد فانما هو من مقتضیات الطبیعة لا من باب المواخذة من علیٰ بهذان اخبرنی بانه شیء قل ما منح به لاولیائه واعطانی برد العیش وجعلنی لی من کل سعادة نصیبا معتدا به وکسانی خلعة الخلافة الباطنة فظهر هذا السر دفعة وبهر عقلی ثم انفسر علی بعد ففهمت الامر علی ما هو علیه.

تحقیق شریف قد یکشف علی العارف ما سیاتیه من نعم الله سبحانه واهل الله علی طبقتین فی کشف هذه الامور

روشن کرتا ہے اور آپ کو کوئی روشن نہیں کرتا اور ہر شے پاس آجاتی ہے اور یہ کہیں نہیں جاتا، پس غور کر۔

مشهد آخر اس بیت عتیق یعنی کعبہ شریف کو اور اس بناء بلند کو میں نے دیکھا کہ اس میں ہمتیں ملاء اعلیٰ کی اور ملاء سافل کی ملصق ہیں اس سے اور اس سے ایسی متعلق ہیں جیسے نفس بدن سے اور میں نے دیکھا اس کو بھرا ہوا ان کی ہمتوں اور ان کی ارواحوں سے جیسے گلاب کے پھول میں عرق گلاب اور روئے میں ہوا اور میں نے دیکھا برانگیختہ ہونا لوگوں کی طرف خواہشات کا اس بیت شریف کی طرف بسبب وابستہ ہونے ان کی ہمتوں کے ساتھ اس کے جسم سے ملاء اعلیٰ وملاء سفلیٰ۔

مشهد آخر اطلاع دی مجھ کو اللہ سبحانہ نے بعد اس سے کہ جو وہ مجھ سے کرنے والا ہے اور دینے والا ہے۔ مجھ کو نعمتیں ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجھ کو عصمت دنیا وآخرت کی مواخذہ سے پس جو سختیاں کہ مجھ پر گذریں، وہ مقتضیات طبیعت سے ہیں نہ مواخذہ کی وجہ سے مجھ پر اس کا احسان کیا اور خبر دی مجھ کو کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کم ملی ہے اولیاء کو اور عطا کی مجھ کو خوش زندگانی اور ہر سعادت سے مجھ کو اچھا حصہ دیا اور مجھ کو خلافت باطن کا خلعت پہنایا۔ پس ظاہر ہوا یہ راز ایک دفعہ اور متحیر ہوگیا میں۔ پھر ظاہر ہوا مجھ پر اس کے بعد تو سمجھ گیا میں جو تھا۔

تحقیق شریف کبھی عارف پر کشف ہوجاتی ہیں وہ نعمتیں جو اللہ کی طرف سے آنے والی ہیں، پس ان امور کے کشف کے اعتبار سے اہل اللہ کے

فاصحاب الكشف الٰهى يرون تلك الموافقة فى مرآة الحق اعنى يرون تحديق الحق بهٰذه العبد ويعرفون انعقاد ارادة فى الملأ الاعلىٰ بايجاد كذا وكذا وتقريب كذا وكذا وليس نظرهم ينصرف الى نفس تلك الواقعة فلذالك لا يستطيعون ان يخبروا عن تفاصيل تلك الواقعة كما يخبر عنها صاحب الكشف الكونى وربما انكشف لهم خزائن تلك الافاضات من الملأ الاعلىٰ ومنابعها كما قال عن من قائل

وان من شىء الا عندنا خزائنه وما ننزلها الا بقدر معلوم فيبهر الحواس الظاهرة والباطنة التى هى اجزاء بهيمية منه فى بعض الاحيان ما يتشعشع عليه من انوار الخزائن والمنابع ولا يدرى ما هذا المقدار الذى ينزله وهذه حضرة عجيبة ينبغى ان يحتاط فيها لئلا يختلط بتلك لحضرة روية وتفكر وحديث نفس فيرى الصغير كبيرا والحقير عظيما لمعنى فى المراة فيخبر بكبير هذا المقدار النازل وعظيمه فيكذب وهذا احد مظان قوله تبارك وتعالىٰ: وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبى الا اذا تمنى القى الشيطان فى امنيته واصحاب الكشف الكونى يطلعون على تلك الواقعة بمثل رؤيا او

دو گروہ ہیں۔ اصحاب کشف الٰہی تو دیکھتے ہیں اس واقعہ کو مرآت حق میں یعنی دیکھتے ہیں حق کی نظر اس بندہ پر اور پہچان لیتے ہیں اس سے ارادہ منعقد ہونے کا ملاء اعلیٰ میں ایسے اور ایسے ایجاد اور تقریب کے ساتھ اور ان کی نظر اس واقعہ کی حقیقت کی طرف نہیں پھرتی، تو اس واسطے وہ خبر نہیں دے سکتے اس واقعہ کے تفصیلوں کی جس طرح خبر دیتے ہیں اس کی صاحب کشف کونی اور کبھی ان کو منکشف ہوتے ہیں خزانے افاضات ملاء اعلیٰ کے اور ان کے چشمے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

ان من شىء الا عندنا خزائنه وما ننزلها الا بقدر معلوم. پس غالب ہوجاتے ہیں حواس ظاہری اور باطنی پر خزائن اس کے اور چشموں کے وہ انوار جو اس پر چمکتے ہیں اور نہیں دریافت ہوتا ہے کہ کس قدر ہے جو نزول ہوگا اور یہ درگاہ عجیب ہے۔ چاہیے کہ احتیاط کرے اس میں تا مخلوط نہ ہوجائے یہ درگاہ رویت وتفکر وحدیث نفس سے کہ دیکھے صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنیٰ مرآت کے تو خبر دی بڑائی اس مقدار نازل کی اور عظمت اس کی تو پھر جو جھوٹا ٹھہرے اور یہ کہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول اللہ تبارک وتعالیٰ: وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبى الا اذا تمنى القى الشيطان فى امنيته اور اصحاب کشف کونی مطلع ہوتے ہیں اس واقعہ پر مانند خواب یا ہاتف کے لئے جانے خزائن اور مبادی کے تو اگر ہوتے

هاتف من غير معرفة الخزائن والمبادى فان كانوا ممن لا يحتاجون الىٰ تعبير لموافقة تصوير خيالهم بتصوير الطبيعة الكلية معنىً مثالى فى جسد ارضى جسم او جسمانى كان الامر علىٰ ما رأوا من غير تفاوت والا احتاجوا الى التعبير وكان الوقوف على حقيقة الامر اصعب من خرط القتاد.

ہیں ان میں سے جو تعبیر کی حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے ان کے خیال کے تصویر کے تصویر طبعیہ کلیہ کے ساتھ واسطے معنیٰ مثالی کے جو جسد ارضی میں ہے جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہے جیسا انہوں نے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی ہے تعبیر کی اور حقیقت امر پر اس وقت واقف ہونا درخت خاردار پر ہاتھ پھیرنے سے زیادہ دشوار ہوتا ہے۔

تحقيق شريف للامة المرحومة اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحاب الخلافة الظاهرة اعنى المعين باقامة الحدود واعداد ادوات الجهاد وسد الشغور واجازة الوفود وجباية الصدقات والخراج وتفريقها على مستحقيها وفصل الاقضية والنظر فى اليتامىٰ واوقاف المسلمين وطرفهم ومساجدهم واشباه هذا الامور فمن كان مشتغلا بهذه الامور نسميه بالخليفة الظاهرة لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب التفصيل المذكور فى كتب الحديث ولاصحاب الخلافة الباطنية عنى المعتين بتعليم الشرائع والقرآن والسنن والأمرين بالمعروف والناهين عن المنكر والذين يحصل بكلامهم نصرة الدين اما بالمجادلة كالمتكلمين او بالموعظة الخطبا الاسلام

تحقیق شریف امت مرحومہ کے واسطے رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہت خوب ہے۔ اصحاب خلافت ظاہری کو حدیں جاری کرنے اور اسباب جہاد تیار کرنا اور حدود وولایت نگاہ رکھنے اور ایلچیوں کو اجازت دینے اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا اور اس کو اس کے مستحقوں پر تفریق کرنا اور قضایا فیصل کرنے اور یتیموں کا غور کرنا اور مسلمانوں کے اوقات اور ستون کی حفاظت اور مسجدوں کی خبر گیری اور علیٰ ہٰذا القیاس جو ان امور میں مشغول ہو، اس کو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہیں اس کے واسطے پیروی رسول اللہ ﷺ کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ ﷺ کا ہے اس باب میں اور اس کی تفصیل کتب حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہیں یعنی شرائع تعلیم کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور جن کے کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی ہے، یا تو مجادلہ سے جیسے

او بصحبتهم كمشايخ الصوفية والذين يقيمون الصلوٰة والحج والذين يدلّون علىٰ طريق اكتساب الاحسان والمرغبون فى التمسك والزهد والقائمون بهٰذا الامر هم الذين نسمّيهم ههنا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هٰذا الباب بالتفصيل المذكور فى كتب الحديث فهٰذه المقدمة بكليتها مجمع عليها ولذٰلك ترى الفقهاء ياخذون بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى اشباه هٰذه المظان ويتمسكون بها ذٰلك ولما اصّلنا هٰذا الاصل فلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا هٰذه المسئلة فى القول الجميل فى بيان سواء السبيل ولنا ان يفرع عليه بعث الدعاة والرسول فان رسول الله صلى الله عليه وسلم يبعث فى الاقطار والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله ويبلغهم الشرائع كما بعث ابا موسىٰ رضى الله عنه الى الاشعريين واباذر رضى الله عنه الى غفار واسلم وعمرو بن مرة رضى الله عنه الى جهينة وعامرًا الحضرمى رضى الله عنه الىٰ بنى عبدالقيس وصعب بن عمير رضى الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهر انما كان شانهم دعوة

متکلمین نصیحت سے یا جیسے واعظین یا صحبت سے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم کرتے ہیں نماز اور حج ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے ہیں احسان کے طریق حاصل کرنے کے اور ترغیب دیتے ہیں عبادت اور زہد کی ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں خلیفہ باطنی۔ ان کے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ ﷺ کی جو فرمادیا ہے آپ نے اس باب میں جس کی تفصیل مذکور ہے کتب حدیث میں۔ پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہیں سنت رسول اللہ ﷺ اور سند لیتے ہیں سنت رسول اللہ ﷺ سے اس میں اور جب ہم نے اس کو اصل قرار یا تو ہمارے واسطے جائز ہے کہ ہم اس پر بیعت لینے کا مسئلہ متفرع کریں اور اس مسئلہ کو ہم نے قول الجمیل فی سواء السبیل میں ذکر کردیا ہے۔ ثواب ہمارے واسطے ان جیسے امور میں ہے کہ ہم تفریع کریں اس پر بھیجنا داعیوں اور نائبوں کا کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھیجتے تھے اطراف میں اور قبائل میں ایسے لوگ جو داعی ہوں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی طرف اور ان کو احکام شرعی پہنچائیں۔ چنانچہ آپ نے بھیجا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری میں اور ابوذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم میں اور عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ کو طرف جہینہ کے اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبدالقیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے اور ان کو کچھ تفویض نہ کیا امور خلافت ظاہر میں سے۔

الناس الی الاسلام وتعلیم القرآن وسنن وفرق بین الخلیفة الظاهر والخلیفة الباطن من حیث ان تعدد اهل الباطن لا یقضی الیٰ تخاصم ونزاع دون الخلافة الظاهر وفرق بین الخلیفة وبین الداعی والرسول فان الخلیفة ینبغی ان یکون عالمًا وسیع العلم وسیع الکلام والداعی ینبغی ان یکتب له عهد یعمل علیه لیس له وراء ذلک ویرجع فما اشکل الی الخلیفة واکثر سنن الدعاة والرسول تؤخذ من بعث النبی صلی الله علیه وسلم ایاهم الی قوامهم قبل الهجرة فتدبر.

پس ان کا یہ کام تھا کہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں اور تعلیم کریں قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور باطنی میں یہ ہے تعدد اہل باطن سے نزاع باہمی نہیں ہوتا۔ ان کی آپس میں خصومت نہیں ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہ ہے کہ خلیفہ تو چاہیے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکھ دیا جائے ایک دستور العمل اس پر عمل کرے۔ اس کے سوا جو مشکل بات ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیوں اور ایلچیوں کے اخذ کیے جاتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کی ہجرت سے پہلے پس غور کرو۔

مشهد آخر وجدت روحی تضاعفت وعظمت وسبغت واتسعت فتاملت فی هذه الوجدان فقطنت بانه شیء یجده العارف وسره حلول اسرار الحضرات الٰهیة المنعقدة فی الملأ الاعلیٰ بروحه ونزول برکات الاسماء الٰهیة المنعقدة فی المدارک الجمیلة اوّلا والمنفسرة بآیات متلوة منزلة علیٰ قلب رسول مجتبیٰ او اسماء مشهورة صار التعبیر بها عن الحق بحسب صدور تلک الآثار منه جبلة مجبولة وطبیعة ودیدنا فی الناس ثانیا فحلول تلک الحضرات والبرکات

مشهد آخر میں نے اپنی روح کو پایا کہ وہ دوچند اور عظیم اور فراخ اور وسیع ہوگئی، تو میں نے اس بات کو سوچا تو دریافت ہوا کہ عارف اس شے کو پاتا ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ حضرات الٰہیہ کے اسرار جو منعقد ملاء اعلیٰ میں عارف کی روح میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات اسماء الٰہی کا جو منعقد ہیں مدارک جمیلہ میں اولاً اور منفسر ہیں سات آیات متلوہ منزلہ اوپر قلب رسول مجتبیٰ ﷺ یا اسمائے مشہورہ جن کو تعبیر کرتے ہیں حق سے موافق صدور ان آثار کے اس سے از روئے سرشت وجبلت کے اور طبیعت لوگوں کی اور عادات کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا اور برکات کا عارف لوگوں کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت وفراخی اور قوت۔ پس نہ دیکھے گا تو کسی کو کہ وہ ایسے

بروحه يورث فيها سعة وقوة فلن ترى احدا يحدف في مثل هذا الرجل الا امتلأ منه رعبا وتعظيما وظهر من سبحات وجهه كرم ذات وظهرت البركات في فراسته وهمته فهذا سر هذا الوجدان واصله.

مشهد آخر رايت حضرة نسبتها من الطبيعة الكلية نسبة قوة الارادة والعزم المقرونين بالتحريك من طبيعة فرد من افراد الانسان فكما ان خيال الانسان يتمثل فيه لذة جلب نفع او دفع ضرّ ثم يصطفى الخيال خلاصة هذه الصورة فيلقيها في تلك القوة فتنبعث القوة فيحصل العزم فيحصل تحريك العضلات الى الفعل المطلوب فكذلك النفس القوية المتجردة يتمثل عندها همة ظهور واقعة في الناسوت فتصطفي خلاصة تلك الصورة المطلوبة فتحملها مع معرفتها بربها الى تلك الحضرة فينبعث القضاء من قلب الطبيعة الكلية وتحصل صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت حدوث الواقعة في الناسوت احدثها الله كما خلقها في المثال وفطنت ان تاثير الهمة بالوجه الذي ذكرنا هو كمال الانسان وانه معد لصيرورة النفس جارحة من جوارح الحق في البرزخ.

شخص کو غور سے دیکھے اور اس کے رعب میں نہ آجائے اور اس کی عظمت سے اور تعظیم سے پیش نہ آئے اور ظاہر ہوتا ہے اس کے جلالت چہرہ سے اس کی ذات کا کرم اور اس کی فراست وہمت میں برکتیں۔ پس یہ اس وجدان کا سر اور اس کی اصل ہے۔

مشہد آخر یعنی دیکھی ایسی درسگاہ کہ اس کی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہے جیسے نسبت قوت ارادہ وعزم کی در حالیکہ مقرون ہوں حرکت طبیعت سے کسی فرد کے افراد انسان میں سے تو جس طرح انسان کے خیال میں لذت نفع حاصل کرنے کی یا ضرر دفع کرنے کی متمثل ہوتی ہے پس خیال خلاصہ اس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت میں اس کو ڈال دیتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے۔ پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے۔ اسی طرح نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور واقعہ کے بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت مطلوبہ کا اور اٹھا لے جاتی ہے اپنے رب کی معرفت کے ساتھ اس درگاہ میں پھر برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے اور عالم مثال میں صورت واقع آتی ہے۔ پھر جس وقت عالم ناسوت میں اس واقعہ کے پیدا ہونے کا وقت آتا ہے، اللہ اس کو پیدا کردیتا ہے جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال میں، تو میں نے دریافت کیا کہ ہمت کی تاثیر اس وجہ سے جو ہم نے بیان کی، یہی انسان کا کمال ہے اور وہ معد ہے اس بات کی نفس جارحہ ہو جائے حق کے جوارح سے عالم برزخ میں۔

تحقیق شریف قد ینکشف علی العارف ان القضاء تعلق حتما بایجاد الواقعة الفلانیة علیٰ نحو کذا و کذا و ان القدر فی ذٰلک مبرم ثم یدعو الله هذا العارف بجهد همته ویلحّ فی الدعاء حتیٰ ینقلب القضاء قضاء بایجادها علیٰ نحو آخر فیوجد حسب الهمت و ذالک کما روی عن سیدی عبدالقادر جیلانی رضی الله عنه فی قصة تاجر من اصحاب حماد الرباس و کما وقع لسیدی الوالد رضی الله عنه فی قصة مرزا هدایت الله وغیرها وفیه من الاشکال ما لا یخفی والحق عندی انه یکون علیٰ وجهین احدهما ان بعض الاسباب العالیة اقتضیٰ هذا الامر اقتضاء متاکدًا و کل اقتضاء فانما فیه شیء واحد ولیس فیه احتمال نقیضه وانما فیه صورة الواقعة کاملة وافرة من غیر انقباض یرد علیها بسبب آخر فانکشف علیه هذا الاقتضاء المتاکد بصورته وهیئته ورای منبع القدر المبرم من کرة هذا الاقتضاء ولم یره صراحا فظن انه القدر المبرم ثم ان همته صارت سببا من الاسباب المعدة لنزول القضاء فعند مزاحمتها تلک الاسباب کانت حکمة الله ان یقبض امرا عما کان علیه ویبسط امرا عما کان علیه

تحقیق شریف کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو کہ قضا ضرور متعلق ہے فلاں واقعہ کے ایجاد کرنے میں اس طرح اور اس طرح اور اس میں تقدیر مبرم ہے۔ پھر وہ عارف دعا کرتا ہے اپنی کوشش ہمت سے اور دعا میں الحاح کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ قضا منقلب ہوجاتی ہے ایجاد میں دوسری طرح پر اور پاتا ہے اس کو حسب ارادہ۔ چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان میں ایک سوداگر کی جو حضرت حماد رباس کے اصحاب میں سے تھا اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت اللہ وغیرہ کے اور اس میں جو اشکال ہے، وہ مخفی نہیں ہے اور حق میرے نزدیک یوں ہے کہ یہ امر دو وجہوں پر ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ بعضے اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہیں اس امر کے از روئے اقتضائے متاکد کے اور بیشک ہر اقتضاء میں ایک شے واحد ہے۔ اس کے نقیض کا احتمال اس میں نہیں ہے اور بیشک اس میں صورت واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو اس پر وارد ہو کسی اور سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضائی متاکد اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا ہے منبع قدر مبرم کا روزن سے اس اقتضاء کے اور اس کو نہیں دیکھتا صریحاً پس گمان کرتا ہے کہ قدر مبرم ہے۔ پھر اس کی ہمت بہت ہوجاتی ہے اسباب معدہ میں سے واسطے نزول قضا کے، پھر وقت مزاحمت ہونے ان اسباب کے اس ہمت سے اللہ کی حکمت ایک امر قبض کرلیتی ہے اور دوسرا امر بسط کردیتی ہے تو مراد

فیظهر المراد والثانی ان الله سبحانه یخلق صورة تلک الواقعة فی عالم المثال من اجزاء القوی الروحانية قبل ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها الى الدنيا فتصير متحدة بالواقعة الناسوتية وهٰذا معنىٰ انزال الانعام وانزال الميزان والحديد وانزال البلاء فعيالجها الدعاء فهٰذا الصورة المخلوقة فی عالم المثال ربما يلحقها المحو قال عز من قائل يمحوا الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب والمحو هو الذی سمی رد قضائی قوله صلی الله عليه وسلم لا يرد القضاء الا الدعاء فيكشف على العارف وجود تلک الواقعة ويعبر عن ذٰلک بالقضاء المبرم ثم تصادمه الهمة فتحوله عن متن طبيعة والله اعلم.

ظاہر ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اس واقعہ کی عالم مثال میں اجزائے قوائے روحانیہ سے پہلے اس سے کہ اس صورت واقعہ کو پیدا کرے اجزائے جسمانیہ سے، پھر اسے دنیا کی طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہوجاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے اور یہ معنی ہیں نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اس کا دعا پھر یہ صورت مخلوقہ عالم مثال کبھی محو ہوجاتی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: یمحوا الله ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب اور محو وہ شے ہے جس کا نام رد قضا ہے قول آنحضرت ﷺ میں کہ اس کے پاس اصل کتاب ہے۔ لا یرد القضاء الا الدعاء۔ پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود پر اس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اس کو قضائے مبرم، پھر مصادم ہوتی ہے اس کو ہمت تو پھر دیتی ہے اس کی طبیعت کے متن سے واللہ اعلم۔

تحقيق شريف ايضا قد يعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعودا ثم لا يظهر الامر على ما وعد مع كون الالهام حقا فيشكل هٰذا علىٰ كثير من الناس تكلم المشايخ فی دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف بهٰذا العبد ان يوعد بوعد هينی يرغب فيه وينتظر اليه ثم لا يوفی بالوعد ويترقی من حب النعمة الى حب المنعم ومن حب الافعال الى حب الذات

تحقیق شریف کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ کسی اہل اللہ سے، پھر نہیں ظاہر کرتا اس امر کو اس وعدہ پر باوجود یہ کہ الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں پر۔ اس اشکال کے دفع کرنے میں مشائخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الٰہی اس بندہ پر ہوتا ہے کہ ایک اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے، اس کا انتظار کرتا ہے۔ پھر وہ وعدہ وفا نہیں ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت سے ترقی کرکے منعم کی محبت کرتا ہے اور افعال کی حب

والصفات یریدون ان ترک الوفاء بالوعد لیس نقیصة یجب تنزہ اللہ سبحانہ عنہ بالاطلاق بل ربما یکون ضنا وغرور او تدلیساً فیکون من باب النقیصة واللہ منزہ عن ھذا القسم وربما یکون لطفا بالعبد وسببا لترقی وتقریبا لہ فیکون من صفات الکمال ولھذا نظائر منھا تقدیم کلمة او تاخیرھا من محلھا لضرورة رعایة الفاصلة وکذلک التکلم بالمجاز لضرورة فقد کلمة مثلھا من الحقیقة فی العذوبة او مثل ذلک فان اخذنا ذلک بمعنی الاضطرار وعدم القدرة وکان نقیصة وان اخذناہ بمعنی نزول القران علی لغة قریش وکان من لغتھم التقدیم والتاخیر لرعایة الفاصلة والتجوز لعذوبة فانزل وفق لغتھم من غیر اضطرار لہ الیٰ ذلک ولکن لطفا بھم لیکون الکتاب بلغتھم التی یعرفونھا فیتدبروہ حق تدبرہ کان من صفات الکمال فھذا قولھم وھذا توجیھہ وتحریرا لکنا نقول ھذا وجدان حق انکشف لھم ثم رجعوا بعد ذلک الیٰ رؤیتھم واستقبلھم علومھم التی خزنتھا صدورھم فتحت منھا تاویل وجدانھم ونزل اطمینان قلوبھم بالوجدان اطمینانا بھذا التاویل المنحوت

سے جب ذات وصفات کرتا ہے، مشائخ نے ارادہ کیا اس امر سے یہ وعدہ وفا نہ کرنا نقص نہیں ہے۔ واجب ہے اللہ تعالیٰ کی اس سے تنزیہ مطلق بلکہ بسا اوقات وعدہ وفا نہ کرنا بخل وغرور اور تدلیس ہوتا ہے تو یہ نقص ہوا اور اللہ تعالیٰ نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ پر لطف اور اس کی ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو یہ صفت ہوئی کمال کی اور اس کے واسطے نظیریں ہیں اور نظیروں میں سے ہے تقدیم کلمہ کی یا تاخیر اس کے اُس کے محل سے واسطے ضرورت رعایۃ فاصلہ کی اور اسی طرح کلام کرنا مجازاً بسبب ضرورت نہ ہونے کلمہ کے مثل اس کی حقیقی غروبت میں یا مانند اس کے تو اگر ہم اس کو اضطرار اور عدم قدرت جانیں تو نقصان ہے اور اگر ہم سمجھیں کہ قرآن شریف لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور ان کی لغت میں تقدیم وتاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عذوبت کے یہ ان کی لغت میں نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہیں، بلکہ ان پر لطف کر کے کہ کتاب ان کی لغت میں ہے جسے وہ جانتے ہیں تو وہ آپس میں تدبیر کریں جس قدر تدبر چاہیے تو صفات کمال ہی بس ہے یہ قول ان کا اور یہ ہے توجیہ اور تحریر اس کی۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا ان کو۔ پھر رجوع ہوئے وہ بعد اس کے طرف رویۃ کے تو روبرو آئے ان کے وہ علوم جن کا خزانہ ان کے سینے ہیں۔ کھل گئی ان سے تاویل ان کے وجدان کی اور ان کے قلوب کو اطمینان حاصل ہوگیا اطمینان سے۔ اس

من حيث لا يشعرون وكثيرا ما يتفق ذلك وهذا بعينه نظير مسئلتنا هذه فكما ان الوعد حق والموعود قد لا يظهر كذلك التعليم حق وفيه تاويل منحوت فتدبر والحق الصراح ان الالهام ضرب من تجلى الحقائقْ للعبد على ما هى عليه لما اسدل بينه وبين حالة التجلى الصراح حجاب وضاق بينه وبينها الجوّ الاقدر حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب التجلى خطابا والهاما وخاطرا وهاتفا علىٰ الاختلاف استعداد القوى الدراكة والاسباب الحاكمة فى الوقت واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من سادات الملاء الاعلىٰ مما لو خلى الامر مع هذا الاقتضاء فقط لوجب فى حكمة الله ان يجيب دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء آخر مثله او اكد منه يجب فى حكمة الله عند اجتماعهما واصطكاكهما فى القوة التى هى فى قلب الطبيعة الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقرونين بتحريك العضلات ان يقضى بنحو آخر ويوجد فى المثال صورة اخرى فهذا العبد بما لا يصل الى صميم القوة العازمة التى هى فى قلب الطبيعة الكلية

تاویل تراشی ہوئی اس جائے سے کہ ان کو خبر نہیں اور ایسا اکثر اتفاق ہوا ہے اور بعینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے۔ پس جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہیں ظاہر ہوتا۔ اسی طرح تعلیم حق ہے اور اس میں تاویل تراشیدہ ہے۔ فتدبر پس سوچو اور حق صریح یہ ہے کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقائق کے واسطے بندہ کے علیٰ ماہی علیہ جس وقت چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے حجاب اور تنگ ہوتا ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر قدر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے حلقہ کے تو ہوجاتی ہے تجلی خطاب والہام اور خاطر وہاف حسب اختلاف استعداد قوت دراکہ اور اسباب حاکمہ فی الوقت کے اور جب ہوا وہ امر اس طرح تو سبب عدم وقوع موعود کی دو باتیں ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک تو یہ کہ منکشف ہو بندہ پر اقتضا کسی سردار کا سادات ملاء اعلیٰ سے اس حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اس اقتضا کے فقط تو ضرور ہے اللہ کی حکمت میں یہ قبول ہو دعا اس کی اور زیادہ کیا جائے اس کے واسطے اس کا اقتضا لیکن وہاں ایک اور اقتضا ہے اس کے مانند یا اس سے موکد کہ وجاب ہے اللہ کی حکمت میں۔ جب وہ دونوں اقتضا جمع ہوں اور ایک دوسرے سے مقابلہ کریں قوت میں وہ قوت کہ طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے بمنزلہ قوت ارادہ عزم مقرونین کے عضلات کی تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پائی جائے مثال میں دوسری صورت تو پس یہ بندہ بسا اوقات نہیں پہنچتا اس صمیم قوت عازمہ کو جو طبیعت کلیہ

اتخيل انها في مركز العرش وان المركز لذلك صار مآوىٰ العناصر والمواليد حتى يقضى اليها بلا واسطة وياخذ عنها شفا هابل يصل الى خلاصة سيد وصفاوه همت وينظر من تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط لون المرآة بالمرائى فى الحدقة ويقصر علمه عن احاطة الاسباب والوصول الى حميم هذه الحقيقة فلا يعرف الاهداء الاقتضاء وحكمه ادهمة هذا السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام المضادة لها فيسرى الجميع والمنع فيه من حيث لا يدرى ثم يناقب هذا الانكشاف خطابا لاسباب مما ذكرنا ومما طوينا ذكره وليس هذا اخبارا شفاهيا حتىٰ يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف له امر مجمل ويتحول هذا الانكشاف الاجمالى الهاما مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة فى صدره فنشرحه شرحا من حيث لا يدرى وكما انها شرح الانكشاف الاجمالى فى المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير فكذلك هذا المختلط من الهام اجمالى وشرح وتفسير منحوت من العلوم المخزونة يحتاج الى التعبير ولا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه فى احقيقة ثلج بالامر الاجمالى من حيث هو محفوظ

کے قلب میں ہے اور بیشک میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مرکز عرش میں ہے اور تحقیق مرکز واسطے اس کے ہوگیا ہے ٹھکانا عناصر وموالید کا تاکہ اضافہ ہوسکے طرف بلا واسطے اور مواخذہ کرے اس سے طرف اس کے بلکہ پہنچے طرف خلاصہ سید اور صفاہمت کو اور دیکھے اس روزن سے قوت عازمہ کو تا مختلط ہوجائے رنگ مرآت اور مرئی کا آنکھ میں اور قاصر ہو اس کا علم احاطہ اسباب سے اور پہنچنے سے تہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانے وہ بندہ مگر یہ اقتضا اور اس کا حکم اس واسطے کہ ہمت اس سید کی جامع ہے ان احکام کی اور مانع ہے اس کے احکام متضاد کو۔ پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اس میں اس حیثیت سے کہ معلوم نہ ہو۔ پھر مطلب ہوجاتا ہے انکشاف خطاب سے ساتھ ان اسباب کے جو ہم نے ذکر کیے اور جس کا ذکر نہیں کیا اور نہیں ہوتی یہ خبر دینی سامنے اور روبرو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری بات دونوں باتوں میں سے یہ ہے کہ اس شخص کو ایک امر منکشف ہو۔ مجمل اور محول ہوجائے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل کی طرف۔ پس مبادرت کریں اس کی طرف اس کے سینہ کے علوم اور اس کی شرح کریں اس حیثیت سے کہ دریافت نہ ہو اور جیسا کہ اس کے علوم شرح کرتے ہیں انکشاف اجمالی کے سونے میں اور وہ ہوجاتا ہے ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسی طرح مخلط الہام اجمالی اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے اور اس وقت کچھ اعتبار نہیں ٹھنڈک اور اطمینان کا اس

فی هذا الشرح وربما تبادروا اليه هاجس نفس واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصير نظره عن التميز فبقى الامر عنده غير مبين وبالجملة فمن رآى هذه الصورة المختلطة قال وعد ولم يوجد الموعود ومن رآى كل شیء متميزا من غيره قال الوعد اجمالی وقد وفى به ولو فى نشاة دون نشاة وشبح دون شبح والصورة منحوته اما بما هو تفسير له محتاج الى التعبير ولم يعبر حق التعبير واما يخلط تلوث به الصدق ولم يبق على صرافته وبالجملة فالوجهان جميعا انما يعتريان المتوسطين اما اهل الكمال فهم بمعزل من ذلك اللهم الا المحتاج الى التعبير ولكنهم لبحرهم فى احكام النشآت لا يعما عليهم الامر والله اعلم.

تحقيق وتمثيل اعلم ان الارادة هى مرقى علل صدور الخلايق ولكن للارادة علة تصدر منها وهى اقتضاء الذات لها واستلزامها اياها لا يشک فى ذلک احد لان الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات الواجب بقى ههنا شیء مشكل جدا هل تعلق الارادة بهذا دون ضده من جهة خصوصية هذا وتعينه واجب بذات الارادة لا يرقى لذلک

واسطے کہ فی الحقیقت یہ دل کی تسلی ہے ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ اس شرح میں اور کبھی اس کی طرف متبادر ہوتے ہیں خطرات نفس اور استعجال طبیعت اور دھوکہ شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے تمیز سے تو وہ امر اس کے نزدیک غیر مبین رہتا ہے۔ الغرض جو دیکھے اس صورت مخلط کو وہ کہے گا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا اور جو شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسرے سے، وہ کہے گا وہ اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ عالم میں ہوا اور کسی قالب میں ہوا اور صورت تراشیدہ یا ساتھ اس شے کے کہ وہ اس کی تفسیر ہے محتاج تعبیر کی تھی اور تعبیر نہ پائی جیسی چاہیے تھی اور یا مخلوط ہوگئی اس سے جس سے آلودہ ہوا صدق اور اپنی صرافت پر نہ رہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ دونوں وجہیں عاری رکھتی ہیں متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے علیحدہ ہیں مگر یوں کہا جائے کہ محتاج تعبیر ہیں، لیکن ان پر اپنے بحر کے سبب احکام عالم میں امر چھپا نہیں رہتا، واللہ اعلم۔

تحقیق وتمثیل جاننا چاہیے کہ تحقیق ارادہ ہے ظہور خلائق کی علتوں کا ندربان ہے لیکن ارادہ کا ایک محل ہے علت، جہاں سے وہ صادر ہوتا ہے اور وہ کیا ہے ذات کا مقتضی ہونا اس ارادہ کے واسطے اور مستلزم ہونا اس ارادے۔ اس امر میں کسی کو شک نہیں اس واسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہیں ہے لیکن وہ ارادہ واجب ہوتا ہے واجب الوجود کے واجب کردینے سے۔ باقی رہی یہاں ایک بات بہت مشکل وہ یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ اس کے ہے نہ اس کی

وجوب الى الذات الواجبة او يرقى
وجوبها من هذه الجهة ايضا الى الذات
الواجبة كما يرقى وجوب الارادة نفسها
اليها فاستتر هذا السر على اكثر الناس
والحق ان الفاقد لوجوب ذاته ووجوده من
جذر ذاته فاقد لكل كمال يحدث له بعد
وجوده ووجوبه باعتبار ذاته انما تلبسه
بذلك الكمال من الذى تلبسه بالوجوب
منه فليس تعلق الارادة الاحذو انبساط
الاكعدادات التاثيرية المسماة بالاسماء
والاستعدادات التاثيرية المسماة بالاعيان
من جهة اقتضاء الذات واستلزامها
وانبساط تينك القبلتين له حصر يمنع
الزيادة والنقص ناشى من جهة الذات
ولنضرب لذلك مثلا اليس ان المحاسب
اذا تعلقت ارادته بالواحد فشق منه واحدا
وواحدا بتثنية النظر فحدث اثنان وشق منه
واحدا وواحدا وواحدا بتثليث النظر
فحدثن ثلثة وبالجملة اذا تعلقت ارادته
بضم مشتق الى مشتق قدر ما يسعه علمه
فحدث مراتب الاحاد والعشرات والمآت
والالوف ثم جمع بعضها ببعض بقدر ما
يسعه فرض العقل جاءت امور غير
متناهية فى انفسها محصورة
بالافاضة الى الواحد فانها يشتق منه

ضد سے بسبب اس کی خصوصیت کے اور تعین اس کی
واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہیں مرتفع ہوتا واسطے
اس کے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا
ہے وجوب کا اس جہت سے بھی طرف ذات واجب
کے یا جیسی مرتفع ہوتا ہے وجوب نفس ارادہ کا طرف
ذات واجب کے۔ پس یہ راز اکثر لوگوں پر پوشیدہ رہا
اور حق بات یہ ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب ذات
اس کی کے اور اس کے وجود کی اصل اس کی ذات
سے وہ فاقد ہے واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے
اس کے بعد اس کے وجود امر وجوب کے باعتبار اس
کی ذات کے جز این نیست کہ اس کو آراستہ کرتا ہے
اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اس کو ساتھ
وجوب کے اس سے تو پس نہیں ہے تعلق ارادہ کا مگر
مقابل فراخی استعدادوں تاثیریہ کے جن کا نام اسما ہے
اور استعدادوں تاثیریہ کے جن کا نام اعیان ہے
بسبب اقتضاء ذات اور اس کے مستلزم ہونے کی اور
فراخیاں دونوں استعدادوں تاثیریہ کے واسطے اس کے
ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہے زیادتی کو اور نقصان کو،
جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اس کی
بیان کریں، کیا یہ بات نہیں ہے کہ محاسب کا جب
ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا اس سے واحد
دوسرے نظر سے تو وہ حادث ہوئے دو اور پھر نکالا
اس سے ایک اور ایک ایک تیسرے نظر سے تو حادث
ہوئے تین عرض اور جس وقت متعلق ہو ارادہ اس کا
ایک مشتق کو دوسرے مشتق سے ضم کرنے کا بقدر

دون غير ومتميزا بعض المراتب من بعض من جهة نحو الاشتقاق فاخذ علة ظهور هذه الصور العددية المتكثرة تعلق الارادة بظهور كمال المحاسب ومنشاتعين تلك المراتب بالترتيب والانحصار والانضباط بحيث لا يزيد ولا ينقص هو الطبيعة العددية المحفوظة قبل الارادة كان الارادة حكاية لطبيعتها ومبيضة لظهور احكامها فنسبته الجعل والايجاد الى الماهياتكنسبة تاثير المحاسب فى الاعداد من جهة ظهور صورتها بعد ما لم يكن ونسبة الماهيات ولو ازمها الى مفيضها قبل الجعل كنسبة مراتب الاعداد الى الواحد وتقدم بعضها على بعض ولزوم خواص تلك المراتب لها من قبل الطبيعة العددية فقط

فهٰذا معنىٰ قولهم الماهيات غير مجعولة والجعل والايجاد هو الظهور والفيض المقدس وارتباط الماهيات بمفيضها كارتباط المراتب العدديتة بالواحد وتعينها بخواها كتعين تلك المراتب بخواصها فرضا قبل ان تتعين وجود او هو الفيض الاقدس فكما ان للعدد سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض ممتدة من الواحد

وسعت اس کے علم کے تو حادث ہوئی مراتب احاد اورعشرات اور مآت اور الوف کے پھر جمع کیا بعض کو ساتھ بعض کے اور بقدر فزاعقل کے تو ہوں گے امور غیر متناہی بذات خود محضور نسبت کرنے طرف واحد کے، کیونکہ وہ مشتق ہوئی ہیں اس سے نہ اس کے سوا سے اور متمیز ہیں بعضے مراتب بعض سے جہت طریق اشتقاق سے تو اس وقت ہوگی علت ظہور ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھ ظہور کمال محاسب کے اور منشاء تعین ان مراتب کا ساتھ ترتیب وانحصار وانضباط کے اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے اس کی طبیعت کے اور منصۂ ہے اس کے ظہور احکام کا تو پس نسبت جعلی اور ایجاد کی طرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر محاسب کے بیچ اعداد کے جہت ظہور ان کی صورتوں کے بعد اس کے نہ تھی اور نسبت ماہیات اور ان کے لوازم کے طرف ان کے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہے جیسے نسبت اعداد کی طرف واحد کے اور تقدم ان کے بعض کا بعض سے اور لزوم خواص ان مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے ہے فقط۔ پس یہ معنیٰ ہیں ان کے قول کے الماهيات غير مجعولة اور جعل وایجاد وظہور اور فیض مقدس ہے اور ارتباط ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب عددیہ کا ساتھ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھ خواص اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین ان مراتب کا اپنے خواص سے

الی ما لا یتناهی کامنة فی الواحد من جهة الفرض والتقدیر لا من جهة التقرر بالفعل وکذلک للطبیعة الکلیة بما فی حیزها من ارکان وموالید سلسلة مرتبة بعضها بعض بعض معلومة الحواص والمراتب کما قال عن من قائل حکایت عن تلک الحقائق وما منا الاله مقام معلوم منفسرة الی الانواع انفسارا حاصرا لا یزید ولا ینقص ولا یمکن ذلک ابدا ثم تنفسر تلک الانواع الی الافراد بضربها فی الاتصالات الفلکیة والارضیة وملاحظات الوضع السابق المعد الموضع اللاحق الی غیر النهایة ممتدة هذا السلسلة من ماهیة الماهیات وحقیقة الحقائق الیٰ ما لا یتناهی کامنة فی حقیقة الحقائق والبسط الاشیاء من جهة الفرض والامکان لا من جهة التقرر بالفعل ثم ارتبط بحقیقة الحقائق الخارج وظهر فیه صورة حقیق الحقائق وارتباط الخارج بحقیقة الحقائق کمثل ارتباط اللوازم بالماهیات فصدر من هذا التجلی بالارادة والاختیار طبیعة کلیة واحدة هی کشخص واحد صدر منه بواسطتها الارکان والعناصر ثم حصل من امتزاج القبلتین الموالید وادرک هذا الشخص لواحد ربه الفرد الصمد فی

فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجود اور وہ فیض اقدس ہے۔ بس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض کے کہ ممتد ہے واحد طرف سے نامتناہی کے پوشیدہ ہے بیچ واحد کے جہت فرض سے نہ جہت تقرر بالفعل سے اسی طرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھ اس شے کے جو اس کے حیز میں ہے ارکان وموالید سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے معلوم الخواص والمراتب چنانچہ اللہ تعالیٰ از روئے حکایت ان حقائق کو بیان فرماتا ہے: وما من الا له مقام معلوم کہ منفسر ہے طرف انواع کے انفسار حاصر ایسا کہ نہ زیادہ نہ کم اور نہ ممکن ہوا ابد تک پھر منفسر ہوتی ہیں وہ نوعیں طرف افراد کے جب ان کو ضرب کریں اتصالات فلکیہ وارضیہ میں اور ملاحظہ کریں وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تاغیر نہایت ممتد ہے یہ سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور حقیقت الحقائق سے طرف لانہایت کے کہ پنہاں ہے حقیقت الحقائق میں اور ابسط اشیاء ہے باعتبار فرض وامکان کے نہ باعتبار جہت قرار بالفعل کے۔ پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقائق خارج کے اور اس میں ظاہر ہوئی صورت حقیقت الحقائق کی اور ارتباط خارج کا حقیقت الحقائق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ ماہیت کے۔ پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے کہ جس سے صادر ہوئے اس کے واسطے سے ارکان وعناصر۔ پھر حاصل ہوئے امتزاج عناصر وارکان سے

خیالہ فحصلت صورۃ علمیۃ ھی کیفیۃ علمیۃ باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم باعتبار وھذا اول تجلی فی الطبیعۃ الکلیۃ ثم نزلت فی المدارک المقیدۃ فصارت حضرات منھا حظیرۃ القدس وغیرھا.

موالید اور ادراک کیا اس شخص واحد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال میں تو حاصل ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفی علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے اور یہ پہلے تجلی ہے طبیعت کلیہ میں، پھر نازل ہوئے مدارک مقیدہ تو ہوگئے حضرات انہی سے حظیرہ قدس وغیرہ۔

مشھد آخر من الاخلاق الانسان خلق یسمی بالسمت الصالح حقیقۃ ینفظ النفس الناطقۃ باعمالھا واخلاقھا التی ھی فیھا بینہ وبین اللہ وبینہ وبین سائر الناس واھتدائھا لنظام صالح فیھا یرضاہ اللہ من عبدہ فاذا شاء اللہ بعبد خیرا فقھہ بتلک الاعمال والاخلاق وھداہ لنظام صالح فیھا تفقیھا مفاضا من حضرۃ الرحمۃ من غیر فکر ورویۃ منہ وھذہ الافاضۃ انما تکون برکۃ منفوخۃ فی خلق السمت الصالح وھذا ھو معنیٰ قولہ عن من قائل واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ– وھذہ الصورۃ ایجاد الفعل ویتبع ھذا الایجاد ایجاد علم بتلک الاعمال والاخلاق ونظامھا المحبوب ولا یتکمل احد من عباد اللہ الا بھاتین الھدایتین لکن کثیر من

مشھد آخر اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے۔ اس کا نام سمت صالح ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ متفظ ہے نفس ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو اس میں اور اللہ تعالیٰ میں ہیں یا وہ اعمال واخلاق درمیان اس کے اور لوگوں کے ہیں اور ان کا ہدایت پانا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوا اپنے بندہ سے تو جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اس کو سمجھ دیتا ہے ان اعمال واخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اس کو ان کے نظام صالح کی۔ وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بے فکر ورویت کے اس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی گئی خلق سمت صالح میں اور یہ معنیٰ ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے: واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ اور یہ صورت ہے ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال واخلاق اور ان کے نظام محبوب کے ساتھ اور اللہ کے بندوں میں سے کوئی کامل نہیں ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتوں کے لیکن بہت سے افراد انسان ہیں کہ مستوجب ایجاد مشافہ کے نہیں درگاہ رحمت

افراد الانسان لا يستوجبون الايجاد
الشفاهى من حضرة الرحمة بغير
واسطة فكان الخير حينئذ ان تتوجه
الرحمة الى كامل من البشر يستحق
بجبلتان ينسلخ من احكام الفرد
الخاص ويبقى بامة من الناس بحسب
امزجتهم وما يليق بها من الاعمال
والاخلاق وكيفية ترقيهم من
الطبيعة الىٰ ما قدر لهم من القربة
ويستوجب ايضا بفطرته ان يجذب من
حيز الطبيعة الى حيز القدس
فتنصبغ هنالك نفسه بلون الا
بجائين ويحيط بهما تحققا
وتبينا فاذا توجهت الى كامل هذا
نعته ضمته اليها وعظته فانطبع
فيه السر المراد وتسبح هنالك هذا
السر الاجمالى بصورة بقائه باحكام
تلك الامة فيسرى عنه وقد وعى
علما ثم يرد الى حيز الفكر والروية
فيتكلم كما وعىٰ وهذه حقيقة
نزول الشرائع على الانبياء وحيا
ونزول الطرق على الاولياء كشفا
والهامًا فيسمع منه هذا المحتاج الى
الواسطة كلامًا دالا علىٰ النظام المراد
فتبادر اليه فطرته فياخذ منها خلق

سے بغیر واسطے کے تو اس وقت بہتری یوں ہوتی ہے
کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے کسی کامل بشر کی طرف جو
استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب اس امر کا کہ نکل
آئے احکام فرد خاص سے اور وہ رہ جائے گروہ مردم
میں ان کے مزاج کے موافق اور ان کے مزاک کے
موافق اعمال واخلاق کے اور ان کی ترقی کی طبیعت
کے لائق جو ان کے واسطے تقدیر کیا گیا ہے اللہ تعالی
کی قربت سے اور نیز مستوجب ہو اس امر کا اپنی
فطرت کے سبب کہ جذب کرے حیز طبیعت سے
طرف حیز قدس کے اور وہاں منصبغ ہوسکا نفس ساتھ
لون وحی کے اور احاطہ کرلے ان دونوں ہدایتوں کا از
روئے تحقیق اور تبیین کے۔ پس جس وقت متوجہ ہو
رحمت طرف اس کامل کی جس کی یہ صفت ہو وہ رحمت
اس سے مل جائے اور اس کو ڈھانک لے تو اس میں
منطبع ہوجائے یہ سر مراد اور قالب ہوجائے یہ سر
اجمالی اپنی بقا کی صورت میں ساتھ احکام ان لوگوں
کے۔ پس سرایت کرے اس سے در حالیکہ وہ طرف
علم ہے پھر وارد ہو حیز ذکر میں اور رویت میں پھر کلام
کرے جیسا کہ اس کو حاصل ہوا ہے اور یہی حقیقت
نزول شرائع کی نبیوں پر از روئے وحی اور نزول طریقہ
اوپر اولیاء کے از روئے کشف اور الہام کے تو محتاج
واسطہ کا سنتا ہے اس سے ایسا کلام جو دلالت کرتا ہے
اوپر نظام مراد کے۔ پس متبادر ہوتی ہے اس کامل کی
طرف اس کی فطرت اس سے اور اخذ کرتی ہے خلق
سمت صالح اور خلق حکمت اللہ تعالی کی توفیق سے جس

السمت الصالح وخلق الحکمة بتوفیق اللہ مما یناسب خویصة نفسه وبدع امر العامة فیتمثل بین عینیه النظام المراد ویکون حکما فصلا فی جمیع اموره فیفوذ بالسعادة ویکون ممن هدیٰ الیٰ صراط مستقیم وکان سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه ممن استوجب عقله بعد معرفة ما یناسب بخویصة نفسه ان یعرف اشیاء من حالة الامة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم منبها له علی هذه الحالة لقد کان فیمن قبلکم محدثون الحدیث وقال لو کان بعدی نبی لکان عمر هذا وقد آتانی ربی من هذا الباب نصیبا ففهمنی مشارب الناس فی قربتهم من ربهم فمن تلک الحضرة ان الناس لا یعتد بقربته حتیٰ یعرف نور الطهارة ویعرف نقده ویعرف الحجاب المسدل بینه وبین هذا النور من الطبیعة ویعرف کیفیة قصر الطبیعة والالتجاء الیٰ مباشرة امور علاجه وهیئات نفسانیة تعید الیه ما فقد یجرب کل ذلک من نفسه ویحیط بنفسه من هذه الجهة علما وحتیٰ یعرف لذة المناجات فی السجدة ویعرف کیف رقت روحه وصفت فی تلک الحالة وارتفع بینها وبین اللہ الحجاب فصارت

قدر کہ اس کے خواص نفس کے مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو۔ پس متمثل ہوجاتا ہے اس کی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہوجاتا ہے حکم فیصل سب امور میں تو وہ فائز ہوتا ہے سعادت کو اور ہوجاتا ہے ان میں سے جنہوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان میں سے تھے جن کی عقل مستوجب ہوئی بعد معرفت کے اس شے کے جو مناسب تھا ان کے خواص نفس کو کہ پہچانیں اکثر چیزیں امت کے حال کی۔ پس فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کی آگاہی کے واسطے ان کو: لقد کان فیمن قبلکم محدثون الخ اور فرمایا: لو کان بعد نبی لکان عمر. وہ یہ ہے اور بیشک مجھ کو دیا اللہ تعالیٰ نے اس میں سے حصہ۔ پس سمجھا دیے مجھے لوگوں کے مشرب اللہ کے قرب میں ان کی تو اس درگاہ سے یہ بات بھی ہے کہ انسان نہیں قابل ہوتا اس قربت کے جب تک نہ پہچانے نور طہارت کو اور اس کے فقدان کو اور جب تک نہ پہچانے طبیعت کے پردے پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے طبیعت کے غلبہ کو اور اس کے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو جو اعادہ کرتی ہے اس شے کی طرف وہ شے جو گم ہوگئی ہے تجربہ کرے اس کو اپنے نفس سے اور احاطہ کرے اپنے نفس کا اس سے از روئے علم کے اور یہاں تک کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدے میں اور پہچانے کہ کیونکر اس کی روح کو رقت ہوئی اور صاف ہوئی اس حالت میں اور اٹھ گیا حجاب

مشافهة بالمناجاة كانه رأى العين ويعرف
كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف
يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات
تخشيعة وهيئات بدنيه ونفسانية
تعيد اليه ما فقده وحتى يعرف اليقين
اى انجماع الخاطر الى الله الاعتماد
عليه ويعرف ما يتفرع على هذه
الخل من الحاح فى الدعاء الخير الدنيا
والآخرة ونعوذ من الفتن من جهة
المعرفة ان اعماله واخلاقه واعمال غيره
واخلاقه ومصائب الزمان كلها
ليست بيده انما هى بيد الله يفعل ما
يشاء ويعرف ما يهدى اليه هذه الخلة
من الاستخارة فى كل ما يرد عليه
والفزع الى الدعاء والتعوذ اضطرارا
من جهة معرفة ويعرف ان ما اعده
الله فى الدنيا والآخرة فيما يرجع الى
القربة والجنة خير من اللذات الفانية
الجسمانية وحتى يعلم حجاب
الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا
الحجاب وكيف يفسد عليه نوره
واطمينانه ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة
ويعرف حجاب الرسم وسوء المعرفة فمن
عرف هذه الامور من نفسه ولو بقدر
خويصة نفسه فهو الذى يعتد بقربته وهو

جو اس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا تو ہوگیا مشافہ
بسبب مناجات کے جیسا آنکھوں سے دیکھا اور
پہچانے اس امر کو کہ کیونکہ پردہ پڑتا ہے اس کے قلب
پر بعد اس کے اور کیونکر دفع ہوجاتا ہے ساتھ التجا کے
خشوع سے اور ہیبت بدنی اور نفسانی پر لاتی ہے اس
شے کو جو گم ہوگئی تھی اور یہاں تک کہ پہچانے یقین کو
یعنی جمع خاطری کو اللہ کی طرف اور اعتماد اللہ پر کرے
اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلت پر تضرع بیچ
دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ
مانگے فتنوں سے اس امر کی معرفت سے کہ اعمال
واخلاق اس کے اور اعمال واخلاق اس کے سوا کے
اور مصائب زمانی کے اس کے ساتھ ہیں۔ نہیں سب
اللہ کے ہاتھ ہیں، جو خدا چاہتا ہے سو کرتا ہے اور
پہچانے کہ یہ خلت اسے کیا ہدایت کرتی ہے استخارہ
سے ہر شے سے جو اس پر وارد ہو اور بیقراری سے
طرف دعا کے اور پناہ مانگی مضطرب ہوکر جہت
معرفت سے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے اس کے واسطے
مہیا کیا ہے دنیا وآخرت میں اس چیز میں جس سے
رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات
فانیہ جسمانیہ سے اور یہاں تک کہ جان لے حجاب
طبیعت کا اور وہ کیونکر اس پر غالب آجاتا ہے اور کیونکر
اس کے نور کو فاسد کردیتا ہے اور اطمینان کو پھر کیونکر
علاج کیا جائے غلبہ طبیعت کا اور پہچانے حجاب رسم
وسوء معرفت کا۔ پس جس شخص نے ان امور کو اپنے
نفس سے پہچان لیا بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص

الذی دخل فی قلبه بشاشته الایمان فعلیک ان تکون طبیب نفسک وایاک ان تاخذ هذه العلوم ظهریا.

مشهد آخر اطلعنی الحق سبحانه علی حقیقة الروح انما هی ما یموت الانسان بانفکاکه عن البدن وما به الحس والحرکة والحیوة ولها طبقات ولطائف اقربها الی البدن جسم هوائی یتکونُ فی القلب ثم ینتشر فی البدن ویحمل القوی الدراکة والطبیعة ثم حقیقة مثالیة وهی التی انعقدت قبل ظهور تکوینه فی الناسوت ومنها اخذ المیثاق ثم حقیقة روحیة وهی حصة من الصورة الانسانیة مکتنفة بعوارض مشخصة من قوی الافلاک والعناصر مقتضیة لاحکام خاصة ثم صورة انسانیة مع قطع النظر عن المشخصات ثم صورة حیوانیة ثم صورة نامویة ثم صورة جسمیة ثم حصة من الطبیعة الکلیة ثم انبساط حکم باطن الوجود علی لوح الخارج فمن قال ان الروح جسم لطیف حل فی البدن کحلول النار فی الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد فهو صادق ومن قال انها قدیمة فهو صادق ومن قال انها حادثة فهو صادق لکل وجهة هو مولیها لکن لا یخفی ان الاقتصار قصور.

مقرب ہے اور اس کے قلب میں ایمان کی بشاشت داخل ہوئی۔ پس اپنے پر لازم سمجھ لے کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار! ان علوم کو پس پشت نہ کیجو۔

مشهد آخر اطلاع دی مجھے اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شے ہے کہ اس کے بدن سے جدا ہونے سے انسان مر جاتا ہے اور اسی سے حس وحرکت وحیات ہے اور اس کے طبقے اور لطائف ہیں۔ اقرب بدن میں اس کا جسم ہوا ہے کہ جس کا مقالہ قلب میں ہے۔ پھر وہ منتشر ہوتا ہے بدن میں اور اٹھاتا ہے قوت دراکہ اور طبیعت کو۔ پھر ایک حقیقت مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے عالم ناسوت میں ظاہر ہونے سے پہلے اور اسی سے لیا گیا ہے میثاق پھر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیت کا۔ ایسی صورت انسانی کی مکتنف ہے عوارض مشخصہ سے جو قوائے افلاک وعناصر سے متقضی ہیں واسطے احکام اس کے۔ پھر صورت انسانیہ ہے قطع نظر مشخصات سے، پھر صورت حیوانیہ ہے، پھر صورت نامویہ ہے، پھر صورت جسمیہ ہے، پھر حصہ ہے طبیعت کلیہ سے، پھر انبساط ہے حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن میں جیسا حلول آگ کا کوئلے میں تو وہ سچ کہتا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بھی سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بھی صادق ہے اور جو شخص کہے کہ روح حادث ہے وہ بھی صادق ہے لکل وجه هو مولیها، لیکن یہ امر پوشیدہ تر ہے کہ اقتصار قصور ہے۔

تحقیق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی ان قلت کل نبی لہ دعوات مستجابۃ وکذلک لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم دعوات کثیرۃ مستجابۃ کما وقع فی الاستسقاء وفی مواضع لا نحصی فالی ای دعوۃ اشار فی ھذا الحدیث او یعلم من السباق انھا دعوۃ واحدۃ لکل نبی قلت ھذہ الدعوۃ لیست دعوۃ رغبۃ خاصۃ فی شیء من المطالب بل کلما بعث اللہ تعالیٰ رسولا لطفا بعبادہ ورحمۃ لھم فلا یخلو حال العباد من امرین اما ان یطیعوہ فیفیض ذلک فی حقھم افاضۃ برکات علیھم او یعصوہ فینقلب ذلک اللطف مقتا وسخطا وغضبا وفی کل من الحالین یلھم النبی الھام نفث فی الروع ان یدعو لھم او علیھم فتلک دعوۃ واحدۃ لکل نبی ناشیۃ من اللطف الذی منہ کانت بعثتہ واما نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فقد استشعر من نفسہ ان اللہ تعالیٰ لم یقصد فی بعثتہ اللطف بھم فی الدنیا فقط بل ارادہ مع ذلک ان یکون معہ الرحمۃ عامۃ یوم المعاد وقد ذکرنا انہ صلی اللہ علیہ وسلم شھید فی الآخرۃ والشھادۃ من خواصہ فنفث فی روعہ علیہ الصلوٰۃ

تحقیق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتجعل کل نبی دعوتہ وانی اختبات دعوتی شفاعۃ لامتی. اگر تم کہو کہ ہر نبی کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں اور اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں جیسا کہ واقع ہوئیں استسقاء اور بیشمار موقعوں میں تو کون سی دعا کی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف میں؟ کیونکہ اس کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے ہر نبی کے تو میں بتاؤں تم کو کہ یہ خاص کسی مطلب کے رغبت کی دعا نہیں ہے۔ بلکہ جب بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی اپنے بندوں پر لطف اور رحمت کے واسطے تو بندوں کا حال دو امر سے خالی نہیں۔ یا اس نبی کے مطیع ہوئے تو یہ ان کے حق میں افاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائے اس پر تو وہ مہربانی ورحمت قہر وعذاب ہوگیا ان پر اور دونوں صورتوں میں نبی کے دل میں یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ ان کے واسطے دعائے خیر کرے یا دعائے بد کرے تو وہ دعا واحد ہے واسطے ہر نبی کے جو اللہ تعالیٰ کے لطف سے پیدا ہوتی ہے جس کے واسطے اسے بھیجا تھا۔ لیکن جو ہمارے نبی ﷺ نے جان لیا اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ارادہ کیا ان کے بھیجنے سے فقط دنیا میں ان پر مہربانی کرنے کا بلکہ ارادہ کیا اس کے ساتھ قیامت کے دن عام رحمت کرنے کا اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ شہید ہیں آخرت میں اور شہادت آپ کے

والسلام ان يختبيء تلك الدعوة التى انما تنشأ من اللطف الذى هو منشاء النبوة ليوم المعاد فتدبر فى هذا السر حق التدبر.

مشهد آخر وتحقيقات فاض على قلبى علوم الخلق والايجاد عمومًا والخلق فى النشاة الخيالية خصوصًا وانه يمكن اجتماع النقيضين والضدين فى نفس الامر لكن بان يكون احد النقيضين فى حضرة وليس فيها الاجزم بان هذا هكذا او يكون آخر فى حضرة وليس فيها لا الجزم بان هذا ليس هكذا ونحن نبين لك من هذه العلوم مَا تيسر بيانه الخلق جمع اجزاء مختلفة وافاضة صورة مناسبة علىٰ هذه الاجزاء حتى تصير شيئا واحدا والخلق يكون تارة لما هو من العناصر فتجتمع اجزاء العناصر ويفاض عليها صورة تناسب الصورة العنصرية فى الكيفيات والكميات وسائر الاعراض فيصير المخلوق انسانا او فرسا وتارة لما هو من الصور الخيالية فتجتمع خيالات كانت متشتتة فى الخيال او تكونت فيه من الخيال الصور الواقعة فى الخيال من خارج فيفاض عليها صورة تناسب الصور الخيالية فى التجرد من وجه والتلطخ بالمادة من وجه وكل خلق فى اى نشاة

خواص سے ہے۔ پس ان کے قلب میں الہام کیا گیا کہ وہ اس دعا کو رکھ چھوڑیں واسطے قیامت کے تو خوب غور کرلو اس کو جو غور کرنے کا حق ہے۔

مشہد آخر وتحقیقات افاضہ ہوئے میرے دل پر خلق وایجاد کے علوم عموماً اور خلق کے علوم عالم خیالیہ میں خصوصاً اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر میں لیکن اس طرح سے کہ احد النقیضین ایک درگاہ میں ہو اور اس میں نہ ہو مگر یہ یقین کہ یوں اور یوں ہی ہے یا دوسری نقیض ہو دوسری درگاہ میں اور اس میں نہ ہو مگر یہ امر کہ یوں نہیں ہے اور ہم بیان کرتے ہیں تم سے یہ علوم جس قدر ان کا بیان آسان ہے خلق جمع کرنا اجزاء مختلفہ کا اور افاضہ ہے صورت مناسبہ کا ان اجزا پر یہاں تک کہ وہ اجزاء ہوجائیں ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے عناصر سے تو جمع ہوجاتے ہیں اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے ان کو وہ صورت جو مناسب عنصریت کے ہے کیفیت اور کمیت میں اور سب عرضوں میں تو وہ مخلوق انسان ہوجاتا ہے یا فرس اور کبھی خلق ہوتی ہے صور خیالیہ سے تو جمع ہوجاتی ہیں خیالات کہ تھی پراگندہ ومنتشر خیال میں یا تنگ تھے خیال میں حلول کردیے صورت واقعہ کے بیچ خیال کے خارج سے تو افاضہ ہوتی ہے ان پر وہ صورت جو مناسب ہے صور خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک وجہ سے اور آلودہ ہونے سے افادہ کے ساتھ ایک وجہ سے اور ہر خلق کسی عالم میں ہو اس عالم کے خارج سے اس عالم میں داخل نہیں ہوتی اس واسطے کہ یہ امر محال

كان فانه لا يدخل فى تلك النشاة شىء
من خارج تلك النشاة لان ذلك محال
لا يقبله العقل ضرورة نعم نشاة تعد لنشأة
اخرى وموجود فى نشاة يعد لموجود فى
نشأة اخرى وذلك لانتظامهما جميعا فى
الطبيعة الكلية وسريانها فى النشات على
السواء فينبغى ان تجرد نظرك الى النشاة
الخيالية فهنالك بناء وهدم واحياء واماتة
وتقريبات ولله هنالك كل يوم هو فى
شان فربما يتعلق الارادة الالهية بتكوين
شخص خيالى فيبعث له تقريب ويجمع له
اجزاء خيالية ومن عجيب الاسرار خلق
النسب بعد ما لم يكن فيكون الرجل
شريفا فى نفس الامر ويكون ليس بشريف
فى نفس الامر فى زمان واحد وذلك انه
بما لم يكن الرجل شريفا فى الاصل ولكنه
ولد فى زمان تقتضى الاتصالات الفلكية
يومئذ نباهة نسبه وارى ان ذلك بنوع
امتزاج زحل مع الشمس والمشترى
بحيث يكون الزحل مراة ونور الشمس
والمشترى منعكسا فيه فحينئذ يكون والله
اعلم فى هذا المولود براعة النسب
والنباهة من اجله ويكون ذلك الاتصال
بحيث يحفظ فى صورة المفاضة حكم
هذا الاتصال كما يحفظ فى المولودات

ہے، اس کو عقل قبول نہیں کرتی۔ ضرور ہاں یہ بات ہے
کہ ایک عالم معد ہے واسطے دوسرے عالم کے موجود
ہے ایک عالم میں کہ معد ہو واسطے دوسرے عالم کے اور
یہ امر ہے بسبب اس کی انتظام کی طبیعت کلیہ میں اور
سرایت کرنی طبیعت کلیہ کی سب عالم میں برابر ہے پس
چاہیے کہ تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ میں کہ وہاں بناتا
ہے اور بگاڑتا ہے، زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا ہے اور
تقریبات ہے اور اللہ کے لئے وہاں ہر نرالا دن ہے تو
بسا اوقات ارادہ الٰہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے پیدا کرنے
ایک شخص خیالی کے تو برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اس کے
تقریب اور اس کے واسطے اجزاء خیالیہ جمع ہوتے ہیں
اور عجائب اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اس کے کہ
نہ تھا پس ہوتا ہے ایک مرد اصل میں شریف اور شریف
نہیں ہوتا نفس الامر میں ایک زمانہ میں اور یہ امر اس
لئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل میں شریف نہیں
ہوتا لیکن وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ میں کہ اتصالات فلکیہ
مقتضی ہیں اس کی بزرگی نسب کو اور میری رائے میں یہ
ایک نوع امتزاج ہے زحل کا شمس سے اور مشتری سے
اس حیثیت سے کہ زحل آئینہ ہو نور شمس اور مشتری کا
اس میں منعکس ہو اس وقت ہوگی اور خدا خوب جانتا
ہے اس مولود بچہ میں بزرگی نسب دنیا کے اس کے سبب
اور ہوئے وہ اتصالات ایسی حیثیت سے کہ محفوظ ہو اس
کی صورت مفاضہ میں حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتی
ہے بچوں میں شکل والدین اور نشان والدین کے اور
اس مرد میں شرافت موروثی نہیں ہے تو حکم کیا جاتا ہے

اشکال الوالدین ویخاطیطهما وهذا الرجل لیس له شرف موروث فیضی اولا فی الملاء الاعلیٰ بصیرورته شریفا ثم لا یزال فیهم ینمو هذا المعنیٰ کما یربی الانسان فلوة فینموا حتیٰ یترشح منه الهامات الی الملاء السافل ومنه همم من بنی آدم غیر الکمل بلغ الانسان اشده وجاء اتصال یستدعیٰ ظهور نسبه ونباهة امره فحینئذ یتنزل هذا السر فی الارض فیخرج من حفظ الناس او من بین بطون الاوراق وجه یدل علی کونه شریفا وان کان مخالفا لما فی نفس الامر ولکن یقع هنالک شبهة فتنقادلها خیالات بنی آدم فیجتمعون علی نسبته شریفا وتعظیمه من جهة الشرافة واذا کان هذا الانسان من اهل الصلاح فربما یری فی بعض مناماته انه شریف فتطمئن نفسه بذلک وکل من حفظ الامر الاول وفکر انه لیس بشریف لم یقبل منه قوله بل احاطه به انکارا الملاء السافل وکان کالذی بسبب الشریف بانه لیس شریف وهذا کله فی الخارج شبح وتمثال لتلون نفسه بلون النباهة النسبیة ولکل نباهة نسبیة فی الخارج نسب تستند الیه اما الی امام فی الدین او ملک فی الدنیا فیتعین هذا الاستناد بحکم الوقت ویصیر

پہلے ملاء اعلیٰ میں اس کے شریف ہوجانے کا۔ پھر اس میں ہمیشہ یہ بات بڑھتی جاتی ہے جیسا تربیت کرتا ہے انسان اپنے بچہ کو، پھر وہ بڑا ہوجاتا ہے ایسا کہ اس سے مترشح ہوتے ہیں الہام طرف ملاء سافل کے اور انہی عجائب اسرار سے ہے تو یا بنی آدم کے سوا کاملین کے تو جس وقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور آتا ہے وہ اتصال جو مستدعی ہے اس کے ظہور نسب اور نباہت شرافت کا تو نزول کرتا ہے یہ سرزمین میں تو نکلتی ہے حفاظت سے لوگوں کے یا بطون اوراق سے ایسی کوئی وجہ کہ دلالت کرے اس کے شریف ہونے پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر میں ہو لیکن واقع ہوتی ہے وہاں شباہت کہ خیالات بنی آدم کے مطیع ہوتے ہیں اور اس پر جمع ہوجاتے ہیں کہ اس کو شریف کہیں اور بوجہ شرافت سے اس کی تعظیم کریں اور جس وقت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح میں سے تو اکثر اوقات دیکھتا ہے خواب میں کہ وہ شریف ہے تو اس کو اطمینان ہوجاتا ہے اس سے اور جس کی حفاظت کے امر اول نے اور ذکر کیا گیا کہ وہ شریف نہیں ہے اس کے قول کا اعتبار نہیں ہوتا اور اس کو احاطہ کرتا ہے انکار ملاء سافل کا اور ہوجاتا ہے ایسا جیسے شریف نہیں ہے اور یہ سب باتیں خارج میں ایک کالبد ہیں اور تمثال ہیں واسطے رنگے جانے اس کے نفس کے شرافت نسبیہ کے رنگ سے اور واسطے شرافت نسبیہ کے خارج ہیں۔ نسب ہے کہ مستند ہوتا ہے اس کی طرف یا یہ کہ امام ہو دین میں یا بادشاہ ہو دنیا میں پس متعین ہوتی ہے یہ استناد بمقتضائے وقت اور ہوجاتا

الامر كانه غير مؤتنف وقس عليه اماتة
الشرف فيبعث الله تقريبات عجيبه ينسبون
لها شرف هذا الانسان ويفقد من نفسه
لون النباهة النسبية ويجتمع الناس على انه
ليس بشريف ويكتب ذلك فى الملاء
السافل وكل من قال انه شريف انكر عليه
كالذى نسب غير الشريف الى الشرف
وليس مقصودنا انه اجتمع النقيضان من
قبل انه شريف من وجه ليس بشريف من
وجه اذ ليس هذا من التناقض فى
شىء بل هنالك حضرتان حضرة فيها
انه شريف من كل وجه وحضرة فيها انه
ليس بشريف من كل وجه فللخبرين
مطابق فى تلك الحضرات ومن هذا
الباب ان خلافة الخليفة الجائر خلافة فى
حضرة وليست خلافة فى حضرة ومن هذا
الباب تقارب الزمان اذا قربت القيامة
فيكون السنة كالشهر والشهر كالجمعة
والجمعة كاليوم وذلك الانعقاد
صورة الفناء والعدم فى الملاء
الاعلىٰ فيفاض لون ذلك فى الناسوت
فيخيل اليهم انه امتداد وانه ليس هنالك
امتداد ويختل المقائيس فلا يقدر انسان
ان يصنع فى يوم كان يصنعه من
قبل فى يوم وذلك التاثير هذا السر

ہے امر گویا سرے سے تھا ہی نہیں اور قیاس کر لے اس
پر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ موجود کر دیتا ہے ایسے
تقریبات عجیبہ کہ ان کے سبب لوگ بھول جاتے ہیں
اس انسان کا شرف اور گم ہو جاتا ہے اس کے نفس سے
رنگ شرافت نسبیہ کا اور سب لوگ اس پر مجتمع ہو جاتے
ہیں کہ وہ شریف نہیں اور لکھی جاتی ہے یہ بات ملاء
سافل میں اور جو کوئی اسے شریف کہتا ہے منکر ہوتے
ہیں اس سے گویا اس نے غیر شریف کو شریف کی طرف
منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہیں کہ اجتماع
نقیضین سے اس قبیل سے کہ ایک وجہ سے شریف ہے
اور ایک وجہ سے شریف نہیں ہے اس لئے کہ ایک شے
میں تناقض نہیں ہے بلکہ یہاں دو درگاہیں ہیں کہ ایک
میں ہر وجہ سے شریف ہے اور دوسری میں ہر وجہ سے
شریف نہیں۔ واسطے دونوں خبروں کے مطابق ہے ان
درگاہوں میں اور اسی باب سے ہے خلافت خلیفہ ظالم
کی کہ ایک درگاہ میں خلافت ہے اور دوسری میں
خلافت نہیں ہے اور اسی باب سے ہے تقارب زمانہ کا
جس وقت قیامت قریب ہوگی کہ ہوگا ایک برس مانند
ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینہ مانند ایک جمعہ کے اور
ہوگا ایک جمعہ مانند ایک روز کے اور یہ امر ہوگا واسطے
منعقد ہونے صورت فنا اور عدم کے ملاء اعلیٰ میں تو
افاضہ ہوگا اس کا رنگ عالم ناسوت میں۔ پس ان کے
خیال میں آئے گا کہ امن ہے اور وہاں امتداد نہ ہوگا
اور قیاسوں میں خلل آ جائے گا۔ کوئی انسان قادر نہیں
ہونے کا کہ ایک دن میں وہ کام کر لے جو پہلے ایک

المفاض من الملاء الاعلیٰ بمنزلة تاثیر وهم الانسان فی ذلق رجله من جذع بین جدارین ولم یکن لتزلق لو کان هذا الجذع موضوعا فی الارض والاجتماع النقیضین صور کثیرة لا یحیط بها کلامنا فی هذه الساعة والله اعلم.

مشهد آخر افیض علی اسرار من المبدع والمعاد فمن اسرار المعاد سر اللباس اهل الجهنم سرابیل من قطران واللباس اهل الجنة السندس والحریر وغیرهما من الالبسة الفاخرة وکذا سر سواد وجوه اهل النار ونضارة اهل الجنة وما یشاکل ما ذکرنا وبیان ذلک یتوقف علیٰ مقدمتین احدیهما ان بین النفس اعنی التی بها الحس والحیوة فی الانسان وبخروجها یموت وبین البدت امتزاجا اکیدا لا سیما فی لکثر بنی آدم ممن یتبادر الیٰ فهمه ان الروح وصف للبدن وانها حیوة او انها فی البدن کالنار فی الفحم ولهذا الامتزاج الاکید یتمثل اوصاف النفس بصورة اوصاف البدن فی المنامات وثانیهما ان بعض الحضرات فی عالم الناسوت یتمثل هنالک معنیٰ بصورة شیء کتمثله بها فی عالم الخیال المقید

روز میں کرلیتا تھا اور یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس راز کے جو افاضہ ہوا ہے ملاء اعلیٰ سے بمنزلہ تاثیر وہم ازان کے لغزش میں اس کے پاؤں کے اس تنہ درخت سے جو درمیان دو دیواروں کے ہو۔ اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکھا ہوتا تو ہرگز لغزش نہ ہوتی اس کے پاؤں کو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ ہمارا کلام ان کو احادہ نہیں کرسکتا اس وقت، واللہ اعلم۔

مشهد آخر افاضہ ہوئے مجھ پر اسرار معاد کے اور معاد کے اسرار میں سے ہے پہنانا اہل جہنم کو کرتے روغن قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس وحریر کا اور اس کے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسی طرح اہل جہنم کے منہ سیاہ ہونے اور اہل جنت کے تروتازہ ہونے اور سوا اس کے ایسی ہی شکلیں جو ہم نے بیان کیں اور اس کا بیان دو مقدموں پر موقوف ہے۔ ایک ان دو میں سے یہ ہے کہ نفس کے درمیان جس سے میری مراد وہ شے ہے جس سے حس وحیات ہے انسان میں اور جس کے نکلنے سے مر جاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا مضبوط امتزاج ہے خصوصاً بنی آدم میں جن کی فہم میں متبادر ہوتا ہے کہ روح ایک وصف ہے بدن کا اور وہ ہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسے ہے جیسے کوئلے میں آگ سو اس امتزاج کے واسطے متمثل ہوتے ہیں اوصاف نفس کے بصورت اوصاف بدن کے بیچ سونے کے اور دوسرا ان دونوں مقدموں سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت میں متمثل ہوتے ہیں معنیٰ بصورت ایک شے کے

كقصة سيدنا داؤد عليه السلام وما تمثلت له الملائكة متخاصمين في النعاج حزو معاملته مع بعض الناس في الازواج وبعض تمهيد المقتدمتين نقول صبغ الكفر علىٰ نفوسهم هو الذي يصير سرابيل من قطران وسوادا في الوجه بسبب تاثير اللعنة الالهية وصبغ الايمان علىٰ نفوسهم هو الذي يصير سندسا ونضارة في الوجه بسبب عناية الله بهم رايت ذلك رؤية روحانية ومن اسراد المبداء ان رايت الوجود المنبسط متلاشيا في الحق من جهتين جهة صدوره من الذات الالهية وجهة ظهور تجلى الٰهى فيه بحيث احاطه بمجامعه فمن نطق بان الوجود المنبسط هو الله فهذا مغراه لكن النظر الدقيق يحكم ان الذات الواجبة صدر منها الشيون بما هى فى المبداع الاول ثم صدر الوجود المنبسط وهو الفعلية والخارج ثم ظهر هنالك فى الخارج شان بعد شان على الترتيب مكنون.

مشهد آخر فاض علی اسرار عجيبة فى طريق ظهور الكرامات اعلم ان الكرامات لا تنبعث الا من قوة فى النفس الناطقة فاذا عدت من الملاء الاعلىٰ والصقت همتها بالقوة العازمة من

مانند تمثل ان کے عالم خیال مقید میں جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا اور متمثل ہونا ملائکہ متخاصمین کا بیچ بھیڑوں کے مقابلہ ان کے معاملہ کے بعض آدمیوں سے ازواج میں اور بعد تمہید دونوں مقدموں کے ہم کہتے ہیں کہ کفر کا رنگ کافروں کی نفوس پر وہی کرتے روغن قطران کے ہوجائیں گے اور روسیاہی بسبب تاثیر لعنت الٰہی کے اور ایمان کا رنگ اہل جنت کے نفوس پر وہی لطیف ریشمی کپڑے ہوجائیں گے اور تروتازگی ان کے چہروں کی بسبب عنایت الٰہی کے ہوگی۔ میں نے دیکھا رویت روحانیہ میں اور اسرار مبداء سے یہ ہے کہ میں نے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق میں دو جہتوں سے۔ ایک جہت اس کے صادر ہونے کی ذات الٰہی سے اور ایک جہت اس میں ظہور تجلی الٰہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب جامع کو احاطہ کرلیا ہے تو جو ناطق ہوا اس بات سے کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو یہی اس کی غفلت گاہ ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر ہوئے شیون ساتھ اس شے کے جو مبداء اول میں ہے۔ پھر صادر ہوا وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہے۔ پھر ظاہر ہوئی خارج میں ایک شان کے بعد شان اوپر اس ترتیب کے۔

مشہد آخر مجھ پر افاضہ ہوئے طریق ظہور کرامات کے اسرار عجیبہ۔ جاننا چاہیے کہ کرامات نہیں برانگیختہ ہوتیں مگر اس قوت سے جو نفس ناطقہ میں ہے۔ پس جس وقت سازگار ہوتی ہے ملاء اعلیٰ سے اور اس کی ہمت ملاصق ہوتی ہے شخص اکبر کی قوت

الشخص الاکبر صارت بمنزلة الاستحسان بالنسبة الیٰ تلک العازمة فتنقلب الصورة المطلوبة هنالک عرفا خاتما والاولیاء هنالک حدان احدهما حد یکون هنالک ادنیٰ خطرة وادنیٰ استحسان متصلا بالعازمة وثانیها حد یکون هنالک الهمة القویة المنبعثة من صلب النفس المستمرة علی النفس فی اوقات کثیرة هی المتصلة بها وبین الطرفین مراتب کثیرة وللاوقات والاحوال والاسباب خواص ثم الاولیاء فی ذلک علی قسمین منهم من یکون همته النفس متمثلة عنده ویری الآثار وتصدر منها ومنهم من یکون همته غیر متمثلة بل مضمحلة فی خاطر او خیال او لفظ فلا یجد لذلک بالا ویصادف وقتا بتدبیر الحق ورحمة به فیصد ومنها آثار والاول اکثر فی الهند وخراسان وما یلیها والثانی اکثر فی الحجاز والیمن وما یلیها ثم الاولیاء اوقات منها ما یکون فیه الارادة الصرفة من غیر مزاحمة استبعاد او مخالفة سنة الله انجع فی المقصود فاذا اخطر فی قلبه فاطر استبعاد او مخالفة سنة الله لنکحت کما تری عند عروض الحیاء والخجل وهذا سر قوله صلی الله علیه

عازمہ سے تو ہوجاتی ہے بمنزلہ استحسان کے بہ نسبت اس قوت عازمہ کے تو منقلب ہوجاتی ہے صورت مطلوبہ وہاں عزم قطعی سے اولیاء کے یہاں دو حدیں ہیں ان دو میں سے ایک حد ادنیٰ خطرہ اور ادنیٰ استحسان ہے متصل ساتھ عازمہ کے اور دوسری حد بیان ہمت یہاں قویہ منبعثہ ہے صلب نفس سے کہ وہ مستمرہ ہے نفس پر اوقات کثیرہ میں جو اس سے متصل ہے اور درمیان دونوں طرفوں کے بہت سے مراتب ہیں اور اوقات واحوال واسباب کے واسطے خواص ہیں۔ پھر اولیاء اس میں دو قسم ہیں: ایک وہ ہیں کہ ان کی ہمت نفس ان کے نزدیک متمثل ہے اور وہ دیکھتے ہیں کہ آثار اس سے صادر ہوتے ہیں اور ایک وہ ہیں جن کی ہمت غیر متمثل ہوتی ہے۔ بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال میں یا لفظ میں تو وہ نہیں پاتی اس کے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسی وقت ساتھ تدبیر حق کے اور اس کی رحمت کے تو صادر ہوتی ہیں ان سے آثار اور اول قسم کے اولیاء اکثر ہند وخراسان اور ان کے قرب میں ہیں اور دوسری قسم کے ہیں حجاز ویمن اور اس کے نواحی میں پھر اولیاء کے واسطے وقت ہیں ان میں سے وہ ہے کہ جس میں ارادہ صرفہ ہو کہ اس کو مزاحم نہ ہو بعید جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا کہ مقصود میں سریع التاثیر ہو کیونکہ جب خطرہ آیا اس کے دل میں استبعاد کا یا مخالف عادت اللہ کا تو قلب رک جاتا ہے جیسے حیا کے آجانے سے اور شرمندہ ہونے سے اور یہ سر نبی ﷺ کے اس قول کا واسطے

وسلم لابی رافع لما طلب منه الذراع فی المرة الثالثة فقال یا رسول الله انما للشاة ذراعان اما انک لو سکت لنا ولیتنی ذراعا قد راعا ما سکت ومنها ما لا تزید فیه المخالفة والاستبعاد وانکار القوم الاشدة فی العزیمة کما تری عند المنافسة ومعارکة الابطال ومحاربة الاقران ثم الاولیاء فی انبعاث الداعیة علی طبقتین منهم من یکون الداعیة فیه منبعثة من الهام الحق تعالیٰ وذلک ان ارادة نظام الخیر تنفخ فی همته دواعی وذالک اما ان یکون داعیة حادثة لاسباب مقتضیة لها کقصة خضر واما ان یکون داعیة مستمرة کارادة اقامة الامة العوجا العمیاء ببعثة سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فانها مستمرة لانزال سرجة من شراجها متصلة بقلبه المقدس فیصیر ارادة لافاعیل خاصة واوضاع جریئة لحسب اقتضاء المقام والوقت وهذه هی الطبقة العلیا المختصة بالکمال المطلق فیصیر اشرافا واستجابة دعاء وتکثیر طعام وشراب بحسب المقتضیات والمعدات ساعتئذ وقس علی ذلک شرجة العلم منجسة من الناموس المنعقد فی الملاء الاعلیٰ ارادة للخیر باهل الارض

ابورافع کے جب اس سے طلب کیا ذراع تیسری مرتبہ اور انہوں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! بکرے کے ذراع دو ہی تو ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کے بعد ذراع بہت سے لاکر دیتے جب تک خاموش رہتے اور ان میں سے ہے کہ جس میں مخالفت اور استبعاد اور انکار قوم سخت نہ ہو عزیمت میں جیسے تم دیکھتے ہو جنگ وجدال اور معرکوں میں دلیروں اور پہلوانوں کے اور لڑائیوں میں اقران کے پھر اولیاء داعیہ کے منبعث ہونے میں دو طبقے ہیں۔ ایک وہ طبقہ ہے جس میں داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے اور یہ اس لئے کہ ارادہ نظام خیر کا نفخ کرتا ہے اس کی ہمت میں داعیہ اور ہوتا ہے یہ یا تو داعیہ حادث بسبب اس کے اقتضا کے جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا اور یا ہوتا ہے داعیہ مستمرہ جیسے ارادہ سیدھا کرنے کا امت بڑے اندھے کے ساتھ بعثت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بیشک وہ مستمرہ ہے ہمیشہ۔ کوئی گوشہ اس کے گوشوں سے متصل ہے ان کے قلب مقدس سے پس ہوتا ہے ارادہ فعلوں خاص اور اوضاع جزئیہ کا موافق اقتضاء وقت اور مقام کے اور یہ طبقہ اعلیٰ ہے مختص ساتھ کمال مطلق کے پس ہوتا ہے اشراف اور قبولیت دعا اور زیادتی طعام وآب موافق مقتضیات اور معدات کے اس ساعت اور اس پر قیاس کرلو چشمہ علم کا جو جاری ہے ناموس سے اور جو منعقد ہے ملاء اعلیٰ میں اہل زمین کے خیر کے ارادہ سے پس وہ متصل ہے ان کے قلب

فهى متصلة بقلبه المقدس دائما الا انه
بتصور بصور شىء بحسب الاوقات
والاوضاع وهيات النفس فيخرج بصورة
النفث والروع مرة وتمثل الملك اخرىٰ
وافاضة بركة فى الروية تارة ومناما اخرىٰ
ومنهم من يكون الداعية السلفية هى
الباعثة فيه وليس ذلك من مقامات
الكمل اللهم الا اتماما لمعنىٰ الجامعية
واليه الاشارة فى مقالتهم المشهورة ان
العارف لا همة له ثم ان الولى اذا بلغ هذا
المبلغ من القوة العازمة خلع عليه
خلعة الطيبة فى مشهد سويداء القلب
من الشخص الاكبر فصار ملاذا للناس وما
بالهم وجامعا لشملهم ولست ارىٰ
وجوب تفرد شخص بهذا الامر بل ربما
يصل اليه اثنان وثلثة وفوق ذلك ايضا
والحضرة مع كل واحد كانه المتفرد
بها مثل ذلك مثل الانسان كل فرد
من البشر منفرد به من غير مزاحمة وان
كانوا الوفا ومن زعم انفراد شخص
بذلك فانما يشير الى سر غير ما اشرت
اليه ويعرج على هذا الانفراد الذى و كلته
ويحمله علىٰ غير يحمله والحمد لله الذى
سقانى كاسا دهاقا من كل هذه
القامات التى اشرت اليها.

مقدس سے ہمیشہ لیکن اس کی صورتیں متفرق ہیں
بحسب اوقات واوضاع کے اور ہیئت نفس کے اور
کبھی خارج ہوتا ہے بصورت امام قلب کے اور کبھی
متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی خواب میں افاضہ برکت
کا اور کبھی قیام میں اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ داعیہ
سفلیہ باعث ہوتا ہے اور یہ مقامات کاملین سے نہیں
ہے۔ انہیں یوں کہا جائے کہ واسطے تمام کرنے معنیٰ
جامعیت کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ان کے اس
قول مشہورہ میں کہ ان العارف لاہمۃ کہ پھر جب ولی
پہنچتا ہے قوت عازمہ کی اس حد کو تو پہنایا جاتا ہے اس
کو خلعت قطبیت کا مشہد میں سویداء قلب کے شخص
اکبر کی طرف تب ہوجاتا ہے وہ لوگوں کے واسطے پناہ
کی جائے اور لوگوں کا مرجع اور جامع ان کے تفرقوں
کا اور میری رائے میں نہیں ہے واجب ہونا واسطے
ایک شخص کے اس مرتبہ کا بلکہ اکثر اوقات اس کے
رتبے کو پہنچتے ہیں دو اور تین اور اس کے سوا بھی اور
حضرت ہر واحد کے ساتھ ایسی ہوتی ہے گویا کہ وہ
اس میں متفرد ہے مثال اس کی ایسی ہے جیسے انسان
کہ ہر فرد بشر منفرد ہے انسان ہونے میں بغیر مزاحمت
کے۔ اگرچہ ہیں ہزاروں اور جس شخص نے گمان کیا
منفرد ہونا اس رتبہ کا اشارہ کرتا ہے اس سر کی طرف
جو غیر ہے اور جس کی طرف میں نے اشارہ کیا یا وہ
سیدھا نچلے اس انفراد ہیں اور اس کو حمل کیا کرتے
ہیں غیر محل پر اور الحمدللہ کہ ان سب مقاموں سے جو
میں نے بیان کیے ہیں، مجھ کو جام لبریز پلایا ہے۔

مشهد آخر رأيتني في المنام قائم الزمان اعني بذلك ان الله اذا اراد شيئا من نظام الخير جعلني كالجارحة لاتمام مراده ورأيت ان ملك الكفار قد استولىٰ علىٰ بلاد المسلمين ونهب اموالهم وسبا ذرياتهم واظهر في بلدة اجمير شعائر الكفر وابطل شعائر الاسلام والعياذ بالله فغضب الله تعالىٰ علي اهل الارض غضبا شديدا ورأيت صورة هذا الغضب متمثلة في الملاء الاعلىٰ ثم ترشح الغضب الىٰ فرايتني غضبانا من جهة نفث من تلك الحضرة في نفسي لا من جهة ما يرجع الىٰ هذا العالم وانما ساعتئذ في جم غفير من الناس منهم الروم ومنهم الازابكة ومنهم العرب بعضهم ركبان الابل وبعضهم فرسان وبعضهم مشاة علىٰ اقدمهم واقرب ما رايت شبها بهؤلاء الحجاج يوم عرفة ورايتهم غضبوا بغضبي وسالوني ماذا حكم الله في هذه الساعة قلت فك كل نظام قالوا الىٰ متىٰ قلت الى ان تروني قد سكت غضبي فجعلوا يتقاتلون بينهم ويضربون وجوه ابلهم فقتل منهم كثير وانكسرت رؤس ابلهم وشفاهها ثم اني فقدمت الىٰ بلدة اخوبها واقتل اهلها فتبعوني في ذلك

مشهد آخر میں نے دیکھا خواب میں کہ قائم الزمان ہوں اس سے میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کسی شے کا نظام خیر سے تو مجھ کو مانند اعضا کے واسطے اتمام اپنی مراد کے اور میں نے دیکھا کہ کفر کا بادشاہ غالب آ گیا مسلمانوں کے شہروں پر اور ان کا مال لوٹ لیا اور ان کی ذریات کو غلام بنالیا اور شہر اجمیر میں علامات کفر ظاہر کیے اور علامات اسلام کھو دیے العیاذ باللہ اور خدا کا بڑا غضب ہے اہل زمین پر اور میں نے دیکھی اس غضب کی صورت متمثل ملاء اعلیٰ میں۔ پھر مترشح ہوا غضب میری طرف تو میں البتہ غضبناک ہوا بسبب ڈرے جانے کے اس درگاہ سے میرے نفس میں نہ اس جہت سے کہ وہ رجوع ہے طرف اس عالم کے اور میں اس وقت لوگوں کے جم غفیر میں ہوں کہ ان میں روم اور ازبک اور عرب سب بعضے اونٹوں پر سوار ہیں اور بعضے گھوڑوں پر اور بعضے پیادہ ہیں اور قریب اس کے جو میں نے دیکھا مشابہ ان کے ہیں حاجی لوگ دن عرفہ کے اور میں نے دیکھا کہ وہ سب غضبناک ہیں میرے غضبناک ہونے سے اور مجھ سے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا اس وقت؟ میں نے کہا ہر انتظام کو دور کرنے کا۔ انہوں نے کہا کب تک؟ میں نے کہا کہ جب تک کہ تم دیکھو میرا غضب ساکت ہوگیا۔ پھر وہ آپس میں قتال کرنے لگے اور اونٹوں کے منہ پر مارنے لگے تو قتل ہوئے ان میں سے بہت اور ان کے بہت اونٹوں کے سر ٹوٹے۔ پھر بڑھا آگے ایک شہر کی طرف جو اس کے ویران کرنے اور اس کے لوگوں کو قتل کرنے کے لئے اور انہوں نے

وكذلك خوبنا بلدة بعدة بلدة حتى وصلنا الاجمير وقتلنا هنالك الكفار واستخلصناها منهم وسبينا ملك الكفار ثم رايت ملك الكاف يماشي مع ملك الاسلام في نفر من المسلمين فامر ملك الاسلام في اثناء ذلك بذبحه فبطش به القوم وصرعوه وذبحوه بسكين فلما رأيت الدم يخرج من اوداجه متدفقا قلت الآن نزلت الرحمة ورأيت الرحمة والسكينة شملة من باشر القتال من المسلمين وصاروا مرحومين فقام الى رجل وسالني عن المسلمين اقتتلوا فيما بينهم فتوقفت عن الجواب ولم اصرح رايت ذلك ليلة الجمعة الحادية والعشرين من ذى القعدة سنة ۱۱۴۴ھ.

مشهد آخر لا شبهة في ان حقيقة الحقائق وحدة لا كثرة فيها وانه لابد لها من تنزلات لتظهر الكثرات وتعين المراتب باحكامها وخواصها وان حركتها من صرافة وحدتها الىٰ آخر المراتب تدريجية وان لاغية لها الانفس ظهور كمال تلك الوحدة وان لها عند حركتها لنفسها الىٰ مراتب الكثرات حب مقدس اعلىٰ من

پیروی اور تابعداری کی میری اس امر میں اور اسی طرح خراب کیا ہم نے ایک شہر کے بعد ایک شہر یہاں تک کہ ہم پہنچے اجمیر اور وہاں کفار کو قتل کیا اور ان سے چھڑایا ہم نے اس کو اور غلام بنالیا ہم نے کفار کے بادشاہ کو۔ پھر میں نے دیکھا کہ بادشاہ کفار جارہا ہے بادشاہ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کے گروہ میں پھر حکم دیا بادشاہ اسلام نے اسی اثناء میں اس کے ذبح کرنے کا تو پکڑ لیا اس کو لوگوں نے اور گرادیا اس کو اور ذبح کر ڈالا چھرے سے۔ پھر جب دیکھا میں نے کہ خون اچھل رہا ہے اس کی رگوں سے، میں نے کہا اب رحمت نازل ہوئی اور میں نے رحمت وسکینہ کو دیکھا کہ شامل ہوئے ان مسلمانوں سے جنہوں نے جہاد کیا اور وہ ہوگئے رحمت کیے گئے۔ پھر کھڑا ہوا ایک مرید اور مجھ سے سوال کیا اور مسلمانوں کا جنہوں نے آپس میں قتال کیا تو میں نے توقف کیا جواب میں اور نہ بیان کیا۔ یہ میں نے دیکھا شب جمعہ کو اکیسویں ماہ ذیقعد ۱۱۴۴ھ کو۔

مشهد آخر اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ حقیقت بالحقائق وحدت ہے۔ اس میں کثرت نہیں ہے اور اس کے واسطے تنزلات ضرور ہیں کہ کثرت ظاہر ہو اور اس کے احکام وخواص کے مراتب متعین ہوں اور اس وحدت کی حرکت اس کی صرافت وحدت سے آخر مراتب تک تدریجہ ہے اور اس کی کچھ نہایت نہیں مگر نفس ظہور کمال اس وحدت کا اور اس مدت کے واسطے وقت اس کے حرکت لنفسہا کے طرف مراتب کثرات کے حسب مقدس اعلیٰ ہے جسے ارادہ

الارادة الاختيارية التى يقول بها قوم والايجاب الطبيعى الذى يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط فى اول امره ثم انه يتسع دائرتها شيئا فشيئا بازاء اتساع الكثرة اذ لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها وانه فى بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع المحبات التى ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت وكامنت فبرزت فهٰذه اصول لا ينبغى ان يشك فيها من له ادنىٰ بال ولنا بعد هٰذه مشهد آخر فشاهدنا ان اندماج جميع المراتب فى تلك البساطة ليس على حد واحد بل هنالک حب خاص مندمج فى ذلک الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البازر الموجود بالفعل وحب آخر هو كالشىء بالقوة القريبة او البعيدة وهٰذا الحب الظاهر منه حب يتعلق بظهور نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالک ذكر لافراد تلک النشأة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد تلک النشأة صار حب ظهور الافراد بتفاصيلها بازرا ظاهرا ومنه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة يكون فردا متشخصا فى المثال وفردا منتشرا يصدق على كثيرين على

اختیار کہتی ہے یہ ایک قوم اور اسے ایجاب طبیعی کہتے ہیں اور یہ حب بسیط ہے اپنے اول امر میں پھر اس کا دائرہ وسیع ہوتا گیا آہستہ آہستہ مقابلہ وسعت کثرت کے اس واسطے کہ ہر مرتبہ کے واسطے ایک خاصہ ہے حب خاص کا کہ وہ سبب ہے اس کا بروز ظہور کا اور تحقیق بساطت اولیٰ میں نہیں خالی ان جمیع محبات سے جو بعد میں ظاہر ہوئیں لیکن وہ اس میں مندمج ہیں۔ پھر ظاہر ہوگئیں اور پوشیدہ پھر ظاہر ہوگئیں۔ پس یہ ایسے اصول ہیں کہ اس میں کچھ شک نہ کرنا چاہیے جس شخص کو ادنیٰ بھی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے اس کے ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہے ہم نے یہ کہ اندماج جمیع مراتب کا اس بساطت میں حد واحد پر نہیں ہے بلکہ یہاں حب خاص ہے مندمج اس حب بسیط میں وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہے اور ایک حب دوسری ہے وہ مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور یہ حب ظاہر اس سے ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشاء کلیہ کے اولا اور بالذات اور یہاں اس نشاء کے افراد کا کچھ ذکر نہیں پھر جب آیا وقت ظہور افراد اس نشاء کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی تفصیلوں سمیت بارز ظاہر اور اس سے ہے جو علاقہ رکھتی ہے ظہور فرد سے اس نشاء سے کہ ہوئے فرد تشخص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ صادق آئی کثیرین پر علیٰ سبیل البدل عالم ناسوت میں اس طرح کہ ہوئے قائم اس مرکز میں ایک شخص پھر بعد اس کے دوسرا شخص اور اسی طرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنیٰ کے یا یہ کہ قصد کیا جائے

سبيل البدل في الناسوت بان يكون القائم في ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر وهلم جرائم الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنىٰ اما ان يقصد به ظهور تدبير الٰهي متعلق بتلك النشأة اولا وكذلك اذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انفسر ذلك الحب عند ظهورها الىٰ افراد واشخاص فاما ان ينفسر بقصد ظهور تدبيرى الٰهي ولا يكون المقصود الانفس وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا ان النشأة الانسانية ليست تابعة للنشأة الحيوانية فقط بل بازائها حب خاص ظهر في اول الامر وكذلك النشأة الحيوانية ليست تابعة لنشأة الناموية وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان في اول الامر يكون هذا المراد فردا جامعا لجميع النشأة الهية والكونية فان كان قصدية تدبير نشأة فهو الفرد النبي كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في عالم المثال وهو النبي بالاصالة وما زال في عالم الناسوت يظهر لها مثال بعد مثال حتىٰ وجد سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فكملت باحكام تلك المرتبة وان لم يقصد به تدبير نشأة بل

اس سے تدبیر الٰہی کے ظہور کا جو متعلق ہے ساتھ اس نشاء کے یا نہ ہو اور مانند اس کے جب متعلق ہوئے حب ساتھ ظہور نشاء کلیہ کے پھر منفسر ہوئی یہ حب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد اور اشخاص کے پھر یا یہ کہ منفسر ہوئے ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہ ہو مقصود مگر نفس وجود اس نوع کا کمال سے یہ ہم نے مشاہدہ کیا اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ نشاء انسانیہ تابع نہیں نشاء حیوانیہ کے فقط بلکہ اس کے مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسی طرح نشاء حیوانیہ تابع نہیں نشاء ناموبہ کے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق ظہور فرد کے اگر ہے اول امر میں تو ہوگی یہ مراد جامع جمیع نشائت الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اس سے قصد تدبیر نشاء کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے جو متمثل تھے عالم مثال میں اور وہی نبی بالاصالت ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اس کی مثال ظہر ہوتی ہے ایک کے بعد دوسرے کے یہاں تک کہ پائے گئے سیدنا محمد ﷺ پس پورے ہوگئے ان سے احکام اس مرتبہ کے اور اگر قصد نہ کی جائے اس سے تدبیر نشاء کی بلکہ قصد کیا جائے نفس تحقیق اس وجہ کا کمال سے تو وہ ایسا فرد ہے کہ نبی نہیں اور جس وقت متعلق ہوئے حب ظہور نشاء کلیہ کے پھر جب آیا وقت ظہور اس کے افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے۔ پس اگر قصد کیا جائے اس سے تدبیر نشاء کا تو وہ ایک نبی ہے انبیاء میں سے اور نہیں وہ فرد جامع اور جو یہ قصد نہ کیا جائے اس وقت بلکہ

انما قصد نفس تحقق هذا الوجه من الكمال فهو الفرد الذى ليس بتبعىّ واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما جاء وقت ظهور افرادها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد فان كان قصد به حينئذ تدبير نشأة فهو نبى من الانبياء وليس فى الفرد الجامع وان لم يقصد به حينئذ ذٰلك بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الهية على القوى الكونية فهو الولى الفانى الباقى وربما لا يتعلق الحب فى اول الامر ولا عند ظهور افراد النشأة الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند ظهور افراد فى الناسوت وحينئذ ان كان قصد به تدبير ملته فهو وارث الانبياء او غير ذٰلك فهو وارث الملاء الاعلىٰ او لم يقصد الا كونه راشدا فقط فهو وارث الاولياء فهٰذه معرفة عامضة عض عليه بنواجذك ثم اعلم ان للفرد احكاما لا توجد لغيره منها انه ليس له مستقر من اول ما سافرت النقطة الحبية الىٰ ان تعود لما منه سافرت انما كل نشأة له مستودع وسيره فيها اسرع من سير السهم اذا نقذ من القوس حتىٰ يبلغ الىٰ منتهاه فلا يتعلق بذيله شىء من قذر الشأة بخلاف غيره اللهم الا ما كان فى حكمة الله ان النشأة

محض ظہور کمالات کا کہ جن میں غالب ہو قوائے الٰہیہ قوائے کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے اور بسا اوقات حب اول امر میں متعلق نہیں ہوتے اور نہ وقت ظہور افراد انشاء کلیہ کے ساتھ ظہور فرد کی بلکہ وہ حب متعلق ہے وقت ظہور افراد کے بیچ عالم ناسوت کے اور اس وقت اگر اس سے قصد کیا جائے تدبیر ملت تو وہ وارث الانبیاء ہے یا اس کے سوا پس وہ وارث ملاء اعلیٰ کا ہے یا نہ قصد کیا جائے مگر اس کا راشد ہونا فقط تو وارث اولیاء ہے پس یہ معرفت بہت عامض ہے، اس کو خوب مضبوط ڈاڑھوں سے پکڑو پھر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہیں اس کے غیر میں نہیں پائے جاتے بعض ان میں سے یہ ہے کہ اس کے واسطے کوئی قیام گاہ نہیں اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیہ نے جب تک کہ وہ عود کرے واسطے اس شے کے جس کے واسطے سفر کیا تھا۔ بیشک ہر نشاۃ کے لئے پناہ گاہ ہے اور سیر اس کے بیچ اس کے تیز تر ہے تیر سے جس قوت سے وہ نکلے کمان سے یہاں تک کہ پہنچے اپنی منتہا کو پس اس کے دامن میں کوئی شئے نجاست وآلودگی نشات سے نہیں لگتی بخلاف اس کے غیر کے الٰہی مگر یہ بات ہے کہ اللہ کی حکمت میں ہو کہ نشاۃ متاخر بدد چاہے نشاۃ متقدم سے از روئے ضرورت کے اور بعض ان میں سے یہ ہے کہ اس کو نصیب ہوتی ہے محبت ذاتیہ اور اس کی حقیقت ہے نقطہ حبیہ عود کرنے والا طرف اس شے کے جس سے یہ سیر ہے علماً یا حالاً یا نشاۃ اور اس کے غیر کے واسطے اس میں نصب نہیں

المتاخرة تستمد من النشأة المتقدمة
ضرورة ومنها انه يرزق المحبة الذاتية
وحقيقتها النقطة الحبية عائدة الى ومنه
هذا السير علما او حالا او نشأة واما
غيره فليس له في هذا القسم نصيب
ومنها انه لا يكون السبب الحقيقى
لانتقال الفرد من نشأة الىٰ نشأة الا
لمحبة الذاتية تفصيل ذلك ان الفرد اذا
ورد في مستودع فلابد ان يلفت زمانا الا
احكام تلك النشأة فيصل الىٰ ذروة
سنامها ويقتعد غاربها ويظهر منه ما لا
يظهر من غيره ثم بعد ذلك لابد ان
ينفض تلك النشأة عن نفسه كالجنين
يخرج من بطن امه وينفض عنه النشأة
الجنينة فاذا حان النفض تذكر النقطة
الحبية فيه مقر الغرو حين البساطة
وتشتاق اليه اشد الاشتياق فهيمانها
لنفسها هي المحبة الذاتية ومن خاصيتها
ان ينقطع عنه عروق تلك النشأة فيموت
وينفك نسمة عن جسد الكثيف
الاوصى واذا حان انفكاك روحه عن
نسمته الهوائية عاد اليه ذلك الهيمان
ولنفض واذا حان انفقاء رحه عاد اليه
ايضا وهلم جراحتى تصيل النقطة الىٰ
حيزها وموضع بساطتها ومقر عنها اما

ہے اور بعض ان میں سے یہ ہے کہ نہیں ہوتا سبب حقیقی
واسطے انتقال فرد کے ایک نشاء سے دوسرے نشاء کی
طرف مگر محبت ذاتیہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد
جب وارد ہوتا ہے مستودع میں تو ضرور ہے اس کو کہ
التفات کرے ایک زمانہ اس نشاء کے احکام کی طرف
پس واصل ہو سکے اعلیٰ بلندی کو اور ٹھہرے وہاں اور اس
سے وہ باتیں ظاہر ہوں جو اس کے غیر سے نہ ظاہر
ہوں پھر بعد اس کے ضرور ہے کہ یہ نشاء اس کو اپنے
میں سے نکال دے جیسے بچہ ماں کے شکم میں سے نکلتا
ہے اور دور ہو جاتا ہے اس سے نشاء بچہ پن کا تو جب
وقت ہو دور ہو جانے کا تو یاد دلائے نقطہ کو اور مشتاق
ہو اس کا نہایت شوق سے پس اس کا جوش اس کے
نفس کے واسطے وہ ہے محبت ذاتیہ اور اس کے
خاصیتوں سے ہے کہ اس سے منقطع ہو جائیں عروق
اس نشاء کے پس وہ مر جائے اور رہا ہو جائے اس کی
روح اس کے جسم کثیف سے خالی اور جب وقت ہو
اس کی روح کے انفکاک کا نسمہ ہوائیہ سے عود کرے
اس کی طرف وہ سرگشتگی محبت اور بے تعلقی اور جب
وقت ہو داخل ہونے کا اس کی روح کا تو بھی اس کی
طرف عود کرے اور اسی طرح عود ہوتی چلی جائیں
جب تک نقطہ اپنے حیز کو اور اپنی جان بساطت کو اور
اپنی قرار گاہ عزت کو لیکن ٹھہرنا نہایت میں نشاء جسدیہ
کے پس نبیوں میں تو ظاہر ہے اور ان کے سوا میں پس
منصب وراثت انبیاء کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت
اور ان کے آثار و احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر

اقتعاد غارب النشأة الجسدية ففي
الانبياء ظاهر واما في غيرهم فمناصب
وراثة الانبياء كالمجددية والقطبية
فظهور آثارها واحكامها والبلوغ الىٰ
حقيقة كل علم وحال والجمع بين
واصفات كل مقام حصل لكل انسان مذ
خلق الخلق وظهور رقائق منه وتعين كل
رقيقة بما يناسبها ووفور آثار كل رقيقة
بحيث لا يشغله شان عن شان واما اقتعاد
غارب النشأة النسمية فمنه ان يكون معدا
الوصول علوم النسم المقيدة باجسادها
الى التدلي الاعظم الممتلى منه الطبيعة
الكلية وان يكون جارحة في افاضة
الصور الخارجية والوقائع الكونية وان
شئت الحق فليس للفتد حال ولا مقام ولا
منصب انما كل شيء له بلسان رقيقة
وعلىٰ حال تدلي لكنه العالم باسره لا
يغشاه حال ولا منصب انما الاحوال
والمناصب فيه فعلى هذا ينبغي ان يحمل
كل كلام من الفرد مما يشعر بقيامه
بالتدبيرات العالية والمناصب الشامخة
وقد نبهناك علىٰ جماع كلامه وملاك
امره ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق ظاهرة
بارزة ولكل رقيقة حكم والر خاص لابد
ان يظهر تلك الآثار منه وليس له ان

علم حال کے اور جمع درمیان صفا کیوں ہر مقام کے
حاصل ہے واسطے ہر انسان کے جیسے پیدا ہوئی ہے
خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقائق کا اور متعین ہونا ہر
رقیقہ اس شے سے جو اس کے مناسب ہے کہ زیادتی
آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے نہ روکے اس کو ایک
حال دوسرے حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی پر نشاءِ نسمیہ
کا پس اس سے ہے یہ کہ معد ہو واسطے وصول علوم نسمیہ
مقیدہ باجسام کے طرف تدلی اعظم کے جس سے پُر
ہے طبیعت کلیہ اور یہ کہ اعضا ہو جاوے وافاضہ میں در
خارجیہ کے اور وقائع کونیہ کے اور اگر تو چاہے کوئی بات
تو نہیں ہے واسطے فرد کے کوئی حال اور نہ مقام اور نہ
منصب تحقیق ہر شے واسطے اس کے ہے ساتھ زبان
رقیقہ کے اور اوپر حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہیں
ڈھانکتا اس کو حال اور نہ منصب جز ایں نیست کہ
احوال اور مناصب بیچ اس کے ہیں پس بنا بریں چاہیے
یہ کہ حمل کیا جائے ہر کلام فرد کا اس شے سے جو خبر دی
اس کے قیام کے تدبیرات عالیہ و مناصب بلند سے اور
ہم آگاہ رہ چکے ہیں تجھ کو جامع کلام اور اصل سے اس
کے اگر تو سمجھدار ہے اور اس میں دس رقائق ظاہرہ
بارزہ ہیں اور ہر رقیقہ کا اثر و حکم خاص ہے ضرور ہے کہ
وہ آثار اس سے ظاہر ہوں اور نہیں روا اس کو کہ روکے
اپنے نفس کو ان سے اس واسطے کہ وہ جبلت ہے،
سرشت ہوئی ہے اوپر ان کے رقیقہ قمریہ ہے جو مقابل
ہے علوم کسبیہ کے یعنی علم حدیث اور برکات طریقوں
سے جو منسوب ہیں مشائخ صوفیہ کی طرف اور ایک

يكج نفسه عنها لانها جبلة جبلت عليها رقيقة قمرية لحذو حذوها من العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطريق المنسوبة الىٰ مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية يحذوا حذوها من المعلوم الكسبية التصانيف ورأى خاص فى كل علم يبلغ اليه نظره ابا كان سواء كان معقولا او منقولا رقيقة زهرية يحذوا حذوها الجمال والمحبة لحب كل احد يحبه كل احد من حيث لا يدريان ورقيقة شمسية يحذوا حذوها الغلبة والظهور على الكل معنىً واستحقاقا وحفظا لجميع خلق الله تحب الحكم الوحدانى ورقيقة مريخية يحذوا حذوها من كل كمال التاصل والشدة والرسوخ ولولاها لكان كل شىء مهلهلا ضعيف النسج ورقيقة مشترية يحذوا حذوها قطبية وامامة وهداية وكونه مثابة للناس فيما يتقربون الىٰ ربهم ورقيقة زحلية يحذوا حذوها من كل رقيقة بقاؤ تاصل وتفود مدى الازمنة وايضا تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملاء الاعلىٰ يحذوا حذوها همة محيطة بجميع ما يلصق به هى شبح لنظر الله عصمة له ورقيقة من الملاء السافل يحذوا حذوها نور يدخل

رقیقہ عطارد یہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف ورائے خاص سے ہر علم میں کہ اس کی نظر پہنچی اس میں کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال ومحبت کے کہ وہ ہر ایک دوست کھتا ہے اس حیثیت سے کہ دونوں کو معلوم نہیں اور ایک رقیقہ شمسیہ ہے وہ مقابل ہے غلبہ اور ظہور سب پر معناً واستحقاقاً وحفظاً ساتھ تمام خلقت اللہ کی تحت ہیں حکم وحدانی کی ہیں اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے کہ اس کے مقابل ہے ہر کمال سے تاصل اور سختی ورسوخ اگر وہ نہ ہوتا تو ہر شے ہوتی بودی اور بناوٹ کی کمزور اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ یہ مقابل ہے اس کے قطبیت وامامت اور ہدایت اور ہونا اس کا لوگوں کا مرجع جس میں لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈھیں اور ایک رقیقہ ہے زحلیہ اس کے مقابل ہے ہر رقیقہ بقا اور تاصل اور ناقد ہونا درازی زمانہ تک اور نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ملاء اعلیٰ سے اور اس کے مقابل ہے ہمت جو محیط ہے ان سب چیزوں کو اس سے لگی ہوئی ہیں وہ قالب ہے اللہ کی نظر اور اس کی عصمت کا اس کے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل کا مقابل ہے اس کے نور جو داخل ہوتا ہے اس کے ہاتھوں اور پاؤں اور آنکھوں میں اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا جو متدلی ہے اللہ کے بندوں کی طرف اس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اس کے اس کا نفس بالکل نفس قدسیہ پیدا ہوا ہے کہ نہیں روکتی اس کو کوئی شان

فی یدیه ورجلیه وعینیه وجمیع اعضائه ورقیقة من التدلی الالٰهی المتدلیٰ الیٰ عباد الله ینشعب منه شعبتان نور النبوة وشعبة الولایة وبعد ذٰلک کله جبلت نفسه نفسا قدسیة لا یشغلها شان عن شان ولا یاتی علیه حال من الاحوال الی التجرد الی النقطة الکلیة الا وهو خبیر بها الآن وانما الآتی تفضیل لاجمال او شرح نقطة بدورة ولیس صدور الکرامات من الفرد کصدورها عن غیره فان غیره یصدر منه الآثار والخوارق بغلبة حالة فیه حیث تحکمت علیٰ طبقات وجوده وتسلطت ولم یکن العمدة الا هی اما الفرد فکل جزء منه مستقل علیٰ شاکلته وذٰلک انک قد علمت ان فیه رقائق کلیة جملیة وجائت من قبل الاسماء الٰهیة ورقائق جائت من قبل نفوس الافلاک وطبایعها ورقائق جائت من قبل العناصر ورقائق جائت من قبل تصنف الکمال الحاصل له اصنافا فلا یتسلط جزء علی جزا آخر قط فلا تنعزل البهیمة عن مقتضائها ابدا بتسلط الملکیة علیها ولا تنعزل الملکیة عن مقتضاها ابدا بتسلط البهیمیة علیها ولا یکون متجرد الشیء من الکمال بحیث

کسی شان سے اور اس پر کوئی حال نہیں آتا احوال سے وقت تجرد کے طرف نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اس سے اس آن اور تحقیق آنے والا تفصیل ہے اجمال کی یا شرح ہے نقطہ کے ساتھ دورہ کے اور فرد سے ایسی کراماتیں صادر نہیں ہوتیں جیسے اس کے غیر سے کیونکہ اس کے غیر سے اس حالت کے جو اس میں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت کے جو اس میں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اس کے طبقات وجود پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہیں ہوتی عمدہ مگر وہ ہے لیکن فرد کا ہر جز اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اس لیے ہے کہ تم جان چکے ہو کہ اس میں رقایق کلیہ جملیہ ہیں کہ آئے ہیں اسماء اللہ کی طرف سے اور رقائق ہیں کہ آئے ہیں نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے اور رقائق ہیں کہ آئیں جانب عناصر سے اور رقایق ہیں کہ آئے ہیں طرح طرح کے کمالوں سے جو اسے حاصل ہیں تو نہیں مسلط ہوتا ایک جز دوسرے جز پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی بہیمت کبھی اپنے مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اس پر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول ہوتی ہے کبھی بہیمت کے تسلط سے اس پر اور کبھی متجر نہیں ہوتا کسی کمال کے واسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہوجائے بلکہ اس کے نزدیک ہر شے اپنی مقدار سے ہے تو اس سے جو خارق عادت ظاہر ہو تو دو وجہیں ہیں ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدبر حق اپنے بندوں کو نفع پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے

يمحق اثر كمال آخر بل كل غنده بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فباحد وجهين احدهما ان يكون المدبر الحق اراده بعباده ايصال نفع دنيوى او اخروى او دفع ضرر كذٰلک او اراد تعذيبهم علىٰ افعالهم فيجرى علىٰ يديه وينسب الخرق اليه وهو فى الحقيقة كالميت فى يد الغسال لا اختيار له فى ذٰلک وثانيهما ان ترجع هٰذا الفرد الىٰ عقله وحكمته وفراسته فاذا ارای شيئا فيه نفع له او لغيره بسط رقيقه من رقائقة الىٰ ما يناسب هٰذا الشىء فظهر خارق عادة فى الناس مثلاً اراد ان يخبر الناس بما سياتى من الوقائع فبسط رقيقة من رقائقه وهى القمرية فتلقت علما والقاه اليهم واراد تسخير قوم فبسط رقيقة من رقائقه وهى الشمسية فسخرت وهلم جراو من خواص الفرد فى الحيٰوة الدنيا انه يتاتى له ان يعبد ربه بجميع اخلاقه وجميع طبائع وذٰلک ان الانسان فى مجرى العادة بفعل افعال الشجاعة لداعية ترجع الىٰ جلب نفع او دفع ضر دينويين فاذا كان العبد فردا انعقد فى املاء الاعلىٰ حكم من احكام الحق فترشح منه اثر الى النفس وانبعث الداعية وخدمها خلق من

دنیا یا آخرت کا یا ان کے افعال پر عذاب دینا چاہے تو اس فرد کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور وہ اس کی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے درحال یہ کہ وہ فرد مانند مدہ کے ہے غسال کے ہاتھ میں اسے اس میں کچھ اختیار نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکم وفراست کی طرف پس جب دیکھے کہ کسی شے میں اس کو نفع ہے یا اور دوسرے کو تو اس کے رقایق میں سے کوئی رقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت لوگوں میں مثلاً وہ ارادہ کرے کہ جو وقائع آنے والے ہیں ان کی لوگوں کو خبر کرے تو بسط کرے اس کا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور لوگوں کو وہ علم پہنچائے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کی تسخیر کا تو بسط کرے ایک رقیقہ رقایق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرے اور اسی طرح اور جہاں تک خیال کرو اور فرد کے خواص سے ہے کہ وہ زندگی دنیا میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبائع سے اور یہ امر اس لئے ہے کہ عادت میں ہے کہ انسان افعال شجاعت کرتا ہو واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملاء اعلیٰ مین جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے احکامون سے اس کا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کی طرف تو اٹھتا ہے داعیہ اور اس کی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اس کے اخلاق میں تو جاری ہوتے ہیں فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے اللہ کی مراد میں باقی ہے تو یہ معنی ہیں اس کی عبادت کے بجمیع

اخلاقه فجرت الافعال وهو فی کل
ذلک فان عن مراده باق بمراد
الحق فهذا معنیٰ عبادته باخلاقه
والانسان له طبائع ولکل طبیعة فناً وبقاء
وکمال تؤتاه من ربه وافعال یجری
منها بفنائها فی الحق وتجلیات معنویة
حاصلة من ترکیب الکمال بالطبیعة
البشریة بحسب ذلک الکوکب کما ان
الطبیعة الزهریة بحسب النسمیة تقتضی
ان یلتذ کل حسن بالجمال الذی خصه
الله تعالیٰ به ویری فی کل لذة وبهجته
انقیادا الی الله واخبانا له فیکون
الحسائس بلذاتها والاشیاء التی یلتذ بها
کلها السنة تذکر الله تعالیٰ فیحصل له
حالة عجیبة یستغرق فیها ویسکر حینا
من الدهر وقس علیٰ ذلک کل طبیعة
وان شئت الحق فعبادة لربه فی حقه
جریان منه علی مقتضی طبیعه والله حافظه
واذا اتاه زجر علیٰ فعل فسببه مخالفته فی
ذلک اللباس البسه الله تعالیٰ ومن
خواصه فی البرزخ انه اذا انتقل عن هذا
البدن هام الی الطبیعة العامة التی تعم کل
موجود هیمان النفس الناطقة الیٰ بدنها
الا ان هیمانها هیمان تدبیر وهیمانه
هیمان عشق فحینئذ یسری فی اجزاء

اخلاقہ کے اور انسان کے واسطے طبائع ہیں اور ہر طبع
کے واسطے فنا وبقا ہے اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ کی
طرف سے دیا گیا ہے اور افعال ہیں جو اس طبیعت
سے جاری ہوتے ہیں جب اس کو فنا کرے خدا میں
اور تجلیات معنوی ہیں جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت
بشری کے حاصل ہوتی ہیں موافق اس کوکب کے جیسے
طبیعت زہریہ بحسب نسمیہ مقتضی ہے کہ لذت اٹھائے
حسن سے اس مال کی جس سے اللہ نے اسے خاص کیا
ہے اور دیکھی ہر لذت اور ہر خوشی میں تابعداری اللہ کی
اور فروتنی اس کے آگے پس ہوجائیں سب حواس
ساتھ لذتوں کے اور ہر شے جس سے لذت اٹھاتا ہے
سب کے سب زبانیں واسطے یاد دلانے اللہ تعالیٰ کے
حاصل ہو اس کو ایک عجیب حالت کہ اس میں مستغرق
ہوجائے اور سکر میں آجائے کچھ عرصہ اور اسی پر قیاس
کرلے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اس کی عبادت
اپنے رب کے لئے اس کے حق میں مقتضائے طبیعت
کا اس کی جاری ہوتا ہے اور اللہ اس کا حافظ ہے اور
جس وقت کسی فعل پر اس کو زجر آئے تو اس کا سبب
اس کی مخالفت اس امر میں بسبب اس لباس کے ہے
جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور اس فرد کے خواص سے
ہے عالم برزخ میں یہ کہ وہ جب انتقال کرے اس
بدن سے ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام
ہے ہر موجود کو جیسا ہیمان نفس ناطقہ کا بدن سے ہے
مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیر ہے تو اس وقت
سرایت کرتا ہے اپنی ہمت سے اجزائے عالم میں تو حجر

العالم بهمته ففي الحجر حجر وفي الشجر شجر وفي الفلك فلك وفي الملك ملك لا يصده طور عن طور كهيئة الطبيعة المطلقة وحينئذ ربما كان من هذا الفرد آثارا عجيبة وحكام غريبة فمنها انه يعلم بالعلم الحضوري انه القيم بالطبيعة الاولىٰ كما ان النفس يعلم انه قائم وليس بقائم الا الجسد ولا يعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما علم ذلك بعلم حصولي كما يعلم ان فلانا الاجنبي ابن فلان ومنها ان هذه الحقيقة ربما صارت معدة لبعض التدبير الكلي فبرز بروزا في بعض المواطن ويكون سببا لافاضة البركات. شعر:

ومن بعد هذا ما فدق وصفاته

وما كتمه اخطى لدى واجمل

تحقيق في بيان قول السيد عبدالسلام بن بشيش قدس سره علىٰ مشرب القوم اللهم اجعل الحجاب الاعظم حياة روحي وروحه سر حقيقي وحقيقة جامع عوالمي بتحقيق الحق الاول انتهىٰ. المراد بالحجاب الاعظم ذات النبي صلى الله عليه وسلم كما دل عليه قوله قدس سره فيما سبق وحجابك الاعظم القائم لك

میں حجر ہے اور شجر میں شجر اور فلک میں فلک ہے اور ملک میں ملک ہے نہیں روکتا ہے اس کو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت طبیعت مطلقہ کے اور اس وقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام غریبہ ہوتے ہیں بس ان میں سے یہ ہے کہ جانتا ہے علم حضوری سے کہ وہ طبیعت اولیٰ کو قائم رکھنے والا ہے جیسا کہ نفس جانتا ہے کہ قائم ہے اور وہ قائم نہیں مگر جسد قائم ہے اور اس علم سے نہیں جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ بسا اوقات یہ بات جانتا ہے علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلان ہے اور ان میں سے ہے یہ کہ حقیقت کبھی ہوتی ہے معد واسطے بعض تدبیر کلی کی پس ظہور کرتی ہے بعضے مواطن میں اور سبب ہوتی ہے افاضہ برکات کا شعر

ومن بعد هذا ما تدق صفاته

وما كتمه اخطى لدى واجمل.

یعنی اس کے بعد اس کی صفتیں ظاہر نہیں کی جاتیں اور میرے نزدیک اس کا چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے

تحقیق بیان میں قول سید عبدالسلام بشیش قدس سرہ کے وہ قول یہ ہے اللھم اجعل الحجاب حیاۃ روحی وروحہ سر حقیقی وحقیقۃ جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتھی حجاب اعظم سے مراد ذات نبی ﷺ ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر ان قدس سرہ کا یہ قول وحجابک الاعظم القائم لک بین یدیک جس کا پہلے بیان ہوا اور تحقیق ذات نبی ﷺ کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے

بین یدیک وانما عبر عنه بالحجاب الاعظم لان حقیقة علیه الصلوٰة والسلام اول المبدعات واعظمها کما ذکره القوم فی قوله صلی الله علیه وسلم اول ما خلق الله نوری ومنها انشعبت الحقائق فهی الواسطة بینه وبینها وروحه نبی الانبیاء فان ارواحهم انما اخذت العلوم والمعارف بواسطة روحه فکما ان النبی ترجمان الحق فی قومه والواسطة بینه وبینهم فکذلک روحه صلی الله علیه وسلم ترجمان الحق فی الارواح والواسطة بینه وبینهما وفی قوله عن من قائل فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بک علیٰ هؤلاء شهیدا اشارة الیٰ هذا المعنیٰ بناء علی ان هؤلاء اشارة الی الشهداء وصورته الظاهرة فی الناسوت التی علیها ظهرت المعجزات وبنیت علیٰ لسانها المعارف والاحکام واسطة بین الحق وخلقه وسبب لقربهم منه وظهر مما بینا ان له صلی الله علیه وسلم ثلث نشات کلیة وثلثة اصناف من التوسط بحسب تلک النشات فاولها مرتبة تسمی عند الطائفة بالحقیقة المحمدیة وهی تعین کلی فی الخارج لاحکام السماء الکلیة وثانیها مرتبة عندهم بالروح المحمدی وهی التعین

اس واسطے کہ حقیقت آنحضرت ﷺ کی اول مخلوقات اور اعظم ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمانے رسول اللہ ﷺ کے کہ اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے اور اس سے منشعب ہوئیں حقیقتیں پس حقیقت ﷺ کے واسطے ہے درمیان اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی ﷺ نبی الانبیاء ہے کہ بیشک انبیا کی ارواح نے اخذ کئے علوم اور معارف بواسطے ہیں روح مبارک کے پس جس طرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور قوم میں اسی طرح روح مکرم ﷺ کی ترجمان حق ہے ارواح میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور ارواح میں اور بیچ اس قول اللہ تعالیٰ کے فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بک علیٰ هولاء شهیدا اشارہ کی طرف اس معنیٰ کے بنا برین کہ ہولاء اشارہ ہے طرف شہدا کے اور ان کی صورت ظاہرہ ناسوت میں جس سے معجزے ظاہر ہوئے اور اس صورت کی زبان سے بیان ہوئے معارف اور احکام واسطہ ہے درمیان حق کے اور اس کی مخلوق کے اور سبب ہے مخلوق کے قرب کا حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہم نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے واسطے تین عالم ہیں کلیہ اور تین قسم کے ہیں توسطات موافق تین نشات کے تو اول وہ مرتبہ ہے جس کو قوم حقیقت محمدیہ کہتی ہے اور وہ ایک تعین کلی ہے خارج میں واسطے احکام اسماء کلیہ کے اور دوسرا ان میں سے مرتبہ ہے جس کا نام ان کے

المجازی للحقیقة المحمدیة عند انفسار الانسان الکلی فی ظاهره وتقیداته وثالثها النشاة الناسوتیة المنوطة بها الکمالات الظاهرة بعد بعثة الی الخلق علی راس اربعین سنة من عمره من اقامة الامة العوجاء وفتح ابصار عمی وآذان صم وقلوب غلف حتیٰ یشهدوا بالوحدانیة ویتهذبوا ویعلموا احکام الله المتعلقة بافعال المکلفین وغیر ذلک من المعاف والجلیلة واکمل الاولیاء من کان قلب خاتم الانبیاء صلی الله علیه وسلم فی تلک النشات الثلث لکن الحقائق الجزئیة المستعدة لکمالات المحبة والمحبوبیة وما یضاهیهما لا یتعین الابعد انحیاز الانسان الکلی بحیاله فاول تعینها فی الخارج یضاهی ویسامت التعین الروحی من الحقائق الکلیة فلا یظهر مدد الحقیقة المحمدیة الواصل الی الحقائق الجزئیة الا عند تعینها وتکون الجامعیة میراثا عنها وانعقاد الاستعدادات هنالک میراثا عن الروح المحمدی فیکون مرتبة العطایا واحدة واسرار وجودها متعددة فاذا تمهد هذا فنقول الشیخ قدس سره یتبهل الیٰ ربه تبارک وتعالیٰ بلسان استعداده ان یجعله من ورثة سیدنا ومولانا

نزدیک روح محمدی ہے اور وہ تعین مجازی ہے حقیقت محمد کے وقت منفسر ہونے انسان کلی کی طرف اپنے مظاہر اور تقیدات کی اور تیسرا ان میں نشاۃ ناسوتیہ ہے جس سے وابستہ ہیں کمالات ظاہری بعد نبی ہونے کے خلقت کی طرف جب عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی کہ گمراہوں کو راہ پر لانے اور اندھوں کو بینائی اور بہروں کو کان اور دلوں کو ہدایت بخشنے کے واسطے تاکہ وہ وحدانیت الٰہی پر گواہی دیں اور تہذیب پائیں اور جانیں اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے تھے اور اس کے سوا او معارف جلیلیہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہے جو قلب خاتم الانبیاء ﷺ پر ہے ان تینوں عالم میں لیکن حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت ومحبوبیت اور جو ان دو کے مانند ہیں نہیں متعین ہوتی مگر بعد حیز از اختیار کرنے انسان کلی کے اس کے مقابل میں پس اول تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج میں مشابہ اور ہمروش ہے تعین روحی کے جو حقایق کلیہ سے ہے پس نہیں ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کے جو واصل ہے طرف حقائق جزئیہ کے مگر وقت اس کے تعین کے اور جامعیت کے میراث حقیقت محمدیہ کے اور منعقد ہونا استعداد کا یہاں باعتبار میراث روح محمدیہ سے تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار ان کے وجود کے متعدد جب یہ بات بیان ہولی تو اب ہم کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ تضرع وزاری کرتا ہے رب تبارک وتعالیٰ سے بزبان اپنی استعداد کے کہ اللہ اس کو کرے وارثوں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحسب النشات الثلث وکمالاتہا المختصة بکل عنہا فعبو عن سوالہ میرالہ من الکمالات الناسوتیة وبقولہ اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیوة روحی اعنی بہا الروح المنفوخة فی البدن المدبرة لہ المریدة لحس والحرکة وھی فی الافراد والجزئیة المستعدة لکمالات الجزئیة التی اشرنا الیہا بازاء الصورة الناسوتیة فی الافراد الکلیة المستعدة للکمالات الجمعیة ولا یخفی حسن تشبیہ المدد الواصل منہ صلی اللہ علیہ وسلم الی روح ھذا المستفید بالحیوة التی ھی کمال اول الروح وعبر عن سوالہ میراثہ من الکمالات الروحیة بقولہ وروحہ سر حقیقی وذلک لان الحقائق الجزئیة انما تنشاء من حیث تتعین الارواح الکلیة ولا یخفیٰ اما فی التعبیر عن المدد الواصل منہ صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ حقیقة ھذا المستفید بالسر الذی یفہم منہ الخفاء والمصدریة للاوثار والکمالات وتعین الاستدادات مستمرا دائما علیٰ نمط واحد من الحسن والبراعة وعبر عنہ سوالہ ومیرالہ بحسب الکمالات التی ورثتہا الحقیقة المحمدیة وان لم تظہر الا فیما

کی سیدنا ومولانا محمد ﷺ کے بحسب نشاۃ ثلثہ کی اور ان کے کمالات مخصہ کے جو ہر ایک میں ہیں پس تعبیر کیا اپنے سوال سے میراث کو اس کے کمالات ناسوتیہ سے اس قول کے ساتھ اللہم اجعل الحجاب اعظم حیوۃ روحی کہ مراد اس سے روح ہے جو بدن میں پھونکی گئی ہے جو بدن کی مدبر ہے اور اس کی حس وحرکت کے ارادہ کرنے والی ہے اور وہی افراد جزئیہ میں مستعد ہے واسطے کمالات جزئیہ کے جس کا ہم نے اشارہ کیا ہے بمقابل صورت ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ چھپا ہوا نہیں ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے آنحضرت ﷺ سے طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ کمال اول ہے واسطے روح کے اور تعبیر کیا اسنے اپنے سوال سے میراث آنحضرت ﷺ کے کمالات روحیہ سے ساتھ اس قول کے کہ وروحہ سر حقیقی اور یہ اس واسطے حقائق جزئیہ بیشک ظہور کرتے ہیں اس جائے سے کہ جہاں متعین ہوتی ہے ارواح کلیہ اور پوشیدہ نہیں وہ شے کہ بیچ تعبیر مدد کے ہے ایسی مدد جو واصل ہے آنحضرت ﷺ سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہے اور مصدریت واسطے آثار وکمالات اور تعین استعداد مستمر ودائم نمط واحد پر حسن وبراعیت ہے اور تعبیر کیا اس سے سوال اس کا میراث اس کی موافق ان کمالات کے جس کی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہیں

دون تلك المرتبة بقوله وحقيقته جامع عوالمي وذلك لان الاكملية بهذا الوجه تلازم ظهور رقائق كثيرة بازاء النشات الخارجية كل رقيقة اجمال نشاة ومعرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم فى هذه المرتبة الىٰ حقيقة المستفيد صورته جمع العوالم بهذا المعنىٰ اجعل ذٰلك كذٰلك بتحقيقك والتحقيق جعل الشيء متحققا فى الخارج والمراد منه الفيض المقدس ولا يخفى ما فى وضع المظهر مكان المضمر من الاشعار بان التحقيق صادر منه من جهة كونه حقا اى متحققا بذاته محققا لغيره واول الاشياء فانه وجود الموجودات وماهية الماهيات.

ظاہر ہوئی مگر بیچ سوائے اس مرتبہ کے جو اس کا قول ہے وحقیقت جامع عوالم ہے اور یہ امر اس لیے ہے کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہے ظہور رقایق کثیرہ کے بمقابلہ نشاۃ خارجیہ کے ہر رقیقہ اجمال ہے ایک نشاۃ کا اور اس کے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے آنحضرت ﷺ سے اس مرتبہ میں طرف مستفید کے اس کی صورت جمع عوام ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذلک کذلک بتحقیقک اور تحقیق گردانا شئے کا متحقق ہے خارج میں اور مراد اس سے فیض مقدس ہے اور مخفی نہیں وضع مظہر سے مکان مضمر میں کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اس سی بسبب اس کے ہونے کی حق یعنی متحقق بذاتہ لغیرہ اور اول اشیاء پس بیشک وہ وجود الوجودات ومہایت الماہیات ہے۔

تحقيق للعارف وصول الى الذات ووصول الى الاسماء والتجليات سواء قلنا بان الوصول الى الذات علم بها وادراك لها اولا وما يوهم خلاف ما ذكرنا من كلام المتحققين فى هذه المسئلة فمعناه نفى العلم والاحاطة لانفس الوصول وتفصيله ان السالك اذا وصل الى الحقيقة التى يعبر عنها بانا وجردها عما دونها ووقع له التفات الى التحقيق والتقرر والوجود واصل ذٰلك كله الوجود المطلق وله تنزلات شتىٰ وملابس كثيرة فيعرف فى

تحقیق عارف کو ذات اور اسماء تجلیات تک پہنچنا برابر ہے اس کے جو کہا ہم نے کہ وصول الی الذات علم ذات اور اس کا ادراک ہو یا نہ ہو اور وہ جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کے خلاف محققین کے کلام سے اس مسئلہ میں تو اس کے معنی ہیں نفی علم کی اور احاطہ کی نہ نفس وصول کی اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ سالک کو جب وصول ہوتا ہے طرف حقیق کے وہ حقیقت جس سے عبارت انا ہے اور وہ حقیقت مجرد کردیتی اپنے ماسوا سے تو واقع ہوتی ہے اس سے التفات طرف تحقیق وتقرر ووجود کے اور اس سب کی اصل وجود مطلق ہے اور اس کی واسطے تنزلات ہیں بہت اور

ضمن هذا الالتفات كل تنزل ولبسة لجاسة
ذلک التنزل وتلک اللبسة فلا یدرک
المثال الا بالمثال ولا الروح الا بالروح
وهکذا یرجع متصاعدا حتیٰ یدرک
الحقیقة التی لا حقیقة ورائها بتلک
الحقیقة بعینها فهذک وصول ولیس
هناک علم الا بانا ولا ادراک الا بانا وما
احسن قول الشیخ العارف عفیف الدین
التلمسانی مشیر الیٰ هذه النکتة. شعر:

دعوا منکری فوری بها یتفطروا
بحق لهایتک القلوب انفطارها
وما ذا علیٰ من صار خالا لخذها
اغار ابوها ام تنبه جارها

فالکمل یتحقق لهم الوصول الی الذات
بالفعل وکذلک باصول الاسماء
والتجلیات فناء وبقاء وتحقق لا یجوز ان
یکون لهم حالة منتظرة فی ذلک نعم بعد
ذلک احکام خاصة بکل نشاة من النشات
یعتورها الانسان مرة بعدی مرة وکانه قد
احاط بها اجمالا فی دینک الوصولین وما
بقی الا التفصیل فترقیات الکمل غیر
متناهیة بهذا المعنیٰ.

تحقیق اعلم ان الاول جل مجده یعلم
الاشیاء بوجهین احدهما الوجه الاجمالی
بیانه انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته

لباس کی ساتھ حاسہ اس تنزل اور اس لباس کے تو
نہیں ادارک ہوتی مثال مگر ساتھ مثال کے اور نہ
روح مگر ساتھ روح کے اور اسی طرح رجوع کرتا ہے
صعود کرتا ہوا یہاں تک کہ دریافت کرتا ہے اس
حقیقت کو کہ اس کے پرے ہے کوئی اور حقیقت نہیں ہے
ساتھ اس حقیقت کے بعینہا بس وہاں وصول ہے اور
علم نہیں وہاں مگر انا کا اور کوئی ادراک نہیں مگر انا کا اور
کیا خوب قول ہے شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی
جو اشارہ کرتے ہیں اس نکتہ کی طرف شعر:

دعوا منکری نوری بها یتفطروا
بحق لهایتک القلوب انفطارها
وما ذا علیٰ من صار خالا لخذها
اغار ابوها ام تنبه جارها

پس کاملوں کے واسطے وصول محقق ہے طرف ذات
کے بالفعل اور اسی طرح ساتھ اصول اسما اور تجلیات
کے فنا و بقا و تحققا نہیں جائز یہ کہ ہو ان کے واسطے
حالت منتظرہ اس امر میں ہاں اس کے بعد احکام
خاص ہیں ہر نشاء کے نشأت میں سے کہ برتتا ہے
ان کو انسان ایک بعد ایک کے گویا کہ اس نے
احاطہ کرلیا ان کا اجمالاً دونوں وصولوں میں اور نہیں
باقی رہی مگر تفصیل پس کاملوں کی ترقیات کو انتہا نہیں
اس معنی سے۔

تحقیق اب جاننا چاہیئے کہ تحقیق اللہ جل مجدہ کو
اول علم اشیاء ہے دو وجہوں سے ایک وجہ تو اجمالی
ہے اس کا بیان یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات کو

لنظام الوجود لان العلم بالعلة التامة يكفى فى العلم بالمعلول وهذه الاشياء هنالك موجودة بوجود الٰهى لا بوجود امكانى لان كل شىء انما تحقق بتحقيق الواجب له وانما وجد بايجاد الواجب اياه فبازاء كل شىء كمال الواجب واقتضاء وهذه الكمالات مبداء صدور هذه الاشياء وكنه حقائقها فكل كمال يقتضى شيئا بخصوصه وكل شىء يحتاج الىٰ كمال بخصوصه كان هذه الكمالات والاشياء امر واحد غير ان هذه لوازم الواجب واعتبار انه الذاتية بمنزلة العلم والقدرة والحياة وتلك معلومات له صادرة منه وثانيهما الوجه التفصيلى بيانه ان كل موجود فانما هو معلول الواجب وما لا يكون معلولا لا يمكن ان يتحقق وليست حاجة هذه المعلولات اليه تعالىٰ مثل حاجة لبناء الى البناء بل حاجتها واصل تقررها وجوهرها وتحقيقها وتقومها مستمرة ما دامت موجودة وايجاده لها وتحقيقه ايها هو كنه وجودها وتحققها لا غير وانما منشا امتياز الماهيات بعضها من بعض امتياز بعض انحاء الايجاد والتحقيق والتقويم من بعض فهٰذا الارتباط اقوىٰ من ارتباط الصورة محلها يقتضى حضور

جانا تو ذات کی اقتضا کو جانا واسطے نظام وجود کے اس واسطے کہ علت تامہ کا علم کافی ہے معلول کے علم کو اور یہ اشیاء وہیں موجود ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی کے اس لئے کہ ہر شے متحقق ہوتی ہے تحقیق واجب لہ کے اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد واجب کے پس مقابل ہر شے کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضا اور یہ کمالات مبدا ہیں ان اشیاء کے صدور کا اور کنہ ہیں ان کے حقایق کا تو ہر کمال مقتضی ہے کسی شے کا بخوصہ اور ہر شے محتاج ہے طرف کسی کمال کی بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیاء امر واحد ہیں سوا اس کے کہ یہ لوازم واجب سے ہیں اور قدرت اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اس کے کہ صادر ہوئی ہیں اس سے اور دوسری وجہ ان میں سے وجہ تفصیلی ہے بیان اس کا یہ ہے ہر موجود معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ممکن ہے اس کا تحقق اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل کی تقرر اور جوہر اور تحقق اور تقوم کی مستمرہ ہے جب تک موجود ہیں اور ایجاد واجب کا ہے واسطے ان کے اور تحقق کرنا اس کا ان کو کنہ ہے ان کے وجود کا اور ان کے تحقق کا نہ کچھ اور جز این نیست کہ منشا امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہے بعضے اقسام ایجاد کا اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت کا اپنے محل سے مقتضی ہے حضور اشیاء کا واسطے اپنی فاعل کے

الاشياء لفاعلها فيعلم الاول تعالى الاشياء بتلك الاشياء بصورها المرتسمة فى الواجب وهذا علم الواجب لها بوجودها لامكانى سواء فى ذلك الماديات والمجردات فالحق انه لا حاجة الى توسيط الجواهر العقلية المرتسمة فيها صور الاشياء الا فى المفروضات التى لا تحقق لها الا فى فرض الفارض كانياب الغور فتدبر الكلام حق التدبير.

مشهد آخر اعلم ان الملل والمذاهب بالحقيقة يقال ملة حقة ومذهب حق وينظر الناظر فى وصف احدهما بذلك الىٰ مطابقة الواقع له فتاملنا حقيقة هذا الواقع الذى ان وافقة الشىء كان حقا والا كان باطلا فوجدنا معنيين احدهما جلى والآخر دقيق يرى من بعد اما الجلى فان يكون كل مسئلة من الاعتقاديات مطابقة لما عليه المعتقد فى الخارج مثلا يحكم بان الله يسخط ويغضب ويكون الامر كذلك وبان الحشر الجسمانى كائن وهو كذلك وكل مسئلة مما يحكم فيها بوجوب وحرمة مطابقة لما عليه الامر المنعقد فى الملاء الاعلىٰ مثلا يحكم بان الصلوٰة واجبة ويكون فى الملاء الاعلىٰ نازل مثالى من قضاء مضمونة تحسين من

پس جانتا ہے اول اللہ اشیاء کو ساتھ ان اشیاء کے نہ ان کی صور مرتسمہ فی الواجب سے اور یہ علم واجب کا واسطے ان کے ساتھ ان کے وجود امکانی کے ہے برابر ہے اس میں مادیات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ حاجت نہیں وسط میں لانے جواہر عقلیہ کے جو مرتسم ہیں اشیاء کی صورتوں میں مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہوتے مگر فرض کرنے والے عندیہ میں جیسے دیو کے دانت پس غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اس کے غور کرنے کا۔

مشهد آخر جاننا چاہئے کہ ملتیں اور مذاہب وصف کی جاتیں ہیں ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہیں کہ ملت حقہ اور مذہب حق اور ناظر نظر کرتا ہے وصف میں ایک ان دونوں کے پس ہم نے تامل کیا حقیقت کو اس واقع کی اگر موافق ہو وہ اس شے کے تو حق ہے اور نہیں تو باطل تو ہم نے دو معنی پائے۔ ایک نور ظاہر اور روشن اور دوسرے دقیق وباریک کہ بعد میں معلوم ہوں گے تو ظاہر روشن تو یہ نہیں کہ اگر ہو ہر مسئلہ اعتقادیات سے مطابق واسطے اس شے کے جس پر اعتقاد کیا ہے خارج ہیں مثلاً حکم کیا جائے کہ اللہ خشم کرتا ہے اور غضب ہوتا ہے اور ہے امر یوں ہیں اور یہ کہا جائے کہ حشر جسمانی ہونے والا ہے اور یوں نہیں ہے اور جو مسئلہ ہو وے کہ اس میں حکم وجوب وحرمت وحریت ہو مطابق واسطے اس چیز کے کہ جس پر منعقد ہے امر ملاء اعلیٰ میں۔ مثلاً کہا جائے کہ نماز فرض ہے اور ہو بیچ ملاء اعلیٰ کے نازل امثالی ادائے

تلبس بها وكونها مستلزمة ترقيه تشبثت بذيل نسمته في الدنيا والآخرة وتكفير هيآت ظلمانية عن نسمته حاصلة من قبل الاستغراق في الاحكام البهيمية كما يستلزم اكل الزنجبيل تسخين البدن واذالة البرودة عنه فهذا النازل هنالك مطابق للحكم بوجوبها وكل مسئلة فيها توقيت او تحديد مطابقة لقواعد الملة كتوقيت الصلوٰة بالاوقات الخمس وتحديد الزكوٰة بمائتي درهم وبالحول ويكون بحيث يثبت بين الاصل وبين هذه الاشباح وجود تشبيهي في مدارك الملاء الاعلیٰ فيكون هذا ذاك وذاك هذا بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذلك قبل انها حقة وكذلك معنیٰ حقيقة المذهب ان يكون احكامه مطابقة لما قاله رسول الله صلى الله عليه وسلم في نفس الامر ولما كان عليه القرون المشهود لها بالخير وان كانت المسئلة لا نص فيها ولا رواية فحقيقتها ان تكون محفوفة بقرائن تورث غالب الظن بان النبي صلى الله عليه وسلم لو تكلم في المسئلة لما نطق بغير هذا القول وان يكون وجه الاستخراج والاستنباط ظاهرا لا يريب فيه المحيط باساليب الكلام

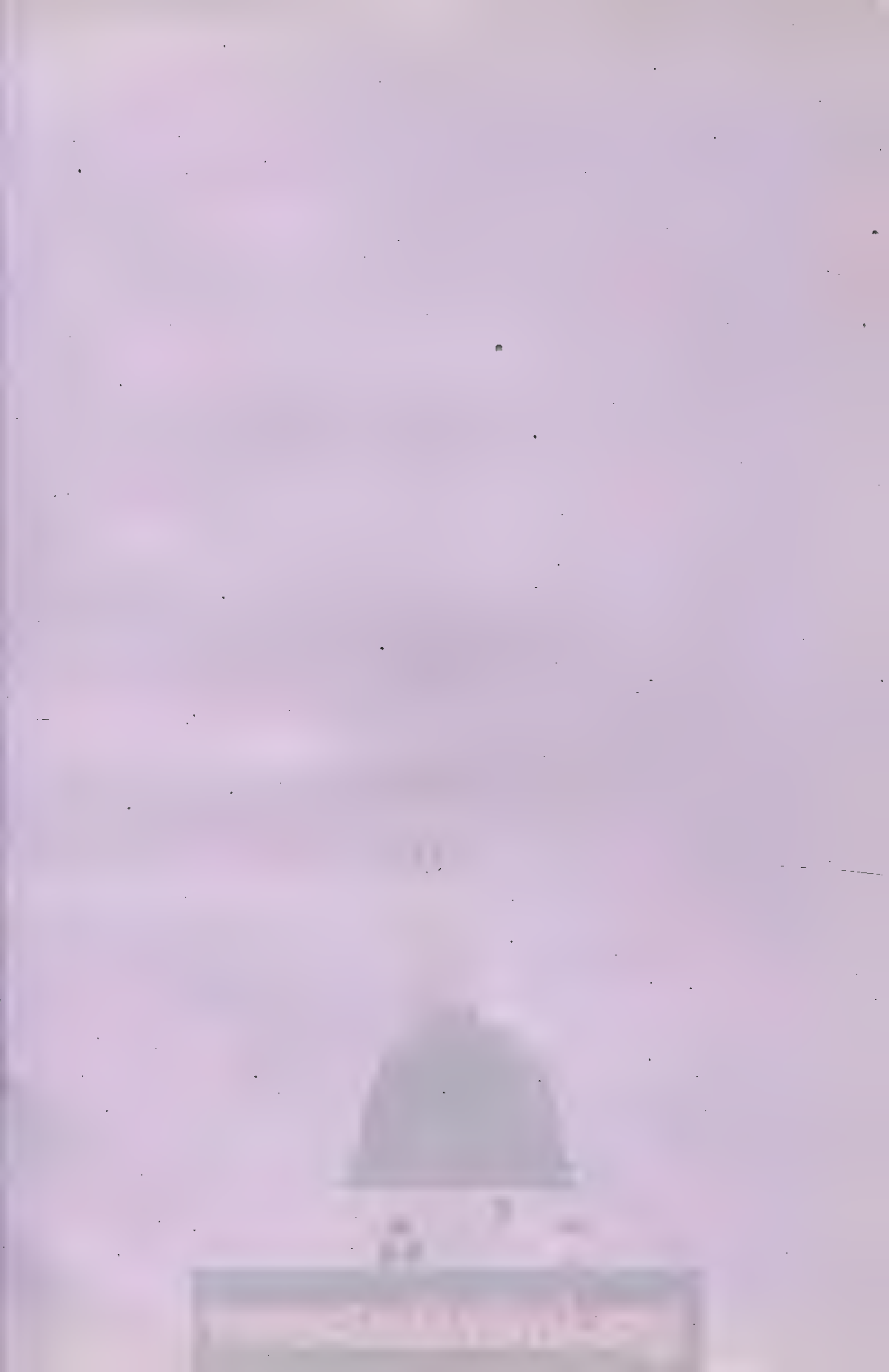
مضمون اس کی تحسین اس شخص کہ جو متلبس ہو اس سے اور اس کا ہونا مستلزم ہو انسان کی ترقی کا چنگل مارنے سے اس کے دامن تسمیہ میں بیچ دنیا وآخرت کے اور تکفیر ہیبت ظلمانیہ کے نسمہ سے کہ وہ ہیبت ظلمانیہ حاصل ہوئی ہے استغراق سے احکام بہیمیہ میں جیسا مستلزم ہے زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت کو انسان سے تو یہ نزول وہاں مطابق ہے واسطے علم اس کے فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اس میں توقیت ہو یا تحدید مطابق واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوٰۃ کو دو سو درہم اور برس بھر گذرنا اور ہوا اس حیثیت سے کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجود تشبیہی مدارک ملاء اعلیٰ میں تو یہ وہ ہے اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جائے گا کہ ملت حق ہے اور اسی طرح معنی حقیقت مذاہب کے ہیں کہ ہوئے احکام مطابق واسطے اس چیز کے کہ کہا ہے رسول اللہ ﷺ نے نفس الامر میں اور مطابق ہوں واسطے اس چیز کے اس پر ہیں وہ قرون جن کے واسطے شہادت ہے خیر کی اور اگر ہو مسئلہ ایسا جس میں نہ نص ہو اور نہ روایت تو اس کی حقیقت محتاج قرائن کی ہے جو موروث ہوں غالب ظن کے ساتھ اس طرح کی کہ اگر نبی ﷺ فرماتے اس مسئلہ میں تو یوں ہی فرماتے اور یہ کہ وجہ اس کے استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نہ کرے وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا بیچ شرع احکام کے پس یہ معنی

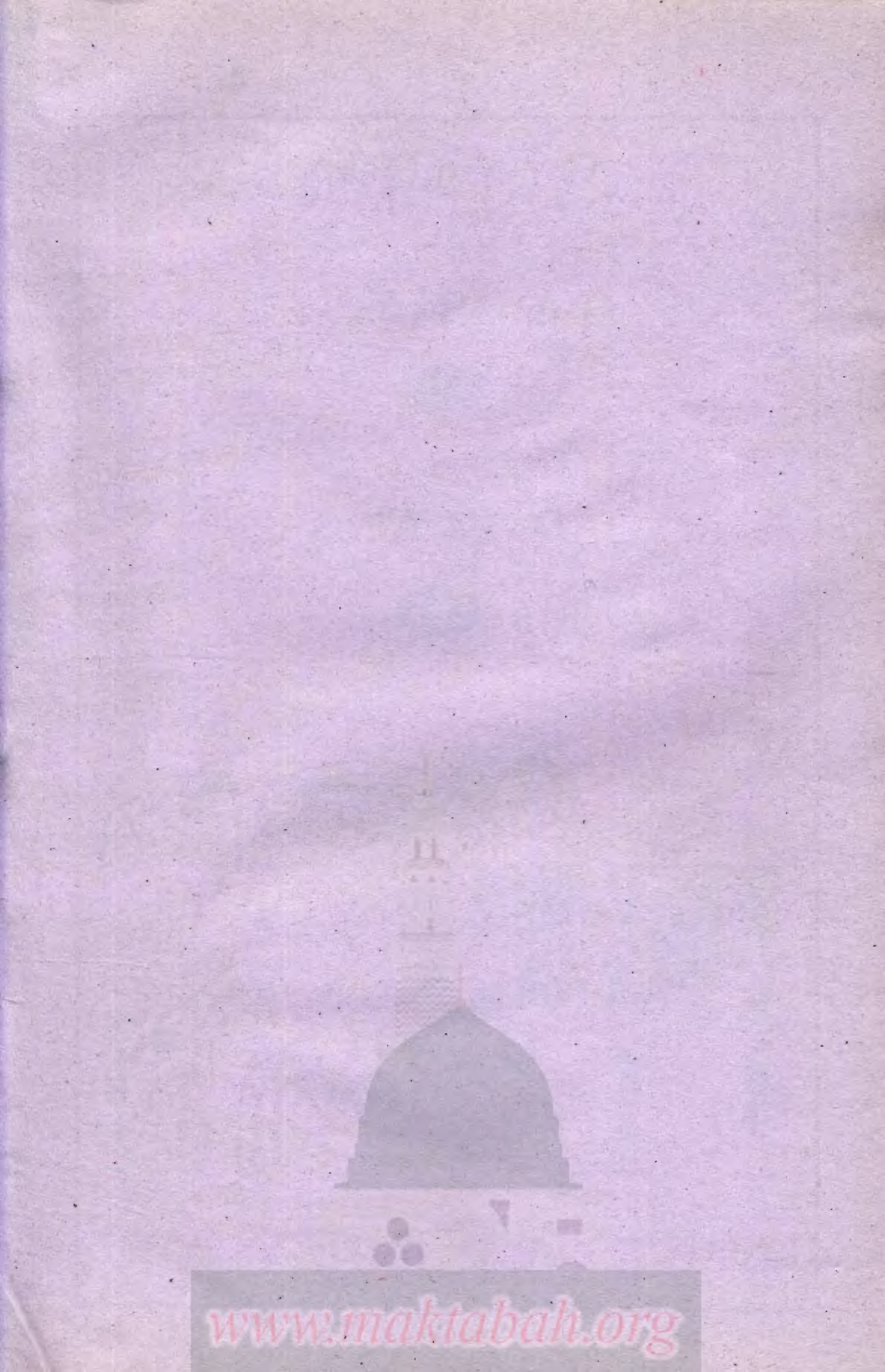
ومقاصد الشارع فی شرح الاحکام فهذا معنیٰ حقیقة المذاهب واما الدقیق الذی یری من بعد فان یکون الحق علم جمع شمل امة من الامم بان یلهم مصطفی من عباده باقامة ملة من الملل فیصیر خادما لارادة الحق منصبة بظهور تدبیره ووكرا لفیض مدده الغیبی فیقال فیه من اطاع هذا العبد فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصی الله فصار الرضی مقصورا فی موافقة هذا التدبیر والسخط فی مخالفته ومنافاته واذا کان کذلک صار احکام الملة جمیعا حقة والمنظور فی وصفها بالحقیة حینئذ ظهور التدبیر الالٰهی فی هذا الشبح لا غیر وکذلک المذاهب ربما یکون العنایة المتوجهة الیٰ حفظ ملة حقة متوجهة بحسب معدات الیٰ حفظ مذهب خاص بان یکون حفظة المذهب یومئذهم القائمین بالذب عن الملة او یکون شعارهم فی قطر من الاقطار هو الفارق بین الحق والباطل فحینئذ ینعقد وجود تشبیهی فی الملاء الاعلیٰ والسافل بان ملة هی هذا المذهب.

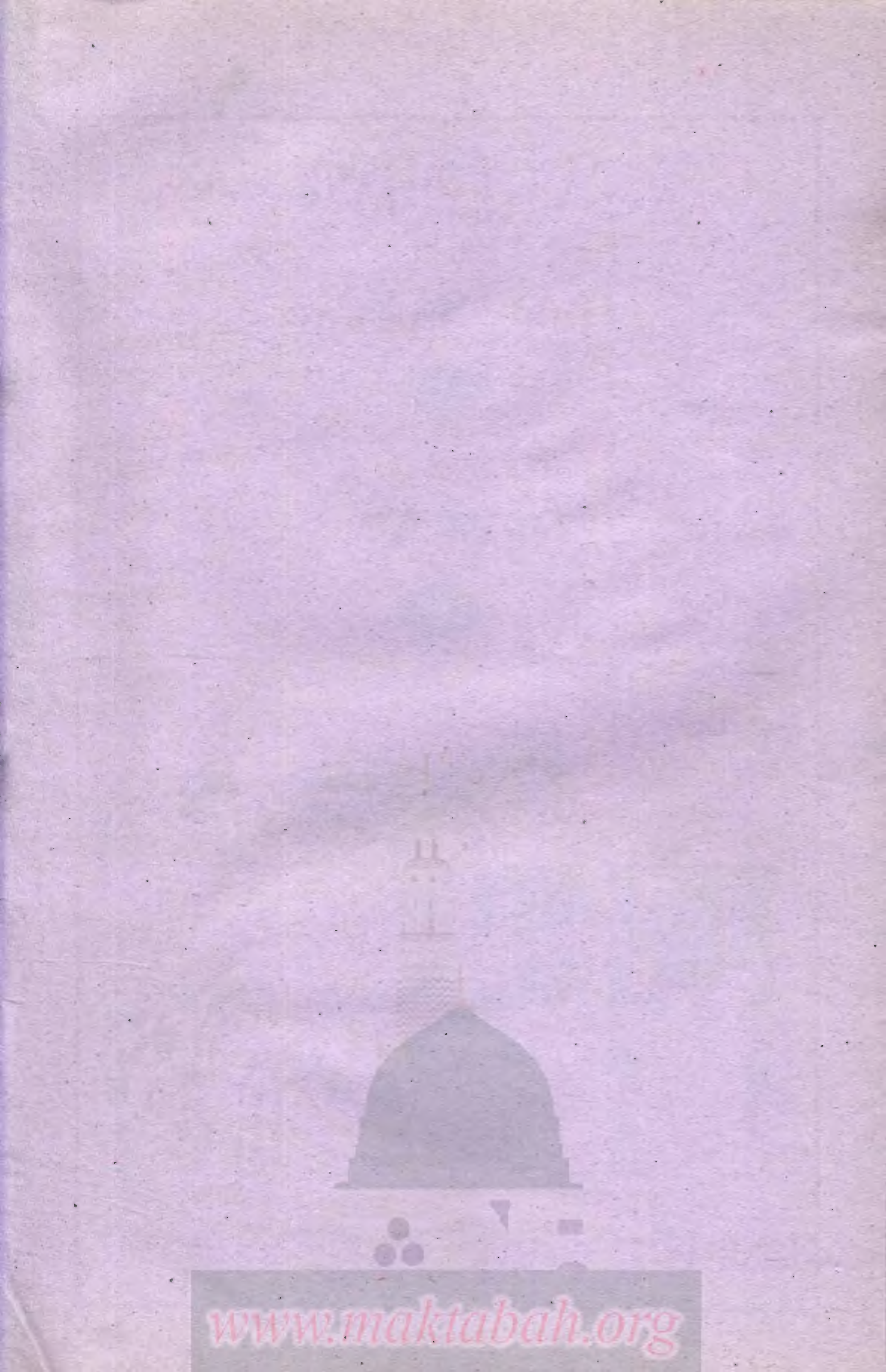
ہیں حقیقت مذہب کے اور وہ جو دقیق وباریک معنیٰ ہیں کہ بعد میں معلوم ہوتے ہیں، وہ یہ ہیں کہ ہو اللہ نے جانا کسی امت کے چھوٹی ہوئی کو ملانا اور جمع کرنا اس طرح سے کہ الہام کرے کسی برگزیدہ کو اپنے بندوں میں سے واسطے اقامت کسی ملت کے کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادۂ حق کا اور منصبہ ہو اس کے ظہور وتدبیر کا اور اشیان ہو اس کے فیض مدد غیبی کا جس کو کہا جائے کہ جس نے اس کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اللہ کے نافرمان کو اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی موافقت پر اور غضب اس کی مخالفت اور منافات پر اور جب امر اس طرح ہو تو ہوں گے احکام ملت کے سب کے سب حق اور اس وقت اس کے حق کہنے میں منظور ظہور تدبیر الٰہی ہے بیچ اس جسم وقالب کے سوا اس کے اور اسی طرح مذہب ہے کہ اکثر اوقات عنایت الٰہی متوجہ ہوتی ہے حفظ ملت حقہ کی متوجہ بحسب معدات کے طرف حفظ مذہب خاص کے اس طرح سے کہ نگہبان مذہب کے اس دن سوتی ہیں قائم واسطے برائی دور کرنے کے یا ان کا شعار ہوتا ہے اطراف کے کسی طرف میں فارق درمیان حق وباطل کے تو اس وقت منعقد ہوتا ہے وجود تشبیہی ملاء اعلیٰ میں یا ملاء سافل میں ساتھ اس طرح کرے کہ ملت یہی مذہب ہے۔

ختم شد






www.maktabah.org



شاہ ولی اللہ اکیڈمی

اغراض و مقاصد

① شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اوران کی مختلف زبانوں میں تراجم کی اشاعت۔

② شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ، افکاراور تعلیمات پر مبنی کتب کا لکھوانا اوران کی اشاعت کا انتظام کرنا۔

③ ایک معیاری لائبریری قائم کرنا، جس میں اسلامی علوم پر مبنی کتب کو خصوصی طور پر جمع کر کے اجتماعی تحریک پر کام کرنے کیلئے اس اکیڈمی کو علمی مرکز بنانا۔

④ ولی اللہی تحریک سے وابستہ مشہور علماء کی تصانیف کو شایع کرنا اوراس بارے میں اہلِ علم ودانش سے کتب لکھوانا اوران کی اشاعت کا انتظام کرنا۔

⑤ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے ایک مرکز بنانا اوراس میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ پر تحقیقاتی کام کرنا۔

⑥ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور فکر کو عام اور آسان کرنے کیلئے رسائل کا جاری رکھنا۔

⑦ ایسے دیگر ادارے جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے افکار اور فلسفہ کو فروغ دینے والے ہوں، تو ایسے اداروں کی ہر طرح سے مدد کرنا۔